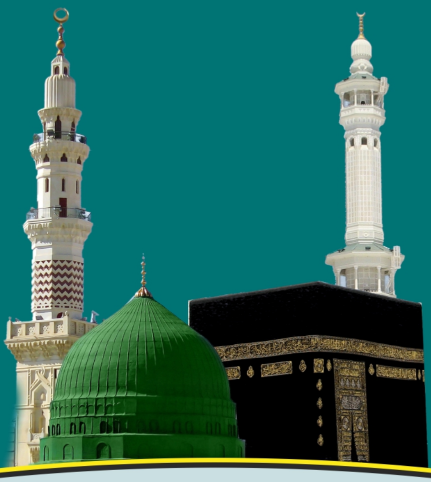
وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۱۰۵ (البقرة)

ترجمہ: اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

خطباتِ قادریہ (جلد اول)

FORTY ADDRESSES OF FRIDAY PRAYER



تالیف

ڈاکٹر سید محمود قادری

- خلیفہ ومجاز حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم
- خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاری محمد یامین قاسمی صاحب حیدرآبادی مدظلہ

خطباتِ قادریہ

Forty Addresses Of Friday Prayer

وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ، وَاللّٰہُ ذُوالۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ (البقرۃ:۱۰۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالی اپنی رحمت سے خاص کرلیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

تالیف

ڈاکٹر سیّد محمود قادری

۱) خلیفہ ومجاز حضرت مولانا محمد قمرالزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

۲) خلیفہ ومجاز حضرت مولانا قاری محمد یامین قاسمی صاحب حیدرآبادی مدظلہ

باسمہٖ تعالیٰ

کتاب سے متعلق ضروری معلومات

نامِ کتاب : خطباتِ قادریہ

نامِ مؤلف : ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب

سنِ اشاعت : ۲۰۱۸ء مطابق ۱۴۴۰ھ

طباعت :

کمپوزنگ : محمد انس شیخ

8147837988

بارِ اوّل : 1000

ناشر اور ملنے کا پتہ : خانقاہِ قادریہ، گوڈیہال کالونی،
جامع مسجد روڈ، وجئے پور۔ (کرناٹک)
فون نمبر: 7019429104

مفکر اسلام حضرت مولا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کے چند باکمال مریدین جو دوسرے مشائخ کے مجاز بنے۔

۱) الحاج محی الدین منیری بھٹکل

خلیفہ حضرت شاہ محمد موسی مہاجر مدنی خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ

۲) موسیٰ مولانا معین اللہ ندوی اندوری

خلیفہ حضرت صوفی محمد اقبال ہوشیار پوری

۳) مولانا واضح رشید ندوی

خلیفہ حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی

۴) مولانا سید حمزہ حسنی ندوی

خلیفہ حضرت صوفی محمد انعام لکھنوی وخلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری

۵) حضرت مولانا سلمان حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ وحضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

۶) حضرت مولانا سید بلال حسنی ندوی

خلیفہ شاہ نفیس الحسینیؒ وحضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب

۷) ڈاکٹر سید محمود قادری بیجاپوری

خلیفہ حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی مدظلہ العالی

رقم کردہ

محمود حسن حسنی ندوی۔ ۱۵ شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ۔ بمقام: مکان ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب بیجاپور۔

باسمہٖ تعالیٰ

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

الحمدللہ کہ ناچیز نہم جماعت کا طالبِ علم تھا اور اس زمانہ میں عربی زبان سیکھ کر قرآن واحادیث کا ترجمہ سمجھنے کے قابل ہوگیا تھا۔ نوگنبد مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے امام صاحب غش کھا کر گر گئے۔ حاضرین نے مجھ سے کہا کہ آپ خطبہ پڑھائیے۔ ناچیز نے خطبہ کی کتاب دیکھ کر خطبۂ اولیٰ اور ثانیہ پڑھے۔ جمعہ کے خطبات پڑھنے کا یہ میرا پہلا موقعہ تھا۔

حسنِ اتفاق سے پہلا درسِ قرآن جو میں نے دیا اس وقت بھی میں نہم جماعت کا طالبِ علم تھا۔ بمقام چاند تارہ مسجد (چھپر بند گلی) میں سورۂ بقرہ کے رکوع نمبر ۲۲ کی آیت نمبر ۱۷۷، لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ ۔۔۔۔۔ (نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنا چہرہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو۔۔۔۔) کا درس دیا، تمام حاضرین انگشت بدنداں رہ گئے۔

میٹرک پاس کرنے کے بعد میڈکل کالج، بلاری کے داخلہ سے دو سال قبل یہاں کے، کے۔ سی۔ پی سائنس کالج، بیجاپور میں پڑھنا ہوا۔ کالج کے اوقات

ایسے تھے کہ جمعہ کی نماز کے لئے چھٹی نہیں ملتی تھی۔ کالج میں کافی تعداد میں مسلم طلبہ بھی زیرِ تعلیم تھے۔ ہم سب طلبہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک پریڈ ناغہ کرکے جمعہ کی نماز پڑھ لیا کریں گے۔ کالج چونکہ آبادی سے باہر تھا اور قریب میں کوئی آباد مسجد بھی نہیں تھی اسی لئے ہم نے سوچا کہ کھیل کے میدان یا کسی پاک جگہ نماز ادا کریں (اب کافی آبادی ہوگئی ہے اور اطراف میں کئی مسجدیں آباد ہوگئی ہیں)۔

حسنِ اتفاق سے کالج والوں نے ایک سویمنگ پول (Swimming Pool) بنا رکھا تھا جو صرف کھیل کے دنوں (Sport's Days) میں سال کے چند روز ہی پانی سے بھرا جاتا تھا ورنہ سال بھر خشک رہتا۔ یہ حوض تیس چالیس فیٹ لمبا اور اتنا ہی چوڑا اور قدِ آدم کے برابر گہرا، صاف ستھرا اور پلاسٹر کیا ہوا تھا۔ عام دنوں میں کوئی اس کی طرف جھانک کر بھی نہیں دیکھتا تھا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس کو ہم نے ہماری نماز کی جگہ (مصلّٰی) بنالیا۔ چونکہ اس کی گہرائی ایسی تھی کہ کوئی ہم کو نماز پڑھتے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا کہ اعتراض کرسکے۔ خدا کے فضل وکرم سے اس حوض میں ہم نے کالج کے اوقات میں نمازیں پڑھیں اور دو سال میں نے یہاں جمعہ کے خطبات دیئے اور نمازیں پڑھائیں۔

میڈکل کالج بلاری میں جمعہ کی نماز کا مسئلہ نہیں تھا کیونکہ وہاں قریب ہی میں ایک مسجد تھی۔ میڈکل کی تعلیم سے فراغت کے بعد جب میں وطن لوٹا تو چند احباب کے تقاضوں پر یہاں کی مختلف مساجد میں جمعہ کے خطبات کا سلسلہ سن ۱۹۷۵ء سے

شروع ہوا اور الحمدللہ کہ اس وقت سے اب تک چل رہا ہے۔ طالبِ علمی کے زمانہ میں کتاب ''خون کے آنسو'' پڑھی تھی جس میں مصنف نے عربی زبان میں دیئے جانے والے خطبات پر تنقید کرتے ہوئے لکھا تھا کہ امام نے عربی زبان میں رٹا رٹایا ہوا خطبہ پڑھا، سامعین نے کچھ نہیں سمجھا اور خطبہ کا مقصد ہی فوت ہو گیا وغیرہ۔ مصنف کی بات دل میں گھر کر گئی تھی اس لئے ناچیز شروع میں خطبۂ اولیٰ اردو زبان میں اور خطبۂ ثانی عربی زبان میں دیا کرتا تھا تا آں کہ اکابر علماء سے تعلق ہوا اور یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ منبر پر غیر عربی میں خطبہ ''مکروہِ تحریمی'' ہے۔ یہاں کی جامعہ مسجد میں جس میں ایک عرصۂ دراز تک اردو ہی میں خطبے ہوا کرتے تھے۔ اس ناچیز ہی نے جب وہ چند سال یہاں جمعہ پڑھایا کرتا تھا اس طریقہ کو بدل دیا اور اب منبر پر دونوں خطبے عربی زبان میں پڑھنے کا طریقہ رائج ہو گیا۔ فللّٰہ الحمد والمنۃ۔ جو مضمون خطبہ میں کہنا ہوتا ہے اس کو منبر کے نیچے اردو زبان میں بیان کر کے منبر پر دونوں خطبے عربی زبان میں پڑھنا، اب اس ناچیز کا معمول ہے۔

خطباتِ جمعہ چونکہ تعلیم اور تذکیر کا بہترین ذریعہ ہیں اور ہفتہ میں ایک مرتبہ بغیر تحریک و اشتہار کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اگر صحیح اور مناسبِ حال بات ان کے سامنے آئے تو خطباتِ جمعہ عظیم اصلاح اور انقلاب کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ انہی حقائق کے پیشِ نظر ناچیز نے کوئی خطبہ بغیر کسی خاص موضوع کو سامنے رکھے نہیں دیا بلکہ اہم موضوع پر تیاری کر کے قرآن کی آیات اور احادیثِ رسول ﷺ کی روشنی

میں پیش کرنے کی کوشش کی جس کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی مقبولیت عطا فرمائی۔

کتاب کے مسودہ کی تصحیح عزیزم قاری محمد صدیق مرزا صاحب اشاعتی مدظلہ (ناظم جامعہ اسلامیہ تعلیم القرآن، جامعہ نگر سائی پارک، وجئے پور) نے جس باریک بینی سے انجام دی ہے یہ ناچیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم اور عمل میں مزید زیادتی اور استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

ان خطبات پر تبصرہ کے لئے اس ناچیز نے حضرت مولانا احمد وحید صاحب مدظلہ (استاذ جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور) سے گذارش کی۔ موصوف کے گراں قدر تبصرہ کے لئے ناچیز ممنون ومشکور ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ وہ انہیں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

ناچیز کے مخلص اور عزیز دوست جناب محمد اقبال انعامدار صاحب (وظیفہ یاب وائس پرنسپل انجمن جونیر کالج بیجاپور) کا شروع ہی سے اصرار اور تقاضہ رہا کہ میں ان خطبات کو تحریری شکل دوں تا کہ وہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوسکیں۔ خطبات کے نوٹس ڈائریوں میں لکھے ہوئے محفوظ ہیں اور ایک عرصہ کے بعد انہی کو سامنے رکھ کر ان خطبات کو تحریری شکل دی جارہی ہے۔ فی الحال چالیس بیانات پر مشتمل خطباتِ قادریہ (جلدِ اول) پیش کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دیگر بیانات بھی عنقریب پیش کئے جائیں گے۔

ابتدائے تعارف ہی سے حضرت مولانا مفتی سبیل احمد صاحب مدظلہ اس

ناچیز پر نہایت مشفق اور مہربان رہے ہیں۔ ناچیز کے تعلق سے حضرت نے جو لکھا ہے یہ ان کا حسنِ ظن ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اس قابل بنائے اور مفتی صاحب کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

قارئین کے ذہن میں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ خطبات کو تحریری شکل دی گئی ہے۔ اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ اس ناچیز نے قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی ﷺ کا خود ترجمہ کرنے کے بجائے مستند تراجم سے نقل کر دیا ہے۔ لفظی ترجمہ کے بجائے مطلب خیز ترجمہ کو ترجیح دی ہے۔ قرآنی آیات کا ترجمہ اکثر سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ کی تفسیر ''کشف الرحمٰن'' اور حضرت تھانویؒ کی تفسیر ''بیان القرآن'' سے اور احادیثِ نبوی کا ترجمہ شرح مشکوۃ ''مظاہرِ حق'' سے لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جس دردِ دل کے ساتھ یہ باتیں پیش کی گئی ہیں اسی دردِ دل کے ساتھ قارئین (سامعین) کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہارِ خیال

از: حضرت مولانا احمد وحید صاحب مدظلہ

(استاذ جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين- امّا بعد --:

کچھ مشاغل اور اعذار کی بناء پر پوری کتاب دیکھ نہ سکا پھر بھی کچھ تقاریر غور سے پڑھنے اور جگہ جگہ سے کتاب کو دیکھنے سے اندازہ یہی ہوا کہ ماشاءاللہ بیانات مفید ہیں، جگہ جگہ قرآنی آیات اور احادیث اقوالِ صحابہ وتابعین کا سہارا لے کر حضرت ڈاکٹر سید محمود صاحب قادری نے اپنی معلومات کو عام فہم انداز میں پیش فرما کرامتِ مسلمہ کی دینی ذہن سازی کی مفید کوشش فرمائی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عظیم بارگاہ میں آنجناب کی اس مخلصانہ سعی وکوشش کو شرفِ قبولیت عطا کرے اور مزید خدمات کے لئے راہیں ہموار ہوں۔ (امین)

والسلام

دستخط

۱۰- صفر المظفر ۱۴۴۰ھ

باسمہٖ تعالیٰ

کچھ خطبات کے بارے میں

از: جناب محمد اقبال انعامدار صاحب

وظیفہ یاب وائس پرنسپل انجمن جونئیر کالج، بیجاپور۔

ڈاکٹر صاحب کے خطبات کا سلسلہ کالج کے زمانے ہی سے چل رہا ہے۔ بچپن میں جب ہم کالی مسجد میں عربی پڑھا کرتے تھےتو استاد نے انہیں بچوں کا امام مقرر کیا تھا اور وہی بچوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ انجمن ہائی اسکول سے میٹرک پاس کرنے کے بعد آئندہ تعلیم کے لئے ہمیں کے سی پی سائنس کالج، بیجاپور میں داخلہ لینا پڑا۔ قریب میں کوئی مسجد آباد نہیں تھی۔ مسلم طلباء کثیر تعداد میں تھے۔ ہم سب طلباء نے مل کر یہ طے کیا کہ ایک پریڈ ناغہ کر کے جمعہ کی نماز پڑھ لیا کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب کی اقتداء میں ہم سب طلباء جمعہ اور دیگر نمازیں کالج کے سویمنگ پول میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ یہ سویمنگ پول سال میں صرف ایک ہفتہ پانی سے بھرا جاتا تھا اور باقی ایام میں صاف اور خشک رہتا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے ہائی اسکول کے زمانے میں جناب ایم ایم خان صاحب (M.A.Aligh) سے عربی زبان سیکھی تھی اور قرآن اور احادیث کا ترجمہ سمجھنے کے قابل ہو گئے تھے۔ آپ میں علمِ دین کا شوق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی مسلسل

محنت اور لگن اور اکابر علماء سے تعلقات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن وسنت کا وہ علم عطا فرمایا ہے جو بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔

ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کر کے یہاں آنے کے بعد آپ کے رفقاء کا تقاضہ ہوا تو شروع میں آپ کے جمعہ کے خطبات ''نعلبند مسجد'' میں ہوا کرتے تھے اور پھر آٹھ دس سال ''ثقاف روضہ محلّہ کی مسجد'' میں ہوتے رہے۔ جب آپ گورنمنٹ ملازم ہوکر گلبرگہ تشریف لے گئے تو جیورگی کالونی جہاں آپ کو کارٹرس ملا تھا وہاں کے لوگوں نے آپ کو ''مسجدِ عمر'' میں جمعہ کی نماز کے لئے امام مقرر کردیا۔ آپ کا تبادلہ بیجاپور ہونے تک مسجدِ عمر میں آپ جمعہ پڑھاتے رہے اور وہاں درسِ قرآن بھی دیتے رہے۔

آپ کے بیانات (خطبات) قرآن اور احادیث کے دلائل سے مدلّل، مختصر، جامع اور حالاتِ حاضرہ کے متعلق ہوتے ہیں اس لئے صاحبِ علم اور فہم طبقہ میں ان کی خوب پذیرائی ہوئی۔ چونکہ یہ خطبات دین کے حقائق پر مشتمل اور نہایت بصیرت افروز ہیں شروع ہی سے میرا تقاضہ رہا کہ ان کو قلم بند کیا جائے تاکہ اس کا افادہ عام ہو۔ ہر کام کے لئے تقدیری طور پر ایک وقت طے شدہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی پانچ کتابیں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر آ گئیں تو آپ کی توجہ ان خطبات کی طرف مبذول ہوئی، جس کے نوٹس ڈائریوں میں لکھے ہوئے آپ کے پاس موجود ہیں۔

ائمہٴ مساجد سے گزارش ہے کہ عربی خطبات سے پہلے ان بیانات کو پڑھ کر سنائیں یا خود پڑھ کر اس کے مضمون کو بیان کر دیا کریں۔ ڈاکٹر صاحب کے جمعہ کے عربی خطبات کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ رٹے ہوئے عربی خطبات نہیں پڑھتے بلکہ جو آیات اور احادیث آپ کے بیان میں آگئی ہیں اسی پر مشتمل عربی خطبات پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے علم و عمل میں مزید ترقی و برکت عطا فرمائے اور ہم سب کو استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

تاثرات

از: حضرت مولانا مفتی سبیل احمد صاحب مدظلہ

(خلیفۂ فقیۂ امت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ)

صدر جمیعۃ العلماء ہند۔ تمل ناڈو، رکن شوریٰ مدرسہ مظاہر العلوم۔ سہارنپور۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

نمونۂ اسلاف، مشفق ومکرم جناب ڈاکٹر سید محمود قادری صاحب دامت برکاتہم ان نفوسِ قدسیہ میں سے ہیں جن پر ازاول تا حال اکابر کی صحبت اور نظرِ کرم کی سعادت حاصل ہے۔ اکابرِ ثلاثہ مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ، محی السنہ حضرت شاہ ابرارالحق صاحبؒ اور شیخِ طریقت حضرت مولانا محمد قمرالزماں صاحب دامت برکاتہم کی نظروں نے اس جسمانی طبیب کو روحانی طبیب بنادیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسبی علوم کے علاوہ وھبی علوم بھی عطا کرتے ہیں جس کی زندہ مثال حضرت ڈاکٹر قادری صاحب دامت برکاتہم ہیں۔ چنانچہ تقریباً چالیس سالوں سے تاریخی شہر بیجاپور کی مختلف مساجد میں دینی مجالس اور دروس کا عظیم الشان سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔ بحمداللہ یہ مجالس مرتب ہوکر خواص وعامۃ الناس کے لئے روحانی تربیت کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ انہی کی یہ مجالس ہیں جن کو پڑھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے

’’قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید‘‘ دل سے نکلی ہوئی باتیں دل میں اترتی چلی جاتی ہیں۔ قارئین خود ہی اس کا فیصلہ کریں گے۔کلام مجید کی آیت ’’كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ‘‘ کے سلسلۃ الذھب میں ڈاکٹر صاحب زید مجدہ کا یقیناً شمار ہے۔اکابرین کے ملفوظات، مواعظ، مجالس سے لاکھوں انسانوں نے ہدایت پائی ہے۔ان شاء اللہ العزیز حضرت ڈاکٹر صاحب کے یہ مجالس بھی ذریعۂ ہدایت اور نجات ثابت ہوں گے۔اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر صاحب کو صحت وعافیت کے ساتھ درازیٔ عمر عطا فرمائے۔آپ کے فیوض سے امت کو مستفیض رکھے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

والسلام

سبیل احمد غفرلہ

(یکے از خدامِ فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ)

فہرست مضامین

باسمہٖ تعالیٰ

(۱) سالِ نو کا آغاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ، وَنَسْتَعِیْنُہ، وَنَسْتَغْفِرُہ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہ، وَمَنْ یُّضْلِلْہ، فَلَا ھَادِیَ لَہ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ، لَا شَرِیْکَ لَہ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہ، وَرَسُوْلُہ، اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ط ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَکُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّۃً کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ کَآفَّۃً وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ o اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہ، عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہ، عَامًا لِّیُوَاطِؤُا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ زُیِّنَ لَھُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِھِمْ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ o (التوبہ:۳۶،۳۷)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا مہینوں کی گنتی اس

کے نزدیک کتابِ الٰہی (لوحِ محفوظ) میں بارہ مہینے مقرر ہیں۔ان میں چار حرمت والے مہینے ہیں۔یہی سیدھا دین ہے لہٰذا ان مہینوں میں گناہ کا ارتکاب کرکے اپنے اوپر ظلم مت کرو۔(اے مسلمانو) تم سب مشرکین سے لڑو جس طرح وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔کسی مہینے کو ہٹا کر آگے پیچھے کردینا یہ کفر کے زمانے کی بڑھائی ہوئی بات ہے جس سے کافر لوگ گمراہی میں مبتلا کئے جاتے ہیں کہ وہ ایک سال حرام مہینے کو حلال کرلیتے ہیں اور کسی سال اس کو حرمت والا قرار دیتے ہیں تاکہ جن مہینوں کو اللہ نے حرمت والا مقرر کیا ہے ان کی گنتی پورا کرلیں۔پھر جو مہینے اللہ نے حرام ٹھہرائے ہیں ان کو حلال کرلیتے ہیں۔ان کے اعمال کی برائی ان کو خوش نما کرکے دکھائی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے منکرینِ حق کو ہدایت نہیں دیتے۔

سالِ نو کا آغاز اسلامی شریعت میں محرم کے مہینہ سے ہوتا ہے۔قمری مہینے ہی شرعی احکام میں معتبر ہیں۔سال کے بارہ مہینے ہیں، ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔مہینوں اور سال کا حساب، ایک سورج کی گردش کے مطابق ہوتا ہے جو شمسی مہینے اور شمسی سال کہلاتا ہے۔دوسرا چاند کی گردش کے مطابق ہوتا ہے جو قمری مہینے اور قمری سال کہلاتا ہے۔سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ

الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ o (یونس۔۵)

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکدار اور چاند کو روشن بنایا اور چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم لوگ برسوں کا شمار اور اوقات کا حساب معلوم کرسکو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں نہیں پیدا کیں مگر کمالِ حکمت کے ساتھ اور اپنے دلائل ان لوگوں کے لئے مفصل بیان کرتا ہے جو جاننے والے ہیں۔

چاند ایک قدرتی کیلنڈر کی طرح ہے جس کو آسمان پر دیکھ کر ایک شہری ہو یا دیہاتی، پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ تاریخ کا آسانی سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ آج یہ تاریخ ہونی چاہئیے۔ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا: یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (البقرہ۔۱۸۹) یعنی یہ لوگ آپ سے ہر مہینے نئے چاند نکلنے کا حال دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ چاند لوگوں کے لئے اوقات جاننے کا اور حج کے مہینوں کی شناخت کا ذریعہ ہے۔ ہلال کی جمع اہلہ ہے۔ پہلی، دوسری اور تیسری تاریخ کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔ چاند کے ذریعہ مہینہ اور تاریخ کا حساب مشاہدہ اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے بخلاف سورج کے کہ اس کے حسابات سوائے ریاضی دانوں کے کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ چونکہ اسلامی احکام میں ہر موقعہ کی رعایت کی گئی ہے اور آسان طریقہ بتایا گیا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، عدت وغیرہ اسلامی فرائض واحکام میں قمری حساب ہی رکھا گیا ہے۔ فقہاءؒ نے قمری حساب کو یاد رکھنے اور رائج رکھنے کو مسلمانوں کے ذمہ فرضِ کفایہ قرار دیا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ شمسی حساب استعمال

کرنا ناجائز ہے بلکہ اس کا اختیار رہے کہ کوئی شخص اسلامی عبادتوں اور اسلامی فرائض کو قمری حساب کے مطابق انجام دے اور اپنے کاروبار اور دنیوی معاملات میں شمسی تاریخیں استعمال کرے، شرط یہ ہے کہ مجموعی طور پر مسلمانوں میں قمری حساب جاری رہے ایسا نہ ہو کہ انہیں جنوری، فروری وغیرہ تو معلوم ہو لیکن اسلامی مہینوں کی کچھ خبر نہ ہو اور اس میں شبہ نہیں کہ سنتِ انبیاءؑ، سنتِ رسول ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کے دور میں قمری حساب ہی استعمال کیا گیا اس کا اتباع موجبِ برکت اور ثواب ہے۔

تاریخ کا آغاز ہجرت سے اور ماہِ محرم سے کیوں کیا گیا؟

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ آپ کے فرامین ہم تک پہنچتے ہیں مگر اس میں کوئی تاریخ درج نہیں ہوتی۔ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا تو کسی نے کہا کہ تاریخ کی ابتداء ولادتِ باسعادت (نبی ﷺ) سے ہونی چاہئیے۔ حضرت عمرؓ نے اسے پسند نہیں فرمایا کہ اس میں نصاریٰ کے ساتھ مشابہت ہے، کسی نے آپ کی وفات سے تاریخ مقرر کرنے کا مشورہ دیا تو حضرت عمرؓ نے اس کو بھی ناپسندیدہ فرمایا کہ آپ کی وفات ایک حادثۂ کبریٰ اور مصیبتِ عظمیٰ ہے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ نے مشورہ دیا کہ ہجرتِ نبوی ﷺ سے تاریخ کی ابتداء کی جائے، اس کو آپؓ نے پسند فرمایا اس لئے کہ ہجرت ہی سے حق و باطل میں فرق قائم ہوا اور ہجرت ہی سے اسلام کی عزت اور غلبہ کی ابتداء ہوئی۔ بالاتفاق اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ جس روز اللہ کے رسول ﷺ ہجرت کر کے مدینہ رونق افروز

ہوئے تھے وہ بالاتفاق پیر تھا اور ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ اور ۱۳ بعثتِ نبوی ﷺ تھی۔ قیاس کا تقاضہ تھا کہ سن ہجری کا آغاز ربیع الاول سے کیا جائے لیکن محرم سے اس لئے ابتداء کی گئی کہ آپ ﷺ نے محرم کے مہینے میں ہجرت کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔اس طرح ہمارا ہجری سال محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے جو حرمت والا مہینہ ہے۔

عرب کے مشرکین سال کے مہینوں کو جنگ جاری رکھنے کے لئے آگے پیچھے کرتے تھے جس کو ''نسیء'' کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان پر نکیر فرمائی کہ کفر کے کاموں میں یہ بھی ایک زیادتی ہے۔ایمان والوں سے فرمایا کہ وہ ان حرمت والے مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کریں یعنی کسی طرح شریعت کے احکام کی نافرمانی نہ کریں۔حرمت والے مہینوں میں جس طرح نیک اعمال کا ثواب بڑھادیا جاتا ہے،اسی طرح گناہوں کا وبال بھی بڑھ جاتا ہے۔

ہجری سال کا پیغام ''ہجرت'' ہے۔فتحِ مکہ سے پہلے ہر مسلمان مرد وعورت پر مکہ سے ہجرت کرنے کو فرضِ عین قرار دیا گیا تھا۔ جو ہجرت نہیں کرتا تھا اس کا ایمان و اسلام ہی مشکوک تھا حتی کہ مہاجر اور غیر مہاجر کے درمیان وراثت کو بھی قطع کر دیا گیا تھا۔فتحِ مکہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا:

عَنِ ابُنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَوُمَ الُفَتُحِ لَا ھِجُرَۃَ بَعُدَ الُفَتُحِ وَلٰکِنُ جِھَادٌ وَنِیَّۃٌ وَاِذَا اسُتُنُفِرُتُمُ فَانُفِرُوُا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فتحِ مکہ

کے دن خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ مکہ فتح ہونے کے بعد ہجرت کرنا فرض نہیں رہا لیکن جہاد اور اعمال میں اخلاصِ نیت کا حکم اب بھی باقی ہے اور جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو تم جہاد کے لئے نکل پڑو۔

اب اگر کسی ملک میں پھر سے ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ وہاں رہ کر اسلامی فرائض کی ادائیگی بالکل نہ ہو سکے گی تو اس ملک سے ہجرت کرنا فرض ہو جائے گا اور بلا کسی عذرِ قوی کے ہجرت نہ کرنا کفر کی علامت سمجھا جائے گا۔ افسوس کہ دنیا کا کوئی ملک بھی مہاجرین کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے!

ہجرت معنوی کا حکم اب بھی باقی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ (ترمذی، نسائی) فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ بِرِوَایَةِ فَضَالَةَ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں اور مومن وہ ہے کہ لوگ اس سے اپنی جانوں اور مالوں کے تعلق سے امن میں رہیں کامل مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اور حقیقی مہاجر وہ ہے جو بڑے اور چھوٹے گناہوں کو چھوڑ دے۔

محرم سے ہمارا ہجری سال شروع ہو کر ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ ہم دین پر

خلوص نیت سے عمل پیرا رہیں اور تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے ہجرت کریں اور اپنے آپ کو پوری طرح دامے درمے قدمے سخنے اللہ کی اطاعت میں لگائیں۔اللہ کی راہ میں پوری طرح اپنے آپ کو قربان کردیں جس کا سبق حضرت ابراہیمؑ نے دیا تھا اور اسی کا سبق حضرت حسینؓ نے بھی میدانِ کربلا میں سر کٹا کر دیا۔افسوس کہ محرم کا مہینہ شروع ہوتے ہی (چاند نظر آتے ہی) ہم مختلف قسم کے بدعات،خرافات بلکہ شرکیات میں مبتلاء ہوجاتے ہیں۔تعزیئے، پنجے، شدّے، تابوت، ڈھول، باجے، تماشے کس کس کا ذکر کیا جائے؟ تمام کام شریعتِ مطہرہ کے خلاف کرنے سے نہیں چوکتے۔ہجری سال کیا پیغام لے کر آیا تھا اور ہم کس طرح اس پیغام کی پامالی کرتے ہیں،ایک عقلِ عام(Common Sense) رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ مگر جن کی عقلیں الٹی ہوگئی ہیں اور جن کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے وہ اس کا احساس کرنے سے قاصر ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے قباء میں چند روز قیام کرکے جمعہ کے روز مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے، راستے میں محلّہ بنی سالم پڑتا تھا وہاں پہنچ کر جمعہ کا وقت ہوگیا تو آپ ﷺ نے یہیں جمعہ ادا کی اور خطبہ دیا، اب اس جگہ ایک مسجد بنی ہے جس کا نام ''مسجد الجمعہ'' ہے۔اسلام میں آپ ﷺ کا یہ پہلا خطبہ اور پہلی نمازِ جمعہ تھی۔

(اَلْحَمْدُلِلّٰه) اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ وَاَسْتَغْفِرُهٗ وَاَسْتَهْدِيْهٖ وَاُؤْمِنُ بِهٖ وَلَا اَكْفُرُ۔ وَاُعَادِیْ مَنْ يَّكْفُرُهٗ وَاَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ

مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَۃِ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِنَ الرُّسُلِ وَقِلَّۃٍ مِّنَ الْعِلْمِ وَضَلَالَۃٍ مِّنَ النَّاسِ وَانْقِطَاعٍ مِنَ الزَّمَانِ وَدُنُوٍمِنَ السَّاعَۃِ وَقُرُبٍ مِّنَ الْاَجْلِ۔ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِھُمَا فَقَدْ غَوٰی وَفَرَّطَ وَضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا وَاُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ خَیْرَ مَا اُوْصِیْ بِہِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ اَنْ یَّحُضَّہٗ عَلَی الْاٰخِرَۃِ وَاَنْ یَّاْمُرَہٗ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَکُمُ اللّٰہُ مِنْ نَّفْسِہٖ وَلَا اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ نَصِیْحَۃً وَلَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ ذِکْرٰی وَاَنَّ تَقْوَی اللّٰہِ لِمَنْ عَمِلَ بِہٖ عَلٰی وَجْلٍ وَ مَخَافَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ عَوْنُ صِدْقٍ عَلٰی مَاتَبْغُوْنَ مِنْ اَمْرِالْاٰخِرَۃِ وَمَنْ یَّصْلَحُ الَّذِیْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ مِنْ اَمْرِہٖ فِی السِّرِ وَالْعَلَانِیَۃِ لَا یَنْوِیْ بِذٰلِکَ اِلَّا وَجْہَ اللّٰہِ یَکُنْ لَّہٗ ذِکْرًا فِیْ عَاجِلِ اَمْرِہٖ وَذُخْرًا فِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِیْنَ یَفْتَقِرُ الْمَرْءُ اِلٰی مَا قَدَّمَ وَمَا کَانَ مِنْ سِوٰی ذٰلِکَ یَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ اَمَدًا بَعِیْدًا ۔ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاللّٰہُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ وَالَّذِیْ صَدَقَ قَوْلَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ لَا خَلَفَ لِذٰلِکَ فَاِنَّہٗ یَقُوْلُ عَزَّوَجَلَّ مَایُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِیْدِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِکُمْ وَاٰجِلِہٖ فِی السِّرِّ وَ الْعَلَانِیَۃِ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرْ عَنْہُ ۔ سَیِّئَاتِہٖ وَیُعَظِّمْ لَہٗ اَجْرًا مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا وَاَنَّ تَقْوَی اللّٰہِ یُوَقِّیْ مَقْتَہٗ وَیُوَقِّیْ عُقُوْبَتَہٗ وَیُوَقِّیْ سَخَطَہٗ وَاَنَّ تَقْوَی اللّٰہِ یُبَیِّضُ الْوُجُوْہَ وَیُرْضِی الرَّبَّ وَیَرْفَعَ الدَّرَجَتَہٗ خُذُوْا بِحَظِّکُمْ ۔ وَلَا تُفْرِطُوْا فِیْ جَنْبِ اللّٰہِ قَدْ عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ

کِتَابَہ، وَنَہجَ لَکُمْ سَبِیْلَہ، لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلِیَعْلَمَ الْکَاذِبِیْنَ فَاَحْسِنُوْا کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ وَعَادُوْا اَعْدَآءَہ۔ وَاجْتَبَاکُمْ وَسَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ لِیَہْلِكَ مَنْ ہَلَكَ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَۃٍ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَاَکْثِرُوا ذِکْرَ اللّٰہِ وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْیَوْمِ فَاِنَّہ، مَنْ یُّصْلِحُ مَا بَیْنَہ، وَ بَیْنَ اللّٰہِ یَکْفِہُ اللّٰہُ مَا بَیْنَہ، وَ بَیْنَ النَّاسِ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰہَ یَقْضِیْ عَلَی النَّاسِ وَلَا یَقْضُوْنَ عَلَیْہِ وَیَمْلِكُ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: الحمدللہ۔ میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے اعانت اور مغفرت اور ہدایت کا طلب گار ہوں اور اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اس سے کفر نہیں کرتا، بلکہ اس سے کفر کرنے والوں سے عداوت اور دشمنی رکھتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نور اور موعظت دے کر ایسے وقت میں بھیجا جب کہ انبیاء و رسل کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا اور زمین پر علم برائے نام تھا اور لوگ گمراہی میں تھے اور قیامت کا قرب تھا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اس نے ہدایت پائی اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ بلاشبہ بے راہ ہوا اور کوتاہی کی اور شدید گمراہی میں مبتلا ہوا۔ اور میں تم کو اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں کہ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کو بہترین وصیت یہ ہے کہ آخرت پر آمادہ کرے اور تقوی اور پرہیزگاری کا اس کو حکم دے پس بچو اس چیز سے کہ جس سے اللہ نے تم کو ڈرایا ہے۔ تقوی سے بڑھ کر کوئی نصیحت اور موعظت

نہیں اور بلا شبہ اللہ کا تقوی اور خوف خداوندی آخرت کے بارے میں سچا معین اور مددگار ہے اور جو شخص ظاہر و باطن میں اپنا معاملہ اللہ کے ساتھ درست کرلے جس سے مقصود محض رضائے خداوندی ہو اور کوئی دنیاوی غرض اور مصلحت پیش نظر نہ ہو تو یہ ظاہر و باطن کی مخلصانہ اصلاح دنیا میں اس کے لئے باعث عزت و شہرت ہے اور مرنے کے بعد ذخیرۂ آخرت ہے کہ جس وقت انسان اعمالِ صالحہ کا غایت درجہ محتاج ہوگا۔ اور خلافِ تقوی امور کے متعلق اس دن یہ تمنا کرے گا کہ کاش میرے اور اس کے درمیان مسافت بعیدہ حائل ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی عظمت اور جلال سے ڈراتے ہیں اور یہ ڈرانا اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر نہایت ہی مہربان ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قول میں سچا ہے اور وعدہ کا وفا کرنے والا ہے۔ اس کے قول اور وعدہ میں خلاف ورزی نہیں۔ ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید (میرے نزدیک بات نہیں بدلتی اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں)۔ پس دنیا اور آخرت میں ظاہر میں اور باطن میں اللہ سے ڈرو۔ تحقیق جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ فرماتے ہیں اور اجرِ عظیم عطا فرماتے ہیں اور جو شخص اللہ سے ڈرے تحقیق وہ بلا شبہ بڑا کامیاب اور تحقیق اللہ کا تقوی ایسی شئے ہے کہ اللہ کے اور اس کی عقوبت اور سزا اور ناراضگی سے بچاتا ہے اور تقوی ہی قیامت کے دن چہروں کو روشن اور منور بنائے گا اور رضائے خداوندی اور رفع درجات کا ذریعہ اور وسیلہ ہوگا اور تقوی میں جس قدر حصہ لے سکتے ہو وہ لے لو۔ اس میں کمی نہ کرو اور اللہ

کی اطاعت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعلیم کے لئے کتاب اتاری اور ہدایت کا راستہ تمہارے لئے واضح کیا تا کہ صادق اور کاذب میں امتیاز ہو جائے۔ پس جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا اسی طرح تم حسن اور خوبی کے ساتھ اس کی اطاعت بجالاؤ اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ اس کی راہ میں کما حقہ جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے لئے مخصوص اور منتخب کیا ہے اور تمہارا نام اور لقب ہی مسلمان رکھا ہے یعنی اپنا مطیع اور فرماں بردار رکھا۔ بس اس نام کی لاج رکھو منشاء خداوندی یہ ہے کہ جس کو ہلاک اور برباد ہونا ہے وہ قیام حجت کے بعد ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ بھی قیام حجت کے بعد بصیرت کے ساتھ زندہ رہے۔ کوئی بچاؤ اور کوئی طاقت اور کوئی قوت بغیر اللہ کی مدد کے ممکن نہیں پس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور آخرت کے لئے عمل کرو۔ جو شخص اپنا معاملہ اللہ سے درست کرلے گا اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس کی کفایت کرے گا۔ کوئی شخص اس کو ضرر نہیں پہنچا سکتا وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تو لوگوں پر چلتا ہے اور لوگ اللہ پر حکم نہیں چلا سکتے۔ اللہ ہی تمام لوگوں کا مالک ہے اور لوگ اللہ کی کسی چیز کے مالک نہیں۔ لہٰذا تم اپنا معاملہ اللہ سے درست کرلو۔ لوگوں کی فکر میں مت پڑو اور اللہ سب کی کفایت کرے گا۔ اللہ اکبر ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (سیرتِ مصطفیٰ۔ جلدِ اول، صفحہ نمبر۔۴۰۱)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حرمت والے مہینہ میں ہم سب کو بدعات وخرافات سے بچا کر زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲) نئے سال کی آمد پر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o (العصر)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی۔ کہ بے شک انسان بڑے گھاٹے میں ہے۔ مگر (اس سے محفوظ) وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے اور ایک دوسرے کو دینِ حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے رہے۔

نئے سال کی آمد پر خوشیاں منائی جارہی ہیں اور پر تپاک طریقہ سے اس کا

خیر مقدم کیا جا رہا ہے۔ نئے سال کی آمد پر خوشیاں منانا کہاں تک مناسب ہے غور طلب عمل ہے۔ دراصل ہماری زندگی کا ایک سال گزر گیا اور ہم زندگی سے دور اور موت سے قریب ہوتے جا رہے ہیں! ذرا خیال کریں کہ ہمارے وہ عزیز اور دوست جو گذشتہ سال ہمارے ساتھ تھے اب اس سال ہمارے ساتھ نہیں ہیں، وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔ پتہ نہیں یہ نیا سال ہمارے زندگی کا سال ہے یا موت کا؟ اس لحاظ سے ہمیں فکر مند ہونے کی ضرورت ہے نہ کہ بے فکری سے گل چھرے اڑانے کی۔

کرکٹ کے جنون نے لوگوں کو کس قدر مدہوش کر دیا ہے اس کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک صاحب کا خوشی سے دم ہی نکل گیا جب کہ ان کے محبوب کھلاڑی نے سینچری بنائی! ع

یہ بھی مرنے کی ایک ادا ٹھہری

کوئی رات سوتے سوتے نیند ہی میں چل بسا، کوئی صاحب راستہ چل رہے تھے کسی سواری کا تھوڑا سا دھکا لگا گر پڑے اور دواخانہ لے جاتے راستے ہی میں دم توڑ دیا۔ کسی کی چھاتی میں درد اٹھا اور ہارٹ اٹیک ہو گیا۔ کسی کو انجان گولی لگی اور وہ پھر اِس عالم سے اُس عالم میں پہنچ گیا۔ جب ہماری زندگی اس بے یقینی کے عالم میں گزر رہی ہے تو غفلت میں گزارنا کونسی عقل مندی کی بات ہے؟

ہماری زندگی وقت سے عبارت ہے۔ وقت ہی ہمارا اہم سرمایہ ہے، جس بے دردی کے ساتھ یہ صرف کیا جاتا ہے اور کوئی چیز اس طرح صرف نہیں کی جاتی۔

تقریبات، شادی بیاہ، رسم و منگنی، تجہیز و تکفین وغیرہ میں کتنا وقت بے دردی سے گزر جاتا ہے کسی کو اس کا احساس ہی نہیں ہے۔ دعوت نامہ میں ٹھیک 11:00 بجے نکاح! لکھا ہوا ہے، مگر نکاح ہو رہا ہے 01:00 بجے یا ظہر کے بعد! نمازِ جنازہ کا اعلان ہوا ہے 10:00 بجے مگر کسی کے انتظار میں دوپہر بلکہ شام ہو رہی ہے! دنیا کی اکثر چیزیں فوت ہو جائیں تو واپس مل سکتی ہیں یا ان کا بدل حاصل ہو سکتا ہے مگر وقت ایک ایسی چیز ہے ایک بار گزر جانے کے بعد دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا۔ مرزا غالبؔ نے انسانی عمر کی کیا خوب تصویر کشی کی ہے۔ ؎

رو میں ہے رخشِ عمر اب دیکھئے کہاں تھمے
نہ باگ ہے ہاتھ میں نہ پا ہے رکاب میں

مرزا غالبؔ نے انسان کی عمر کو ایک ایسے تیز رفتار گھوڑے سے تشبیہ دی ہے جو بگ ٹٹ دوڑ رہا ہے اور انسان جو اس پر سوار ہے اس کے ہاتھ میں نہ گھوڑے کی لگام ہے اور نہ پیر میں اس کی رکاب ہے کہ اس کو قابو میں رکھ سکے۔

اللہ تعالیٰ نے اس عظیم سورۃ سورۂ عصر میں زمانے کی قسم کھا کر انسان کو خبردار کیا ہے کہ زمانہ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ جو انسان اس سرمایہ کو صحیح طور پر استعمال نہیں کرے گا وہ گھاٹے اور ٹوٹے میں رہے گا۔ قرآنِ حکیم میں جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس کو بطورِ گواہ اور دلیل کے پیش کیا جاتا ہے۔ عصر کا لفظ گزرے ہوئے زمانے اور گزرتے ہوئے زمانے دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ گزرا ہوا

زمانہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ جن لوگوں نے اس انمول دولت کی قدر نہیں کی دنیا میں گھاٹے میں رہے اور آخرت کی زندگی میں بھی گھاٹے میں رہیں گے۔گزرتا ہوا زمانہ اس بات کی طرف توجہ دلا رہا ہے کہ وقت برف کی طرح پگھل رہا ہے، اگر اس کو پوری طرح صحیح مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو انسان کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہرو ملکِ عدم دفعۃً اک روز یہ جائے گا تھم

اک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کچھ کرنا ہے آخر موت ہے

۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ اَلصِّحَةُ وَالْفَرَاغُ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو نعمتیں ہیں جن کے تعلق سے لوگ فریب اور گھاٹے میں پڑے ہوئے ہیں ایک بدن کی صحت اور دوسری وقت کی فراغت۔

۲) عَنْ عَمْرِوبْنِ مَيْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عمرو بن میمون اودیؒ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جان اپنی جوانی کو بڑھاپا آنے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری آنے سے پہلے، تونگری کو فقر و فاقہ آنے سے پہلے، وقت کی فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت آنے سے پہلے۔

۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا تَزُوْلُ قَدَمَ ابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُسْاَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ وَعَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ وَعَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اِکْتَسَبَہٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے قدم قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ سے اس وقت تک نہیں ہٹنے پائیں گے یہاں تک کہ پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے اس کی عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ کن کاموں میں صرف کی، اس کی جوانی کے بارے میں کہ کس طرح اس کو بڑھاپے میں تبدیل کردیا، اس کے مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کن مصارف میں خرچ کیا اور علم کے بارے میں کہ جو کچھ جانتا تھا اس پر کہاں تک عمل کیا؟

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے جمع الجوامع میں یہ حدیث ذکر کی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر طلوع ہونے والا دن یہ اعلان کرتا ہے کہ

مَنِ اسۡتَطَاعَ اَنۡ یَّعۡمَلَ خَیۡرًا فَلۡیَعۡمَلۡه، فِاِنِّیۡ غَیۡرُ مُکَرِّرٍ عَلَیۡکُمۡ اَبَدًا یعنی جس شخص کو کوئی نیک عمل کرنا ہے آج ہی کر لے میں لوٹ کر کبھی دوبارہ آنے والا نہیں ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ یہ دعا فرماتے: اَللّٰھُمَّ لَا تَدَعُنَا فِیۡ غَمۡرَةٍ وَلَا تَاۡخُذۡنَا عَلٰی غِرَّةٍ لَا تَجۡعَلۡنَا مِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ (اے اللہ تو ہمیں پریشانی اور مصیبت میں مت چھوڑ ہماری نادانی اور غفلت پر گرفت مت فرما اور ہمیں غافل لوگوں میں سے مت کر)۔

حضرت عمرؓ دعا فرماتے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسۡاَلُكَ صَلَاحَ السَّاعَاتِ وَالۡبَرۡکَةَ فِی الۡاَوۡقَاتِ (اے اللہ ہم تجھ سے بہترین ساعات اور وقت کی برکت کا سوال کرتے ہیں)۔

حضرت علیؓ کا مقولہ ہے: ''اَلۡاَیَّامُ مَصَاحِفُ اَعۡمَارِکُمۡ فَخَلِّدُوۡھَا صَالِحَ اَعۡمَالِکُمۡ'' (یہ ایام تمہاری زندگی کے صحیفے ہیں انہیں اعمالِ صالحہ سے پائیداری بخشو)۔

حسن بصریؒ نے فرمایا ''یَا اِبۡنَ اٰدَمَ اَنۡتَ اَیَّامٌ فَاِذَا ذَھَبَ یَوۡمٌ ذَھَبَ بَعۡضُكَ'' (اے بیٹے تو ایام کا مجموعہ ہے ایک دن جو بھی گزرتا ہے تیرا بعض حصہ چلا جاتا ہے)۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: اَلۡوَقۡتُ سَیۡفٌ اِقۡطَعۡه، وَاِلَّا قَطَعَكَ (وقت

ایک تلوار ہے تو اسے صحیح استعمال کرو ورنہ یہ تجھے کاٹ کر چلی جائے گی)۔

امام معصومؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے دو دن مساوی (برابر) ہوں وہ گھاٹے میں ہے۔

شیخ سعدیؒ نے فرمایا:۔

خیر کن ائے فلاں و غنیمت شمار عمر
ازآں پیش تر کہ بانگ برآید فلاں نہ ماند

(عمر کو غنیمت جان کر کچھ خیر کے کام کرلے قبل اس کے کہ [تیرے متعلق] یہ خبر پھیل جائے کہ فلاں شخص نہ رہا)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس نئے سال کو ہمارے لئے خیر و برکت کا سال بنائے اور ہمیں اس سال جو اوقات ملے ہیں ان کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳) انسان کا اصل سرمایۂ زندگی وقت ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o (العصر)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی۔ کہ بے شک انسان بڑے گھاٹے میں ہے۔ مگر (اس سے محفوظ) وہی ہیں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے اور ایک دوسرے کو دینِ حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے رہے۔

یہ ایسی فضیلت والی سورۃ ہے جس کے متعلق امام بیہقی نے شعب الایمان

میں صحابہؓ کا یہ عمل ذکر کیا ہے:

عَنْ اَبِیْ حُذَیْفَةَ وَکَانَتْ لَه‘ صُحْبَةٌ قَالَ کَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا الْتَقَیَا لَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَقْرَاَ اَحَدُهُمَا عَلَی الْاٰخَرِ سُوْرَةَ (وَالْعَصْرِ) ثُمَّ یُسَلِّمُ اَحَدُهُمَا عَلَی الْاٰخَرِ

ترجمہ: حضرت ابوحذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دو اصحاب جب بھی ملتے تو اس وقت تک جدا نہ ہوتے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو سورۂ عصر نہ سناتے پھر ایک دوسرے کو سلام کر کے رخصت ہوتے۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر صرف سورۂ عصر ہی نازل فرماتے اور بندے اس میں غور و فکر کرتے تو ان کی ہدایت کے لئے کافی ہوتا۔

قرآن میں جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس کو بطورِ گواہ اور دلیل کے پیش کیا جاتا ہے۔ زمانے کی قسم کھا کر جس میں انسان کی عمر اور زندگی شامل ہے اس بات کی دلیل پیش کی جارہی ہے کہ اگر انسان اس عمر کو صحیح استعمال نہیں کرے گا تو ہمیشہ کے گھاٹے اور خسارے میں رہے گا۔ انسان جو کچھ کرسکتا ہے برا یا بھلا اسی عمر میں کرسکتا ہے، وقت کو صحیح استعمال نہیں کرے گا تو انسان کو پچھتانا پڑے گا۔

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیا چگ گئی کھیت

جو شخص کسی کام کو کل پرسوں ٹالتا رہتا ہے اس کو سمجھ لینا چاہئے کل تو آئے گا

نہیں کل آئے گا تو آج کی شکل میں آئے گا۔

کل کرے سو آج کر آج کرے سو اب
پل میں پرے ہو جائے گی پھر کرے گا کب

وقت کو پیچھے سے پکڑنا نہیں چاہئیے بلکہ آگے سے روک کر اس کو قابو میں لانا چاہئیے۔ وقت ایک خام مسالہ کی طرح ہے اور قدرت کی ایک عام نعمت ہے جو سب کو عطا ہوئی ہے، اس کو ضائع کرنا خودکشی کے مترادف ہے۔ کچھ لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سن کر تعجب ہوتا ہے کہ ٹائم پاس نہیں ہو رہا ہے، ٹائم پاس کرنے کے لئے یہ کام کر رہا ہوں وغیرہ! بے جا گزرنے والا وقت نہ صرف گزر جائے گا بلکہ صحیح استعمال نہ کرنے پر کل قیامت کے دن اللہ کے پاس اس کی گرفت ہوگی۔

۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ فَاَیُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَسَآءَ عَمَلُہٗ

(احمد، ترمذی، الدارمی)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ پوچھا کہ انسانوں میں بہترین انسان کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی عمر لمبی ہو اور جس کے اعمال اچھے ہوں پھر اس نے پوچھا انسانوں میں بدترین انسان کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی عمر لمبی ہو جس کے اعمال برے ہوں۔

۲) عَنْ عُبَیْدِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اٰخٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ فَقُتِلَ اَحَدُھُمَا فِیْ

سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ مَاتَ اٰخَرُ بَعْدَہٗ بِجُمُعَۃٍ اَوْ نَحْوِھَا فَصَلُّوْا عَلَیْہِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا قُلْتُمْ قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰہَ اَنْ یَّغْفِرَلَہٗ وَیَرْحَمَہٗ وَیُلْحِقَہٗ بِصَاحِبِہٖ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَاَیْنَ صَلٰوتُہٗ بَعْدَ صَلَاتِہٖ وَعَمَلُہٗ بَعْدَ عَمَلِہٖ اَوْ قَالَ صِیَامُہٗ بَعْدَ صِیَامِہٖ لَمَا بَیْنَھُمَا اَبْعَدُ مِمَّا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (ابوداود، نسائی)

ترجمہ: حضرت عبید بن خالدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دو اشخاص میں بھائی چارہ قائم کیا۔ دونوں میں سے ایک شخص اللہ کی راہ میں شہید ہوا پھر دوسرا ایک ہفتہ کے بعد یا اس سے ہی کچھ کم زیادہ دنوں کے بعد بستر پر وفات پایا۔ صحابہؓ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی پھر اللہ کے نبی ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے اپنے بھائی کے لئے کیا دعا کی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ دعا کی کہ اللہ اس کی مغفرت کرے اور اس پر رحم کرے اور اس کو اپنے ساتھی شہید کے درجہ پر پہنچا دے تو نبی ﷺ نے پوچھا کہ اس کی نمازیں کہاں گئیں جو اس نے اپنے بھائی کی شہادت کے بعد پڑھیں اور اس کے وہ اعمال کیا ہوئے جو اس نے اس کے بعد کئے؟ یا یہ فرمایا کہ اس کے روزے کیا ہوئے جو اس نے اس کے بعد رکھے؟ جنت کے درجات میں دونوں کا اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین آسمان کا فاصلہ ہے۔

بعد میں جو بستر پر وفات پانے والا ہے شہید ہونے والے ساتھی سے اعلیٰ درجہ پر ہے کیونکہ یہ بھی شہادت کی نیت سے مرابط تھا۔ اس لئے اس کو نیت پر شہادت کا درجہ ملا اور جتنے دن زیادہ رہا اس کے نیک اعمال میں زیادتی ہوئی جس کی وجہ سے

اس کا درجہ شہید ہونے والے ساتھی سے اتنا بلند ہوگیا کہ دونوں کے درجوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

۳) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ اِنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِیْ عُذْرَۃَ ثَلٰثَۃً اَتَوُا النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَسْلَمُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ یَکْفِلُنِیْھِمْ قَالَ طَلْحَۃُ اَنَا فَکَانُوْا عِنْدَہٗ فَبَعَثَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ اَحَدُھُمْ فَاسْتُشْھِدَ ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِیْہِ الْاٰخَرُ فَاسْتُشْھِدَ ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ قَالَ طَلْحَۃُ فَرَاَیْتُ ھٰٓؤُلَآءِ الثَّلٰثَۃِ فِی الْجَنَّۃِ وَرَاَیْتُ الْمَیِّتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ اَمَامَھُمْ وَالَّذِیْ اسْتُشْھِدَ اٰخِرًا یَلِیْہِ وَاَوَّلُھُمْ یَلِیْہِ فَدَخَلَنِیْ مِنْ ذٰلِکَ فَذَکَرْتُ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ذٰلِکَ فَقَالَ وَمَا اَنْکَرْتَ مِنْ ذٰلِکَ لَیْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ مُؤْمِنٍ یُعَمَّرُ فِی الْاِسْلَامِ لِتَسْبِیْحِہٖ وَتَکْبِیْرِہٖ وَتَھْلِیْلِہٖ (احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن شدادؓ سے روایت ہے کہ بنوعذرہ کے تین آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسلمان ہوگئے اور آپ کے پاس ہی رہنے کا ارادہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میری طرف سے ان کی کون خبر گیری کرے گا؟ حضرت طلحہؓ نے کہا کہ میں کروں گا۔ پھر وہ تینوں ان کے پاس رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس میں ان تینوں میں سے ایک آدمی چلا گیا اور شہید ہوگیا۔ پھر آپ نے ایک دوسرا لشکر بھیجا جس میں دوسرا آدمی گیا اور وہ بھی شہید ہوگیا۔ ان میں کا تیسرا آدمی اپنے بستر پر وفات پایا۔ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ان تینوں کو جنت میں دیکھا۔

جو شخص بستر پہ مرا تھا وہ سب سے آگے ہے اور جو بعد میں شہید ہوا وہ اس سے قریب ہے اور جو پہلے شہید ہوا وہ اس سے قریب ہے۔ تینوں کی جنت میں اس ترتیب کو دیکھ کر میرے دل میں تعجب اور انکار پیدا ہوا۔ میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک اس ایمان والے سے کوئی افضل نہیں ہے جسے اسلام کی حالت میں عمر دی جاتی ہے اور اس میں وہ اللہ کی تسبیح، تکبیر اور تحلیل کرتا رہتا ہے۔

چونکہ تینوں بھی مرابط (جہاد کو جانے کی نیت سے رکے ہوئے تھے) تھے اس لئے تینوں کو نیت کی بنیاد پر شہادت کا درجہ تو ملا۔ اب جس کو جتنی زیادہ عمر ملی ہے اور اس میں جتنی زیادہ نیکیاں کی ہیں اتنا ہی اس کا درجہ بلند ہو گیا۔ بستر پر مرنے والا شخص چونکہ دونوں ساتھیوں سے جو شہید ہو گئے ان سے زیادہ عمر پایا اور ان سے زیادہ نیکیاں کمایا اس لئے اس کا درجہ دونوں شہیدوں سے بڑھ گیا۔ دوسرے نمبر پر وہ ہے جو دوسرے لشکر میں جا کر شہید ہوا اور پہلے شہید ہونے والا دونوں سے اس لئے پیچھے ہے کہ اسے نیک اعمال کرنے کے لئے دونوں سے کم وقت ملا۔

۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنَادِیْ مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ اَبْنَآءُ السِّتِّيْنَ وَهُوَ الْعُمُرُ الَّذِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآئَكُمُ النَّذِيْرُ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا فرشتہ پکارے گا کہ ساٹھ برس کی عمر کے لوگ کہاں ہیں؟ یہی عمر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کو سوچنا سمجھنا ہوتا تو وہ اس عمر میں سوچتا سمجھ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آچکا تھا۔

جس کو ساٹھ سال کی عمر ملی تو اس کو اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض وقت کے نہ ملنے کا نہیں رہے گا کہ اتنی عمر نصیحت حاصل کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ مزید یہ کہ اللہ نے ڈرانے والے رسول بھیجے، کتابیں نازل کیں۔ انسان کا بڑھاپا اور سفید بال بھی اسے ڈرانے کے لئے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۂ فاطر میں فرماتے ہیں:

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّايَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ٥ (فاطر۔۳۷)

ترجمہ: یہ لوگ جہنم میں پڑے چلّاتے ہوں گے کہ ائے ہمارے رب ہم کو یہاں سے نکال دے۔ ہم آئندہ نیک کام کریں گے۔ وہ کام نہیں جو ہم پہلے کیا کرتے تھے تو جواب میں کہا جائے گا کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی جس کو سوچنا سمجھنا ہوتا تو اس عمر میں سوچتا اور سمجھتا اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا پس اب عذاب کا مزہ چکھو ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْمَارُ اُمَّتِىْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى

السَّبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوْزُ ذٰلِكَ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی عام عمریں ساٹھ سال اورستر سال کے درمیان ہوں گی بہت کم لوگ اس کوتجاوز کریں گے۔

اب کوئی شخص ساٹھ سال کی عمر کوپہنچ گیا ہے تو اس کا اللہ پر کوئی الزام نہیں رہے گا جو بھی اس کے بعد عمر مل رہی ہے اس کو گریس (Grace) عمر سمجھ کر زندگی بسر کرے۔ یہ زندگی صرف ایک مرتبہ دی گئی ہے دوبارہ ایمان لانے اوراعمالِ صالح کرنے کا موقعہ نہیں دیا جائے گا۔خسارے سے بچنے کے لئے چاروں صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا ضروری ہے۔ایمان،اعمالِ صالح،ایک دوسرے کوحق کی اورصبر کی تلقین۔

اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کوزندگی کی قدر کرتے ہوئے اپنے اندرچاروں صفات پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۴) انسانی زندگی کے دور

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ○ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ○ ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ○ ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ○ (المؤمنون۔۱۲-۱۶)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا پھر ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا، جس کو ہم نے ایک محفوظ مقام پر رکھا پھر ہم نے اس نطفہ کو ایک جما ہوا خون بنایا پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی میں

ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے ان تمام تبدیلیوں کے بعد اس کو ایک نئی صورت میں اٹھا کھڑا کیا۔ سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو سب پیدا کرنے والوں میں بہترین پیدا کرنے والا ہے۔ پھر تم اس کے بعد یقیناً مرنے والے ہو پھر تم بلاشبہ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔

انسان کو دنیا میں آنے سے پہلے اور آنے کے بعد کن ادوار سے گزرنا پڑتا ہے قرآنِ کریم نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے تاکہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اس سے سرکشی نہ کرے۔ سورۂ مومنون کی آیات آپ نے سن لیں، سورۂ مومن میں بھی اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق اور اس کے مختلف ادوار کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْآ اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْآ اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ هُوَ الَّذِىْ يُحْيٖى وَيُمِيْتُ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ٥ (المومن۔ ٦٧، ٦٨)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں ابتداءً (آدمؑ) کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر تم کو زندہ رکھتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کے کمال تک پہنچ جاؤ پھر تم کو زندہ رکھتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور بعض تم میں سے وہ ہیں جو اس سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو ایک خاص عمر دیتا ہے تاکہ تم سب وقتِ مقررہ تک پہنچ جاؤ یہ سب کچھ اس لئے تاکہ

تم عقل سے کام لو۔ وہی ذات ہے جو زندگی عطا کرنے والی اور موت دینی والی ہے۔ پس جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو بس اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

انسان کو خواہی نخواہی ان ادوار سے گزرنا پڑتا ہے۔ قانونِ قدرت کے آگے وہ بے بس ہے۔ ایک عقلِ عام رکھنے والا انسان بھی یہ نتیجہ نکالے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جو ذات اس طرح سے اس کی تخلیق کر رہی ہے اور ان ادوار سے اسے گزار رہی ہے اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرے۔ چنانچہ سورۂ واقعہ میں فرمایا گیا:

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ o (الواقعہ۔٦٢)

ترجمہ: پہلی پیدائش کو تو تم جان چکے ہو پھر (دوسری پیدائش کو) کیوں نہیں سمجھتے۔

موت کے دروازے سے آدمی عالمِ برزخ میں داخل ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ o لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ o

(المومنون۔۹۹،۱۰۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو موت آجاتی ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب مجھے واپس لوٹا دے تاکہ دنیا جسے میں چھوڑ کر آیا ہوں اس میں نیک عمل کروں۔ (کہا جائے گا) ہر گز نہیں یہ بس محض ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے ایک آڑ

یعنی عالمِ برزخ ہے اس وقت تک کے لئے جس دن دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔

برزخ کے معنی آڑ، حاجز اور فاصل کے ہیں۔ دو حالتوں یا دو چیزوں کے درمیان جو چیز فاصل ہو اس کو برزخ کہتے ہیں۔ اس لئے موت کے بعد قیامت اور حشر تک کے زمانے کو برزخ کہا جاتا ہے۔ یہ دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی کے درمیان حد فاصل ہے اور اس کا قانون یہ ہے کہ برزخ سے لوٹ کر کوئی دنیا میں نہیں آتا اور قیامت اور بعث ونشر سے پہلے دوسری زندگی نہیں ملتی۔

كَلَّا اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ؕ وَمَاۤ اَدْرٰكَ مَا سِجِّیْنٌ ؕ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ؕ وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۙ (التطفیف۔۷-۱۰)

ترجمہ: ہرگز نہیں گناہ گاروں کا نامۂ عمل سجین میں ہے آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا ہے ایک صاف لکھا ہوا دفتر ہے اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی واقعہ ہوگی۔

كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ ؕ وَمَاۤ اَدْرٰكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ؕ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ (التطفیف۔۱۸-۲۰)

ترجمہ: ہرگز نہیں نیک لوگوں کا نامۂ عمل علیین میں ہے آپ کو کیا معلوم کہ علیین کیا ہے ایک صاف لکھا ہوا دفتر ہے۔

برے لوگوں کے اعمال نامے اور ان کی روحیں مرنے کے بعد ''سجین'' میں رہتی ہیں اور نیک لوگوں کے اعمال نامے اور روحیں مرنے کے بعد ''علیین'' میں رہتی ہیں۔ جب دوسرا صور پھونکا جائے گا اور جسموں کو روحوں سے جوڑا جائے گا اور

آدمؑ سے لے کر آخر تک پیدا ہونے والے سب انسان اللہ کی بارگاہ میں حساب کتاب کے لئے کھڑے ہوں گے۔ جن لوگوں کے پاس ایمان ہے وہ نجات پاکر جنت میں جائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے اور جو لوگ کفر و شرک کئے ہیں نجات سے محروم ہوکر ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُّطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِىٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِىْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَايَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خود سچے ہیں اور جن کی تصدیق کی گئی ہے، فرمایا کہ بے شک تمہاری پیدائش اس طرح ہے کہ ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ جما رہتا ہے پھر وہ چالیس دن میں جما ہوا خون بنتا ہے پھر وہ چالیس دن میں گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے چار باتیں لکھنے کے لئے۔ فرشتہ اس کا عمل، اس کی موت، اس کی روزی و رزق

اور اس کا نیک بخت اور بد بخت ہونا لکھتا ہے۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے بے شک تم میں سے ایک شخص جنتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پس تقدیر کا لکھا اس پر غالب آتا ہے پھر وہ جہنمیوں کے سے اعمال کرتا ہے اور جہنم میں داخل ہوتا ہے۔ اور بے شک تم میں سے ایک شخص جہنمیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر تقدیر کا لکھا اس پر غالب آتا ہے اور پھر وہ اہلِ جنت والوں کے سے اعمال کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ایک بندہ دوزخیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے اور تحقیق کہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے اور ایک بندہ جنتیوں کے سے اعمال کرتا رہتا ہے اور تحقیق کہ وہ اہلِ جہنم میں سے ہوتا ہے اعمال کا دارومدار تو خاتمہ پر ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا

خٰلِدُوْنَ۝ (البقرہ-۸۱)

ترجمہ: اصل بات یہ ہے کہ جس نے گناہ کمائے اور اس کے گناہوں نے اس کو سب طرف سے گھیر لیا تو ایسے لوگ اہلِ جہنم ہیں اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝ (البقرہ-۸۲)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کرتے رہے ایسے لوگ جنت میں جانے والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

انسان پہلے عالمِ ارواح میں رہتا ہے۔ جب حمل چار مہینے کا ہوتا ہے تو اس کی روح لاکر اس میں پھونکی جاتی ہے۔ حمل کی مدت پوری ہونے پر دنیا کی زندگی میں آتا ہے۔ شیر خوارگی کا زمانہ، بچپن کا زمانہ، جوانی کا زمانہ پاکر بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے اور موت کے دروازے کے ذریعہ عالمِ برزخ میں پہنچتا ہے۔ دوسرا صور پھونکے جانے پر جسمِ انسانی کے ساتھ عالمِ حشر میں حساب کتاب کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ صاحبِ ایمان ہے تو کامیاب ہوکر جنت میں داخل ہوتا ہے۔ کفر و شرک کا مرتکب ہے تو ناکام ہوکر جہنم میں داخل ہوتا ہے۔

خواجہ عزیز الحسن غوریؒ، خلیفۂ حکیم الامتؒ نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے   مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے   زمیں کھا گئی نوجواں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
بڑھاپے سے پا کر پیامِ قضاء بھی   نہ چونکا نہ چیتا نہ سنبھلا ذرا بھی
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہاء بھی   جنوں تا بکے ہوش میں اپنے آ بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

۱) شیر خوارگی اور طفولیت کا زمانہ ہے کہ گھوارے میں پڑا ہوا ہے۔ ماں باپ کا پیارا، رشتہ داروں کی آنکھوں کا تارا، رونے کی تھوڑی سی آواز پر سب دوڑ پڑتے ہیں۔ عجیب پیار و محبت کا زمانہ ہے۔

۲) لڑکپن کا دور دوڑنے، بھاگنے، کھیلنے، کودنے، کھانے، پینے میں گزرتا ہے۔ نہ لانے لے جانے کی فکر، نہ کمانے دھمانے کی فکر۔ بے فکری اور معصومیت میں یہ دور گزر جاتا ہے۔

۳) بلوغ کا دور، بلوغ میں قدم رکھتا ہے تو مختلف مسائل۔ تعلیم و تربیت، ذرائع

معاش کی تلاش، زندگی میں کیا کرنا ہے اور کیا کچھ بننا ہے درپیش ہوتا ہے۔ سچ پوچھو تو جوانی دیوانی ہوتی ہے۔صحیح تعلیم وتربیت اور رہنمائی ہو تو بلوغ کا زمانہ صحیح معنوں میں زندگی کی تعمیر اور ترقی کا دور ہے۔ ورنہ بے کار مشاغل اور بری عادتوں میں لگ کر زندگی تباہ ہوجاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں جنسی تقاضے، نکاح اور گھر بسانے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔خوش قسمتی سے مناسب شریکِ حیات مل گئی تو زندگی خوش گوار گزرتی ہے ورنہ یہ زندگی جہنم سے بدتر ہوجاتی ہے۔

۴) کمانے، جمانے، گھر بسانے کی مشغولیت اور ہونے والی اولاد کی کفالت میں زمانہ گزرتا جاتا ہے کہ بڑھاپا خراماں خراماں سارے عوارض لے کر آجاتا ہے۔ایک بوڑھے میاں ایک حکیم صاحب کے پاس پہنچے اور اپنے کمزور ہاضمہ کی شکایت کی کہ کھانا ہضم نہیں ہوتا تو حکیم صاحب نے کہا کہ بڑھاپے میں ہاضمہ کمزور ہوجاتا ہے۔ بوڑھے میاں نے کہا کہ میرے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہے تو حکیم صاحب نے کہا کہ بڑھاپے میں اعصاب کمزور ہوجاتے ہیں۔ بوڑھے میاں نے شکایت کی کہ آنکھوں کو کم نظر آتا ہے تو حکیم صاحب نے کہا کہ عمر کے لحاظ سے بینائی کمزور ہوجاتی ہے۔ بوڑھے میاں نے شکایت کی کہ قوتِ باہ بالکل نہ رہی تو حکیم صاحب نے کہا کہ بڑھاپے میں قوتِ باہ کہاں سے آئے گی۔ بوڑھے میاں نے کہا کہ حافظہ کمزور ہوگیا ہے باتیں یاد نہیں رہتیں تو حکیم جی نے کہا کہ یہ بھی عمر کی زیادتی اور بڑھاپے کی وجہ سے ہے۔ بوڑھے میاں کو غصہ آگیا کہ ہر شکایت پر یہ حکیم یہی کہتا ہے کہ یہ بڑھاپے

کی وجہ سے ہے عصا اٹھا کر اس سے کہا کہ تم کیسے حکیم ہو کہ ہر بات پر یہی کہتے ہو کہ یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے، حکیم جی نے کہا کہ آپ کا یہ غصہ اور چڑ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے!

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَه‘ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَه‘ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عقل منداور دانا وہ ہے جو اپنے نفس کو شریعت کا پابند بناتا ہے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرتا ہے اور احمق اور نادان وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگاتا ہے اور اللہ سے امیدیں باندھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دنیا کی زندگی میں آخرت کی زندگی کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۵) زندگی کی غرض وغایت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ○ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَھُوَالْعَزِیْزُالْغَفُوْرُ○ (الملک۔۱،۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں ساری کائنات کی حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تم کو آزمائے کہ تم میں کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے اور وہ بڑا زبردست بہت بخشنے والا ہے۔

زندگی کے متعلق مفکرین اور فلاسفہ کے پاس سوائے ظن اور گمان کے کچھ اور ہے ہی نہیں۔کوئی کہتا ہے کہ زندگی ایک مُعمّہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا،کوئی کہتا ہے کہ

زندگی کھانے پینے اور عیش وعشرت کر کے مرجانے کا نام ہے، کوئی زندگی کو غم کا دریا کہتا ہے اور کوئی زندگی کو تناسخ کے چکر میں پھنسا ہوا دیکھتا ہے، پس غرض وغایتِ زندگی کے متعلق کسی کے پاس کوئی صحیح علم ہی نہیں ہے۔ زندگی کے متعلق صحیح علم مل سکتا ہے تو اسی ذات کے پاس جس نے زندگی کو پیدا کیا ہے اور جس کے ہاتھ میں زندگی اور موت ہے۔ یہ علم انسانوں کو اس کے منتخب کردہ بندوں یعنی انبیاء اور رسل کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ اس ذات نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ پر اپنی آخری کتاب ''قرآنِ مجید'' نازل فرمائی۔ اس کتاب کے ذریعہ یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسانی کی موت اور حیات کا سلسلہ اس لئے چلایا گیا ہے تا کہ انسانوں کو آزمایا جائے کہ کون اس میں اچھا عمل کرنے والا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا کہ اچھے اعمال کونسے ہیں جن کو انجام دے کر ایک آدمی کامیاب ہوسکتا ہے اور برے اعمال کونسے ہیں جن کا ارتکاب کر کے وہ ناکام ہوجاتا ہے۔ انسانوں کے خالق اور مالک نے اپنی کتاب اور رسول کے ذریعہ سے یہ بات واضح کر دی کہ انسان کی کامیابی یہ ہے کہ وہ آخرت کی زندگی میں کامیاب قرار دیا جائے اور ناکامی یہ ہے کہ آخرت کی زندگی میں ناکام ٹھہرے۔ سورۂ ملک کی آیتیں تو آپ نے سن لیں سورۂ دہر میں فرمایا گیا:

۱) هَلۡ اَتٰى عَلَى الۡاِنۡسَانِ حِيۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ يَكُنۡ شَيۡـًٔـا مَّذۡكُوۡرًا ٥ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ ‌ۖ نَّبۡتَلِيۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِيۡعًا ۢ بَصِيۡرًا ٥ اِنَّا هَدَيۡنٰهُ

السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًاo (الدھر۔۳-۱)

ترجمہ: یقیناً زمانے میں انسان پر ایک ایسا وقت بھی گزر چکا ہے جب کہ یہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہیں تھا۔ ہم نے انسان کو ایک ایسے نطفہ سے بنایا جو اجزاءِ مختلفہ سے مرکب تھا تا کہ ہم اس کی آزمائش کریں۔ پس ہم نے اس کو سننے والا اور دیکھنے والا بنایا۔ ہم نے اس کو راستہ بتا دیا چاہے وہ شکر گزار بنے یا ناشکرا بنے۔

۲) وَهُوَ الَّذِىْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌo (الانعام۔۱۶۵)

ترجمہ: وہی ہے جس نے زمین میں تم کو اپنا خلیفہ بنایا اور باعتبارِ درجات بعضوں کو بعض پر فوقیت دی تا کہ جو تم کو دیا گیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔ بے شک آپ کا رب بہت جلد سزا دینا والا ہے اور بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا اور نہایت مہربان بھی ہے۔

۳) اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا o وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًاo (الکھف۔۷،۸)

ترجمہ: جو کچھ زمین پر ہے ہم نے ان تمام چیزوں کو زمین کے لئے موجبِ زینت بنایا ہے تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور یقیناً ہم زمین پر کی تمام چیزوں کو ایک چٹیل میدان کرنے والے ہیں۔

۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَۃِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَاءِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں تم کو خلیفہ بنایا ہے تا کہ یہ دیکھے کہ تم لوگ کیسے اعمال کرتے ہو۔ پس تم دنیا اور عورتوں کے فتنوں سے بچتے رہو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلے جو فتنہ شروع ہوا وہ عورتوں کا فتنہ تھا۔

۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَوَ اللّٰہِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَتُھْلِکُکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عمر بن عوفؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پس خدا کی قسم میں تم پر فقر و فاقہ آنے سے نہیں ڈرتا لیکن میں ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر فراخ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے والوں پر کی گئی تھی۔ پھر تم دنیا میں رغبت کرو گے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا اور پھر دنیا تم کو ہلاک کرے گی جیسا کہ ان لوگوں کو ہلاک کیا۔

۳) عَنْ اَبِیْ مَالِكِ نِ الْاَشْعَرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْ فَبَائِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان صبح کرتا ہے پھر اپنی جان کا سودا کرتا ہے یا اپنی جان کو آزاد کرتا ہے یا اپنی جان کو ہلاک کرتا ہے۔

ان آیات اور احادیث کی روشنی میں جو بات ہمارے سامنے واضح ہو کر آتی ہے وہ یہ کہ انسان کی زندگی کی غرض و غایت ''امتحان'' ہے۔ اسے جو بھی وقت، مال و دولت اور ذرائع ملے ہیں اور جو حالات اسے پیش آرہے ہیں ان سب کے ذریعہ اس کی آزمائش کی جارہی ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول پر عمل کرے گا تو کامیاب ہوگا۔

اس امتحان کی امتیازی خصوصیات یہ ہیں:

۱) صرف ایک بار ہی موقعہ دیا جائے گا پھر دوسرا موقعہ نہیں دیا جائے گا۔ ناکام انسان وہاں تمنا کرے گا کہ دوبارہ بھیج دیا جائے۔

حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝

(المومنون۔ ۹۹،۱۰۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ ان میں سے کسی کو موت آپہنچتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو واپس لوٹا دے تاکہ دنیا جسے میں چھوڑ کر آیا ہوں اس میں میں نیک عمل کروں۔ کہا جائے گا ہرگز نہیں۔ یہ محض ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور ان

کے آگے ایک آڑ (عالمِ برزخ) ہے اس دن کے لئے جب تک کہ وہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔

۲) امتحانی سوالات اللہ کی کتاب اور اور اللہ کے رسول ﷺ نے واضح کردیئے ہیں۔

۳) ماڈل جواب کا بہترین نمونہ (Model Answer Book) اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی ہے۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِمَنْ کَانَ یَرْجُوااللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًاo (الاحزاب۔۲۱)

ترجمہ: بلاشبہ تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی مثالی نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے امید رکھتا ہے اور آخرت کا خوف رکھتا ہے اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہے۔

جو شخص بھی ایمان لاکر اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت اور پیروی کرے گا تو یقیناً کامیاب ہوجائے گا۔

۴) امتحان کا وقت تو مقرر ہے مگر کسی کو معلوم نہیں کہ کب امتحان کا پرچہ چھین لیا جائے گا۔ انسان جب سے بالغ ہوتا ہے اس وقت سے یہ امتحان شروع ہوتا ہے اور اس کی موت آنے تک چلتا رہتا ہے۔ پتہ نہیں کب اس کی موت آجائے اور اس کا پرچہ چھین لیا جائے۔

۵) انسان اپنے زبان سے جو کلمہ بھی نکالتا ہے اور اپنے اعضاء سے جو بھی عمل کرتا ہے سب فرشتوں کے ذریعہ سے رکارڈ کرایا جارہا ہے۔ اس کی ہر حرکت وسکون کا رکارڈ

اللہ کے فرشتے تیار کر رہے ہیں۔

i) مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌo (ق۔۱۸)

ترجمہ: کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا مگر یہ کہ پاس ہی ایک لکھنے والا تیار رہتا ہے۔

جب انسان اپنے اس رکارڈ کو دیکھے گا تو پکار اٹھے گا:

ii) يٰوَيۡلَتَنَا مَالِ هٰذَا الۡكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً اِلَّا اَحۡصٰهَا وَوَجَدُوۡا مَا عَمِلُوۡا حَاضِرًا وَلَا يَظۡلِمُ رَبُّكَ اَحَدًاo (الکہف۔۴۹)

ترجمہ: ہائے ہماری کم بختی یہ کیسا رکارڈ ہے جس نے ہماری چھوٹی چیز چھوڑی ہے نہ بڑی چیز، سب گناہوں کا احاطہ کر رکھا ہے اور جو کچھ انہوں نے دنیا کی زندگی میں کیا تھا ان سب اعمال کو موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

۶) امتحان کا نتیجہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں ظاہر (Declare) کیا جائے گا۔

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ اُجُوۡرَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ فَقَدۡ فَازَ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِo

(آل عمران۔۱۸۵)

ترجمہ: ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تمہیں قیامت کے دن اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا پھر جو شخص بھی جہنم سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا بلا شبہ وہی کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ایک دھوکے کا سامان ہے۔

شاعرِ مشرق علامہ اقبالؔ نے اس حقیقت کو اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

قلزمِ ہستی سے ابھرا ہے تو مانند حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحان ہے زندگی

آیات اور احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان اس دنیا میں ''امتحانی ہال'' (Examination Hall) میں ہے۔ اس کی ہر حرکت و سکون اس کا امتحانی پرچہ ہے جو اللہ کے مقرر کردہ فرشتے (کراماً کاتبین) تیار کر رہے ہیں۔ بلوغ کے بعد سے لے کر آخری سانس تک یہ امتحان چلتا رہتا ہے۔ جو انسان بھی اللہ پر ایمان لا کر اس کے رسول ﷺ اسوہ پر چلے گا کامیاب قرار دیا جائے گا۔ کامیابی یا ناکامی اس دنیا کی زندگی میں نہیں بلکہ مرنے کے بعد والی زندگی میں حاصل ہوگی۔ کامیابی یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کریں، اسے دوزخ سے بچائیں اور جنت میں داخل کریں۔

چوکنا رہنے کی ضرورت:

نہایت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کہ امتحان کا صرف ایک ہی موقعہ ہے دوسرا چانس (Second Chance) جیسا کہ عام طور پر امتحانوں میں دیا جاتا ہے نہیں دیا جائے گا اور امتحان کی ابتداء تو معلوم ہے مگر کب امتحان کا پرچہ اس سے چھین لیا جائے گا یعنی موت کب آئے گی پتہ نہیں۔ یہ کامیابی اور ناکامی ہمیشہ ہمیشہ کی دائمی کامیابی یا ناکامی ہے!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندگی کے امتحان میں حق کو قبول کرنے، اس پر عمل کرنے اور مرتے دم تک اس پر قائم رہنے کی اور اس امتحان میں ہم کو کامیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۶) تذکیر بالموت (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ o

(آل عمران۔۱۸۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تمہیں قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پس جو شخص بھی دوزخ سے دور رکھا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا بلاشبہ وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ دھوکے کا سامان ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے جو ہندوستان کے بہت بڑے محدث اور مجدد گزرے ہیں اپنی مشہور کتاب ''الفوز الکبیر'' (جو قرآنِ مجید کی تفسیر کے اصول پر

کتاب ہے) میں قرآنی علوم کو پانچ موضوعات پر تقسیم کیا ہے۔فرماتے ہیں کہ قرآنِ مجید کے تمام علوم ان پانچ موضوعات سے باہرنہیں ہیں:

۱) علمِ احکام: ازقسم واجب، مستحب، مکروہ اورحرام۔ یہ احکام خواہ عبادات سے متعلق ہوسکتے ہیں، خواہ معاملات سے، خواہ معاشرت سے، خواہ سیاست سے۔اس علم کی تفصیل فقہاء کے ذمہ ہے۔

۲) علمِ مناظرہ: قرآن مجید میں چار گمراہ فرقوں یہودونصاریٰ، مشرکین ومنافقین سے مباحثات ہوئے اس کی تفصیل متکلمین کے ذمہ ہے۔

۳) علمِ تذکیر بآلاءاللہ: مثلاً زمین آسمان کی پیدائش اور بارش کا برسانا اوراس کے ذریعہ زمین سے اناج اورطرح طرح کے پھل اگانا اورضروری صنعتوں کا بندوں کو الہام کرنا وغیرہ۔

۴) تذکیر باایام اللہ: یعنی وہ واقعات جن کو اللہ تعالیٰ نے ایجاد فرمایا۔اطاعت کرنے والوں کو انعام وجزاء اور مجرموں کو تعذیب اور سزا، اجمالی طور پر قومِ نوح، عاد اور ثمود وغیرہ کے قصے بیان فرمائے جن سے اہلِ عرب بخوبی واقف تھے۔

۵) تذکیر بالموت: موت اوراس کے بعد کے واقعات، موت کی کیفیت، موت کے آگے انسان کی بے چارگی، موت کے بعد جنت اور دوزخ کا داخلہ، علاماتِ قیامت، عیسیٰؑ کا نزول، دجال کا خروج، یاجوج وماجوج کا ظہور، نفخۂ اولیٰ (صورِفنا) اورنفخۂ ثانی (حشرونشر کے لئے مخلوقات کا جی اٹھنا)، میزان اورنامۂ اعمال کا دیا جانا،

ایمان والوں کا جنت میں اور کافروں کا جہنم میں داخلہ وغیرہ کا بیان ہے۔

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

موت انسانی زندگی کی ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکا۔ خالقِ کائنات کا انکار کرنے والے دہریئے پائے جاتے ہیں، رسولوں کا انکار کرنے والے پائے جاتے ہیں اوراس کی نازل کردہ کتابوں کا انکار کرنے والے اس دنیا میں پائے جاتے ہیں مگر ان میں کوئی بھی موت کا انکار نہیں کر سکا اور اگر کوئی احمق کرے گا بھی تو موت اسے نہیں چھوڑے گی۔ خواجہ عزیز الحسن صاحب غوریؒ (خلیفۂ حکیم الامت حضرت تھانویؒ) نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا پڑا رہ گیا سب یوں ہی ٹھاٹ سارا

اک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کچھ کرنا ہے آخر موت ہے

قرآنِ حکیم نے موت کی اس حقیقت کو جگہ جگہ بیان کیا ہے، چنانچہ سورۂ نساء میں منافقین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

۱) اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ قِیۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَیۡدِیَكُمۡ وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیۡهِمُ الۡقِتَالُ اِذَا فَرِیۡقٌ مِّنۡهُمۡ یَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡیَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡیَةً وَقَالُوۡا رَبَّنَا لِمَ كَتَبۡتَ عَلَیۡنَا الۡقِتَالَ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡیَا قَلِیۡلٌ وَالۡاٰخِرَةُ خَیۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰی وَلَا تُظۡلَمُوۡنَ فَتِیۡلًا ۝ اَیۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا یُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَةٍ (النساء۔۷۷،۷۸)

ترجمہ: کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ تم ابھی اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نماز کی پابندی کرو اور زکوۃ ادا کرتے رہو۔ پھر جب انہیں اللہ کی راہ میں قتال کا حکم دیا گیا تو وہ لوگوں سے ایسے ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرنا چاہیئے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور وہ کہنے لگے کہ اے ہمارے رب تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کیا تھوڑی مدت کے لئے تو نے ہمیں مہلت کیوں نہ دی؟ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ سے فرما دیا کہ آپ کہہ دیجئے کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے آخرت اس کے لئے بہتر ہے اور تم پر تاگے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تم کو آکر پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابنِ کثیرؒ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے: حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ اگلے زمانہ میں ایک عورت حاملہ تھی جب اسے درد زِہ ہوا اور لڑکی تولد ہوئی تو اس نے اپنے ملازم سے کہا کہ ذرا باہر جا کر آگ لے آؤ۔ وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ دروازے پر ایک شخص کھڑا پوچھتا ہے کہ لڑکا ہوا کہ لڑکی؟ تو اس نے کہا

کہ لڑکی ہوئی ہے۔اس نے کہا ''سن یہ لڑکی ایک سوآدمی سے زنا کرائے گی! پھر اس کے یہاں جوملازم ہےاس سےاس کا نکاح ہوگا اور ایک مکڑی اس کی موت کا سبب بنے گی''۔ملازم یہیں سے پلٹ آیااور ایک تیز چھری لے کراس لڑکی کے پیٹ کو چیر کر بھاگ نکلا۔لڑکی کی ماں نے اس کے پیٹ میں ٹانکے دئے اور علاج شروع کیا جس سےاس کا زخم اچھا ہوگیا۔پھر یہ لڑکی بلوغ کو پہنچی۔شکل وصورت میں بہت حسین تھی اور بدچلنی میں پڑگئی۔ملازم سمندر کے راستے سے کہیں دوسرے ملک چلا گیا اور بہت سا مال کما کر بڑی مدت کے بعد اپنے وطن لوٹا اور ایک بوڑھی عورت کو بلا کر کہا کہ میں ایک خوبصورت عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تم تلاش کرو۔شہر میں اس لڑکی سے بڑھ کر کوئی خوبصورت نہیں تھی اس بڑھیا نے اس کو نکاح کا پیغام دیا اوران دونوں کا نکاح ہوگیا۔دونوں میاں بیوی بہت محبت سے رہنے لگے۔ایک دن باتوں باتوں میں اس عورت نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ آخر آپ کون ہیں، کہاں سے ہیں اور کیسے آگئے؟ شوہر نے سارا ماجرا بیان کیا تو اس لڑکی نے کہا کہ جس کا پیٹ چیر کر آپ بھاگے تھے میں وہی لڑکی ہوں، اوراپنے پیٹ پر زخم کا نشان بھی دکھایا تو اسے یقین آگیا۔تو اس نے کہا کہ تب تو تیرے تعلق سے ایک بات مجھے یہ معلوم ہے کہ تو سوآدمیوں سے مجھ پہلے مل چکی ہے۔اس نے کہا کہ ٹھیک ہے یہ کام تو مجھ سے ہوا ہے لیکن گنتی یاد نہیں۔شوہر نے کہا تیری نسبت مجھے ایک اور بات معلوم ہے کہ تیری موت کا سبب ایک مکڑی ہوگی۔خیر چونکہ مجھے تجھ سے بہت زیادہ محبت ہے میں

تیرے لئے ایک اعلیٰ اور پختہ محل تعمیر کرادیتا ہوں تو اس میں رہ تاکہ وہاں کیڑے مکوڑے نہ پہنچ سکیں۔ چنانچہ محل تعمیر ہوا اور یہ وہاں رہنے لگی۔ ایک دن جب دونوں میاں بیوی بیٹھے تھے کہ اچانک چھت پر ایک مکڑی دکھائی دی۔ اسے دیکھتے ہی اس شخص نے کہا کہ دیکھو یہ مکڑی یہاں دکھائی دی تو اس عورت نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس مکڑی کو زندہ پکڑ کر میرے سامنے لاؤ۔ اس نے اپنے پیر کے انگوٹھے سے اس مکڑی کو مل دیا۔ مکڑی تو مرگئی لیکن اس سے جو ایک آدھ قطرہ زہر نکلا تھا وہ اس عورت کے انگوٹھے کے ناخن اور گوشت کے درمیان چڑھ گیا اور اس کا پیر سیاہ ہوگیا اور اسی میں مرگئی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جن کو اللہ کے رسول ﷺ نے ''سیف اللہ'' کا خطاب دیا تھا جو بے دھڑک دشمنوں کے نرغہ میں گھس جاتے تھے، بسترِ مرگ پر فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم میں سینکڑوں معرکوں میں ثابت قدم رہا، میرے جسم کا کوئی عضو بھی ایسا نہیں ہے کہ جس پر تیر یا تلوار کا نشان نہ ہو، چونکہ میری موت وہاں نہ لکھی تھی آج میں بستر پر مر رہا ہوں۔ کہاں ہیں وہ نامرد جہاد سے جی چرانے والے لوگ وہ میری ذات سے سبق سیکھیں۔

۲) وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ○ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ○ (ق۔۱۹،۲۰)

ترجمہ: اورموت کی سختی پیامِ حق لے کر آگئی یہی چیز ہے جس سے تو بچتا پھرتا تھا اور

صور پھونکا جائے گا اور یہی دن عذاب کے وعدہ کا ہوگا۔

۳) قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ o
(السجدہ۔۱۱)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے وہ تمہاری جانوں کو اپنے قبضہ میں لے گا اور تم سب اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِى الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطُطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِىْ فِى الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِىْ هُوَ فِى الْوَسَطِ فَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُه' مُحِيْطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِىْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُه' وَهٰذِهِ الْخُطُطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَأَه' هٰذَا نَهَسَه' هٰذَا وَاِنْ اَخْطَأَه' هٰذَا نَهَسَه' هٰذَا (بخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شکل مربع (چار خطوں سے احاطہ کی ہوئی) کھینچی اور اس کے بیچ ایک خط کھینچا جو اس مربع کے باہر نکلنے والا تھا اور درمیانی خط کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ خط جو بیچ مربع سے نکل رہا ہے یہ مثال آدمی کی ہے اور خطِ مربع اس کی مدتِ اجل ہے یعنی موت ہے جو اس کو گھیرے ہوئے ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط جو درمیانی خط کے دونوں طرف ہیں آفات اور بلیات مثل امراض، بھوک پیاس کے ہیں جو آدمی کو پیش آتے ہیں پس اگر ایک خطا کی اور ایک

حادثہ گزر گیا تو دوسرا حادثہ پیش آتا ہے۔(مربع سے باہر نکلنے والا خط انسان کی آرزوئیں ہیں جو کبھی پوری نہیں ہوتیں)

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَھْرَمُ بْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ مِنْہُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمَرِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو چیزیں جوان ہوتی ہیں مال کی حرص اور لمبی عمر کی حرص۔

۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لذتوں کو ڈھانے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔

موت کی حقیقت:

موت سے زندگی کا خاتمہ نہیں ہوتا بلکہ ایک دوسری زندگی (عالمِ برزخ کی) شروع ہوتی ہے۔موت کے دروازے سے آدمی عالمِ برزخ میں داخل ہوتا ہے۔ موت سے انسان کی روح اس کے جسم سے جدا ہوتی ہے۔ نیک لوگوں کی روحیں علیین میں رہتی ہیں اور برے لوگوں کی روحیں سجین میں رہتی ہیں۔ جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو روحوں کو جسموں سے جوڑ کر، اٹھا کر میدانِ حشر میں کھڑا کیا جائے گا اور حساب کتاب کے بعد نیک لوگوں کو جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا اور کافروں

کو جہنم کی طرف ڈھکیلا جائے گا۔

موت مذاقِ تجدیدِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردہ میں بیداری کا پیغام ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت کو یادرکھنے اور موت کے بعد کی زندگی کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۷) تذکیر بالموت (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه، وَنَسْتَعِيْنُه، وَنَسْتَغْفِرُه، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه، وَمَنْ يُّضْلِلْه، فَلَا هَادِیَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَا شَرِيْكَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه، وَرَسُوْلُه، اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o فَلَوْ لَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ o وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ o وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ o فَلَوْ لَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ o تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ o فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ o فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ o وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ o فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ o وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ o فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ o وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ o اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ o فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ o (الواقعہ۔۹۶-۸۳)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: پس جب کسی کی روح گلے تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت مرنے والے کو

دیکھا کرتے ہو اور ہم اس مرنے والے کے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم ہمارے قرب کو نہیں سمجھ سکتے۔ پھر اگر تم کسی کے زیرِ فرمان نہیں ہو اور تم اس دعوے میں سچے ہو تو پھر اس کی روح کو واپس کیوں نہیں لے آتے؟ پھر اگر وہ مرنے والا مقربین میں سے ہے تو اس کے لئے راحت اور عمدہ روزی ہے، آرام اور آسائش کا باغ۔ اور اگر وہ داہنے بازو والوں میں سے ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرے لئے سلامتی اور امن وامان ہے تو داہنے بازو والوں میں سے ہے۔ اور اگر وہ شخص جھٹلانے والوں اور گمراہ لوگوں میں سے ہوگا تو اس کی مہمانی کھولتے ہوئے گرم پانی سے ہوگی اور اس کو دوزخ میں داخل کرنا ہوگا۔ بے شک یہ حالات جس کا ذکر ہوا سراسر حق اور یقینی ہیں پس (اے نبی ﷺ) اپنے ربِ عظیم کے نام کی پاکی بیان کیجئے۔

گذشتہ بیان میں آپ کے سامنے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی کتاب ''الفوز الکبیر'' کے حوالہ سے یہ بات بیان کی گئی تھی کہ قرآن کے پانچ علوم میں سے ایک اہم علم اور موضوع ''تذکیر بالموت'' ۔یعنی موت کی یاد دلانا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس موضوع میں انسانی موت سے لے کر جنت اور دوزخ کے داخلے تک سب کو اسی میں شامل کیا ہے۔ گذشتہ بیان میں یہ بات آپ کے سامنے پیش کی گئی تھی کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے اور اس سے کسی نفس کو رستگاری نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس موضوع میں اس بات کو بھی شامل کیا ہے کہ کس طرح انسان کو موت آتی ہے اور کس طرح انسان اس کے آگے بے بس ہے۔

قرآنِ کریم نے اس مضمون کو جگہ جگہ بیان کیا ہے۔ سورۂ واقعہ کی جو آیات تلاوت کی گئی ہیں اس میں تینوں قسم کے انسانوں کا ذکر ہے کہ کس طرح انہیں موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مقربین (جو نیکیوں میں سبقت کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی رضا میں آگے بڑھنے والے ہیں) ہیں جن کے لئے موت راحت اور نعمت بھری زندگی لے کر آتی ہے۔ اصحابِ یمین (دائیں بازو والے جو عام نیک لوگ ہیں) ان کے لئے بھی مرنے کے بعد سکون اور سلامتی کی زندگی ملے گی۔ تیسرے اصحاب شمال (جنہوں نے ہدایتِ الٰہی کی تکذیب کی اور کفر کا رویہ اختیار کیا) ان کے لئے مرنے کے بعد جہنم کی آگ ہے جس میں انہیں ہمیشہ رہنا پڑے گا۔

۱) الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ بَلٰٓی اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ o فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ o (النحل۔ ۲۸،۲۹)

ترجمہ: جو لوگ کفر کر کے اپنی جانوں پر ظلم کر رہے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے آتے ہیں تب وہ کا فراطاعت ظاہر کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم تو کچھ برے کام نہیں کرتے تھے۔ کہا جائے گا کیوں نہیں بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم لوگ کیا کرتے تھے۔ پس تم جہنم کے درازوں سے داخل ہو جاؤ جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے کیا ہی برا ٹھکانا ہے سرکشوں کا۔

۲) الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا

کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ٥ (النحل۔۳۲)

ترجمہ: جولوگ کفروشرک سے پاک ہیں جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم پر سلامتی ہو بس تم اب جو اعمال کیا کرتے تھے اس کے بدلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۳) کَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ٥ وَقِیْلَ مَنْ رَاقٍ ٥ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ٥ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ٥ اِلٰی رَبِّكَ یَوْمَئِذِ نِ الْمَسَاقُ٥ (القیٰمہ۔۳۰-۲۶)

ترجمہ: ہرگز نہیں جب جان گلے کی ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے اس وقت کہا جاتا ہے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟ اور مرنے والا سمجھ لیتا ہے کہ یہ اس کی جدائی کا وقت ہے۔ اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ جاتی ہے۔ اس روز تیرے رب کی طرف کشاں کشاں جانا ہے۔

احادیثِ نبی ﷺ میں موت کے آگے انسان کی بے بسی کی مزید تفصیلات بیان کی گئی ہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَیِّتُ تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوا خْرُجِیْ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الطَّیِّبَةُ كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ اُخْرُجِیْ حَمِیْدَةً وَّابْشِرِیْ بِرَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ فَلَا تَزَالُ یُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰی تَخْرُجَ ثُمَّ یُعْرَجُ بِهَا اِلَی السَّمَآءِ فَیُفْتَحُ لَهَا فَیُقَالُ مَنْ هٰذَا فَیَقُوْلُوْنَ فُلَانٌ فَیُقَالُ مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّیِّبَةِ كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ اُدْخُلِیْ

حَمِیْدَۃً وَابْشِرِیْ بِرَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ فَلَا تَزَالُ یُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰی تَنْتَهِیَ اِلَی السَّمَآءِ الَّتِیْ فِیْهَ اللّٰهُ فَاِذَا كَانَ الرَّجُلُ السُّوْءَ قَالَ اخْرُجِیْ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَةُ كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الْخَبِیْثِ اُخْرُجِیْ ذَمِیْمَةً وَاَبْشِرِیْ بِحَمِیْمٍ وَّغَسَّاقٍ وَّاٰخَرَ مِنْ شَكْلِهٖ اَزْوَاجٍ فَمَا تَزَالُ یُقَالُ لَهَا ذٰلِكَ حَتّٰی تَخْرُجَ ثُمَّ یُعْرَجُ بِهَا اِلَی السَّمَآءِ فَیُفْتَحُ لَهَا فَیُقَالُ مَنْ هٰذَا فَیُقَالُ فُلَانٌ فَیُقَالُ لَا مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الْخَبِیْثَةِ كَانَتْ فِی الْجَسَدِ الْخَبِیْثِ ارْجِعِیْ ذَمِیْمَةً فَاِنَّهَا لَا تُفْتَحُ لَكَ اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَآءِ ثُمَّ تَصِیْرُ اِلَی الْقَبْرِ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر نیک ہوتا ہے تو رحمت کے فرشتے کہتے ہیں کہ نکل اۓ پاکیزہ جان جو پاکیزہ بدن میں تھی اس حال میں کہ تیری تعریف کی گئی ہے خوش ہوجا کہ تیرے لئے راحت اور پاکیزہ روزی ہے اور رب کی ملاقات ہے جو تجھ پر غضب ناک نہیں ہے یہ بات اس مردِ مومن سے کہی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی جان خوشی سے باہر نکل آتی ہے اور فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور جب اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھولا جاتا ہے تو آسمان کے دربانوں کی طرف سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں اور فلاں شخص ہے دربان فرشتوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ خوش آمدید اس پاکیزہ جان کو جو پاکیزہ بدن میں تھی اس حال میں کہ

تیری تعریف کی گئی ہے تیرے لئے راحت اور پاکیزہ روزی ہے اور رب سے ملاقات ہے جو تجھ پر غضب ناک نہیں ہے یہ بات اس پاکیزہ جان سے کہی جاتی ہے یہاں تک کہ یہ روح آسمان تک پہنچتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔

اور مرنے والا اگر کافر اور فاسق ہے تو موت کے فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اے بد اور ناپاک جان جو ناپاک بدن میں تھی باہر نکل اس حال میں کہ تیری مذمت کی گئی ہے اور تجھے معلوم ہو کہ تیرے لئے کھولتا ہوا پانی، پیپ اور اس طرح کے عذاب ہیں۔ یہ بات اس برے شخص سے کہی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی روح بڑی ناگواری سے نکل کر باہر آتی ہے پھر جب فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھلوائے جاتے ہیں تو پوچھا جاتا ہے کہ یہ کون ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں اور فلاں شخص ہے۔ دربان فرشتوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ پھٹکار ہے اس ناپاک جان پر جو ناپاک بدن میں تھی لوٹ جائے ناپاک اور مذموم جان تیرے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے پس وہ آسمان کی طرف سے لوٹائی جاتی ہے اور قبر کی طرف چلی آتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ لِصَلٰوۃٍ فَرَاَی النَّاسَ كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرٰى، فَاَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ۔ فَاِنَّهٗ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ

اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَةِ اَنَا بَیْتُ الْوَحْدَةِ اَنَا بَیْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ، وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَاَهْلًا اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَهْرِیْ اِلَیَّ فَاِذَا وُلِّیْتُكَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِكَ قَالَ فَیَتَّسِعُ لَه‘ مَدَّ بَصْرِهٖ فَیُفْتَحُ لَه‘ بَابٌ اِلَی الْجَنَّةِ۔ فَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِالْکَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَلَا اَهْلًا، اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَهْرِیْ اِلَیَّ فَاِذَا وُلِّیْتُكَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِكَ قَالَ فَیَلْتَئِمُ عَلَیْهِ حَتّٰی تَخْتَلِفَ اَضْلَاعُه‘ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِیْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَیُقَیَّضُ لَه‘ سَبْعُوْنَ تِنِّیْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَیْـئًا مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا فَیَنْهَسْنَه‘ وَیَدْخِشْنَه‘ حَتّٰی یُفْضٰی بِهٖ اِلَی الْحِسَابِ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ لوگ کھلکھلا کر ہنس رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لذتوں کو ڈھانے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کرتے تو وہ تمہیں اس ہنسی سے روک دیتی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ پس تم لذتوں کو ڈھانے والی موت کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ کوئی دن قبر پر ایسا نہیں گزرتا جس میں وہ یہ نہ کہتی ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑے مکوڑوں کا

گھر ہوں۔اور جب کوئی ایمان والا بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ تیرے لئے خوش آمدید ہے، تیرا آنا مبارک ہے۔میری پیٹھ پر جو لوگ چلنے والے تھے ان سب میں تو مجھے پیارا تھا آج جب تو میرے حوالے کیا گیا ہے تو تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔اور قبر اس کی حدِ نگاہ تک وسیع ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور جب کوئی فاسق اور کافر شخص دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا ناپسندیدہ اور نامبارک ہے۔میری پیٹھ پر جو لوگ چلنے والے تھے ان میں تو مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھا۔آج جب تو میرے حوالے کیا گیا ہے تو تو دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔پھر وہ قبر اسے اس طرح دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں۔اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے دکھائیں۔فرمایا اس پر ستر (٧٠) اژدھے مسلط کئے جاتے ہیں اگر ایک بھی ان میں سے زمین پر پھونک مارے تو جب تک دنیا باقی ہے اس میں سے کچھ بھی پیدا نہ ہوگا۔اس کو ڈستے اور کاٹتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کو حساب کے لئے ہانکا جائے گا۔فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت کو یاد رکھنے اور اس کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۸) تذکیر بالموت (ج)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَكْفَرَهٗ o مِنْ اَىِّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ o مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ o ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ o ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ o ثُمَّ اِذَا شَاءَ اَنْشَرَهٗ o (عبس ۔۲۲-۱۷)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: مارا جائیو انسان کیسا ناشکرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا؟ ایک نطفہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا اور اس کا ایک خاص انداز مقرر کیا پھر اس کو راستہ آسان کیا پھر اس کو موت دی اور اس کو قبر میں پہنچایا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کو دوبارہ زندہ کرے گا۔

تذکیر بالموت قرآن کے پانچ موضوعات میں سب سے اہم ہے کہ موت

کے بعد کی زندگی کا یقین ہی آدمی کو ہدایت قبول کرنے اوراس پر چلتے رہنے کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ زندگی بعدالموت کا یقین ہی ہدایت کی بنیاد ہے۔قرآنِ حکیم نے بہت تفصیل کے ساتھ صفحہ صفحہ پراس کو بیان کیا ہے۔اس سے پہلے دو بیانات میں آپ کے سامنے بات آچکی ہے کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی جاندار کو چھٹکارا نہیں ہے۔گذشتہ جمعہ یہ بات آپ کے سامنے آچکی ہے کہ موت کے آگے انسان کس طرح بےبس اور لاچار ہے۔آج عالمِ برزخ (موت کے بعد سے لے کر دوبارہ جی اٹھنے تک کا عالم) کے تعلق سے کچھ آیات اوراحادیث پیش کرنا مقصود ہے۔قرآن اوراحادیث کی ان تصریحات کے باوجود بھی کچھ اسلامی فرقے عالمِ برزخ کے تعلق سے شک میں ہیں یا انکار کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں!

۱) حَتّٰى اِذَاجَاء اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ٥ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ٥ (المومنون۔۹۹،۱۰۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجاتی ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب مجھ کو واپس لوٹا دے تا کہ دنیا جسے میں چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک عمل کروں۔کہا جاتا ہے ہرگز نہیں۔ یہ محض ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اوران کے آگے ایک آڑ یعنی عالمِ برزخ ہے اس وقت تک کے لئے جس دن لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔

۲) اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَاسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ ○ (الاعراف۔۴۰)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اوران آیتوں سے متکبرانہ برتاؤ کیا تو ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ اس وقت تک جنت میں داخل ہونے پائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

۳) کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِیۡ سِجِّیۡنٍ ○ وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا سِجِّیۡنٌ ○ کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ○ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ○ (التطفیف۔۱۰-۷)

ترجمہ: ہرگز نہیں بے شک بدکار لوگوں کا نامۂ عمل سجین میں ہے۔آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ سجین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے؟ وہ ایک دفتر ہے صاف لکھا ہوا۔اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی واقعہ ہوگی۔

۴) کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِیۡ عِلِّیِّیۡنَ ○ وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا عِلِّیُّوۡنَ ○ کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ○ یَّشۡہَدُہُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ○ (التطفیف۔۲۱-۱۸)

ترجمہ: ہرگز نہیں نیک لوگوں کا نامۂ عمل علیین میں ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ علیین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے؟ وہ ایک دفتر ہے صاف لکھا ہوا جس کو مقرب فرشتے دیکھتے رہتے ہیں۔

احادیث کی تصریحات کے مطابق کفار کے نامۂ اعمال اوران کی روحیں حساب کتاب کے لئے دوبارہ اٹھائے جانے تک سجین میں رہتی ہیں۔ اسی طرح ایمان والوں کے نامۂ اعمال اوران کی روحیں دوبارہ اٹھائے جانے تک علیین میں رہتی ہیں۔

۱) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ جَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَهَیْنَا اِلَی الْقَبْرِ وَلَمَّا یُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَه' كَاَنَّ عَلٰی رُءُ وْسِنَا الطَّیْرَ وَفِیْ یَدِهٖ عُوْدٌ یَّنْكُتُ بِهٖ فِی الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَاسَه' فَقَالَ اسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا كَانَ فِیْ اِنْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْیَا وَ اِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَیْهِ مَلَآئِكَةٌ مِّنَ السَّمَآءِ بِیْضُ الْوُجُوْهِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِّنْ اَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَ حَنُوْطٌ مِّنْ حَنُوْطِ الْجَنَّةِ حَتّٰی یَجْلِسُوْا مِنْهُ مَدًّا لْبَصَرِ ثُمَّ یَجِیْءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَتّٰی یَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَیَقُوْلُ اَیَّتُهَاالنَّفْسُ الطَّیِّبَةُ اخْرُجِیْ اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِیْلُ كَمَا تَسِیْلُ الْقَطْرَةُ مِنَ السِّقَاءِ فَیَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ یَدْعُوْهَا فِیْ یَدِهٖ طَرْفَةَ عَیْنٍ حَتّٰی یَاْخُذُوْهَا فَیَجْعَلُوْهَا فِیْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ وَفِیْ ذٰلِكَ الْحَنُوْطِ وَیَخْرُجُ مِنْهَا كَاَطْیَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ قَالَ فَیَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا یَمُرُّوْنَ یَعْنِیْ بِهَا عَلٰی مَلَاءٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ الطَّیِّبُ فَیَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَحْسَنِ اَسْمَائِهِ الَّتِیْ كَانُوْا یُسَمُّوْنَه'

بِهَا فِی الدُّنیَا حَتّٰی یَنْتَهُوا بِهَا اِلَی السَّمَاءِ الدُّنیَا فَیَستَفْتِحُونَ لَه' فَیُفْتَحُ لَهُمْ فَیُشَیِّعُه' مِنْ کُلِّ سَمَاءٍ مُقَرَّبُوهَا اِلَی السَّمَاءِ الَّتِیْ تَلِیْهَا حَتّٰی یُنْتَهٰی بِهٖ اِلَی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَیَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُکْتُبُوا کِتَابَ عَبْدِیْ فِیْ عِلِّیِّیْنَ وَاَعِیْدُوْهُ اِلَی الْاَرْضِ فَاِنِّیْ مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِیْهَا اُعِیْدُهُمْ وَمِنْهَا اُخْرِجُهُمْ تَارَةً اُخْرٰی قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُه' فِیْ جَسَدِهٖ فَیَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ لَه' مَنْ رَّبُّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ فَیَقُوْلَانِ لَه' مَا دِیْنُکَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ لَه' مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلَانِ لَه' وَمَا عِلْمُکَ فَیَقُوْلُ قَرَاْتُ کِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَه' بَابًا اِلَی الْجَنَّةِ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِیْبِهَا فَیُفْسَحُ لَه' فِیْ قَبْرِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ قَالَ وَ یَاْتِیْهِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْهِ وَحَسَنُ الثِّیَابِ طَیِّبُ الرِّیْحِ فَیَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِیْ یَسُرُّکَ هٰذَا یَوْمُکَ الَّذِیْ کُنْتَ تُوْعَدُ فَیَقُوْلُ لَه' مَنْ اَنْتَ فَوَجْهُکَ الْوَجْهُ یَجِیْءُ بِالْخَیْرِ فَیَقُوْلُ اَنَا عَمَلُکَ الصَّالِحُ فَیَقُوْلُ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَةَ حَتّٰی اَرْجِعَ اِلٰی اَهْلِیْ وَمَالِیْ ــــــــ (احمد)

ترجمہ: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ انصار کے ایک صاحب کے جنازہ میں نکلے اور قبرستان پہنچے۔ ابھی تک میت کو دفن نہیں کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک جگہ بیٹھے ہم بھی آپ کے گرد بیٹھے گویا ہمارے سروں پر پرندے

ہیں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں اس وقت ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ مانگو، دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بندۂ مومن جب دنیا سے منقطع ہونے اور آخرت کی طرف جانے کو ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے اترتے ہیں جن کے چہرے آفتاب کے طرح ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ جنت کے کفن اور جنت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس کے قریب اس کی حدِ نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموتؑ اس کے سرہانے بیٹھ کر کہتے ہیں کہ اے پاکیزہ جان نکل اور اپنے رب کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف چل۔ پس وہ جان جس طرح پانی کا قطرہ مشک سے بہہ کر نکل آتا ہے اس طرح باہر آتی ہے اور ملک الموت اس کو اپنے قبضہ میں لیتے ہیں تو دوسرے فرشتے اس کو ایک پل بھر بھی نہیں چھوڑتے ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں اور اس کو جنت کے کفن اور اس کی خوشبو میں رکھتے ہیں۔ اس سے ایسی خوشبو نکلتی ہے جو زمین میں پائے جانے والے تمام خوشبوؤں سے اعلیٰ ہوتی ہے۔ پس فرشتے اس روح کو لے کر اوپر چلتے ہیں۔ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ تو لے جانے والے فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے۔ اس کے بہترین ناموں سے جس کے ذریعہ وہ دنیا میں پہچانا جاتا تھا۔ فرشتے اس روح کو لے کر آسمانِ دنیا تک پہنچتے ہیں اور اس کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اس آسمان کے مقرب فرشتے

اس کے ساتھ آگے آسمان تک مشایعت کرتے ہیں یہاں تک کہ اس روح کو ساتویں آسمان پر پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میرے بندے کے نامۂ اعمال کو علیین میں داخل کرو اور اس کی روح کو سوال جواب کے لئے قبر کی طرف لوٹاؤ۔ بے شک میں نے ان کو زمین سے پیدا کیا ہے اور پھر اسی میں ان کو پہنچا دیتا ہوں اور اسی سے ان کو دوبارہ نکالوں گا۔ اس روح کو بدن میں پہنچا دیا جاتا ہے اس کے بعد اس کے پاس قبر میں دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں جو اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر پوچھتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے تھے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھتے ہیں کہ تو نے ان کا رسول ہونا کیسے جانا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اس کے لئے جنت کے بستر بچھاؤ، اس کو جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو۔ جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں اس کو آتی ہیں اور پھر اس کی قبر کو اس کی حدِ نظر تک وسیع کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک خوبصورت شخص عمدہ لباس پہنے ہوئے خوشبوؤں میں بسا ہوا اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ تجھے خوشخبری ہو جو تجھے خوش کرنے والی ہے تجھ سے جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ پوچھتا ہے کہ تو حسن و جمال میں کامل شخص کون ہے جو بھلائیاں لے کر آیا ہے اور

خوشخبری دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں یہ سن کر وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب قیامت جلدی قائم کرائے میرے رب قیامت جلدی قائم کرتا کہ میں اپنے اہل وعیال اور مال تک پہنچ جاؤں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب کافر بندہ دنیا سے منقطع ہونے اور آخرت کی طرف جانے کو ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے کالے کلوٹے منہ والے فرشتے اترتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتا ہے اور وہ اس کے منتہائے نظر کے فاصلے تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموتؑ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خبیث روح خبیث بدن سے نکل اور اللہ کے غضب اور عذاب کی طرف چل یہ سن کر وہ روح اپنے بدن میں ادھر ادھر بھاگتی ہے۔ ملک الموتؑ اس کو زور سے اس طرح کھینچتے ہیں جیسے سیخ کو گیلے اون میں سے کھینچا جاتا ہے۔ جب ملک الموتؑ اس کو اپنے قبضہ میں لیتے ہیں تو دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی دیر میں اس کو لے کر ٹاٹ میں لپیٹتے ہیں اور اس روح سے ایسی بدبو نکلتی ہے جو زمین پر پائے جانے والی مردار کی سڑانڈ سے زیادہ بری ہوتی ہے۔ فرشتے اس کو لے کر آسمان پر چڑھتے ہیں۔ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں کہ یہ کون ناپاک روح ہے؟ تو لے جانے والے فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے جس برے القاب کے ساتھ اس کو پہچانا جاتا تھا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کو آسمانِ دنیا تک پہنچایا جاتا ہے اور اس کے لئے آسمانی دروازہ کھلوایا جاتا ہے مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ اللہ کے رسول ﷺ

نے بطورِ سند کے سورۂ اعراف کی یہ آیت پڑھی: لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ٥ (ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ اس وقت تک جنت میں داخل ہونے پائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو اور ہم مجرموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں)۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے اعمال کو سجین میں رکھو اور اس کی روح کو وہیں سے نیچے پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر رسول ﷺ نے بطورِ سند کے سورۂ حج کی یہ آیت پڑھی: وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو اس کی حالت ایسی ہوگی جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پرندے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا ہوا اس کو کسی دور مکان میں لے جاکر پٹک دے)۔ اس کے بعد کافر کی روح اس کے بدن میں لائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر سوال کرتے ہیں کہ یہ صاحب جو تم میں بھیجے گئے تھے وہ کون ہیں؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ یہ بندہ جھوٹ کہتا ہے اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور اس کے لئے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کی شدت

اوراس کی گرم ہوااس کو پہنچتی ہے اوراس کی قبراس طرح تنگ کردی جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر نکل آتی ہیں۔ پھرایک بدشکل میلے کچلے کپڑے پہنے ہوئے بدبو میں بسا ہوا شخص اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ تجھ کو اس چیز کی اطلاع دی جاتی ہے جو تجھ کو ناخوش کرنے والی ہے یہی وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ کافر پوچھتا ہے کہ تو کون ہے جو نہایت برے چہرے والا اور برائی لے کر آیا ہے؟ تو وہ شخص جواب دیتا ہے کہ میں تیرا برا عمل ہوں یہ سن کر وہ کافر یہ کہتا ہے کہ اے میرے رب قیامت کبھی قائم نہ کیجئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آخرت کی زندگی پر پورا یقین رکھتے ہوئے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۹) تذکیر بالموت (د) [موت ایمان والے کے لئے تحفہ ہے]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَنَسْتَغْفِرُه‘ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ وَمَنْ يُّضْلِلْه‘ فَلَا هَادِىَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه‘ لَا شَرِيْكَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً o فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ o وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ o (الفجر۔۳۰-۲۷)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اے اطمینان اور سکون والے نفس تو اپنے رب کی طرف لوٹ جا کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ (یہ بات فرشتوں کے ذریعہ سے کہلوائی گئی پھر براہِ راست اللہ تعالیٰ نفسِ مطمئنہ سے خطاب کر کے کہتے ہیں) تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ o (الدخان۔۲۹)

ترجمہ: پھر ان لوگوں (قومِ فرعون) پر نہ تو آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ان کو مہلت دی گئی۔

۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ اِنْسَانٍ اِلَّا لَه' بَابَانِ فِی السَّمَآءِ بَابٌ یَصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُه' وَبَابٌ یَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُه' فَاِذَا مَاتَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ بَکِیَا عَلَیْهِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ جس سے اس کے اعمال چڑھتے ہیں اور ایک دروازہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے پس جب بندۂ مومن مرجاتا ہے تو دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔

۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ الْاَرْضَ لَتَبْکِیْ عَلَی الْمُؤْمِنِ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا (ابن ابی الدنیا والحاکم)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ زمین ایمان والے کی موت پر چالیس دن تک روتی ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موت و حیات میں کس کو ترجیح ہے؟ زندگی میں اگر گناہ سے توبہ کرنے کی توفیق ہوتی ہے اور نیکیاں بڑھتی ہیں اور آدمی فتنوں سے محفوظ اور تقدیرِ الٰہی پر راضی رہتا ہے تو زندگی بہتر ہے۔ چونکہ دنیا کی زندگی عارضی ہے، فتنوں کا گھر ہے، زندہ آدمی فتنہ سے خالی نہیں ہے اور موت ہی اللہ سے ملاقات

کا ذریعہ ہے تب تو موت کو ترجیح ہوگی۔ذیل کی احادیث اسی بات کی تشریح کرتی ہیں:

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّه اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَّاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّه اَنْ يَسْتَعْتِبَ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی تم میں سے مرنے کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیکوکار ہے تو شاید اور زیادہ نیکیاں کرے اور اگر وہ بدکار ہے تو (توبہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے ذریعہ) اللہ کو راضی کرے۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَه فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِىْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّىْ وَتَوَفَّنِىْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّىْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بدنی یا مالی ضرر و تکلیف پہنچنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ موت کی تمنا کرنا ہی ہے تو یوں دعا کرے اے اللہ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو اس وقت مجھے موت دے دے۔

امام نوویؒ نے فتویٰ دیا کہ دینی فتنوں میں مبتلاء ہونے کا خوف ہو تو موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور امام شافعیؒ وغیرہ

سے دینی فتنہ میں مبتلاء ہونے کے خوف کی صورت میں موت کی آرزو کرنا نقل کیا گیا ہے۔اس طرح اس موت کی آرزو کرنا جواللہ کی راہ میں شہادت پانے کی صورت ہووہ بھی مستحب ہے جیسا کہ حضرت عمرؓاور حضرت معاذؓ سے نقل کیا گیا ہے۔حضرت عمرؓ دعا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ (اے اللہ تو مجھے اپنی راہ میں شہادت کی موت نصیب فرما اور مجھے تیرے رسول ﷺ کے شہر پاک میں موت دے)۔

۳) عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَ ہ، وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَ ہ، فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اَوْبَعْضُ اَزْوَاجِہٖ اِنَّا لَنَکْرَہُ الْمَوْتَ قَالَ لَیْسَ ذٰلِكَ وَلٰکِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَہُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰہِ وَکَرَامَتِہٖ فَلَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا اَمَامَہ، فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ وَاَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَ ہ، وَاِنَّ الْکَافِرَ اِذَا حَضَرَہُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰہِ وَعُقُوْبَتِہٖ فَلَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَہَ اِلَیْہِ مِمَّا اَمَامَہ، فَکَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ وَکَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَ ہ،

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جواللہ کی ملاقات کومحبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کومحبوب رکھتا ہے جس شخص کواللہ کی ملاقات ناگوار ہے اللہ تعالیٰ کوبھی اس کی ملاقات ناگوار ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ یا آپ کی ازواجِ مطہرات میں کسی نے عرض کیا کہ بے شک

ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بات ایسی نہیں ہے بلکہ مومن جب مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اس کو بشارت دی جاتی ہے کہ اللہ اس سے راضی ہے اور اس کو عزت و اکرام دینے والا ہے تو اس وقت اس کو کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہے چنانچہ وہ اللہ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔ اور کافر کا حال یہ ہے کہ جب موت اس کے قریب آتی ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی خبر دی جاتی ہے اس وقت اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہے چنانچہ وہ اللہ کی ملاقات کو ناگوار رکھتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰہِ یعنی موت لقاءِ الٰہی سے پہلے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار موت سے پہلے ممکن نہیں بلکہ موت کے بعد ہی ہے۔ جو بندہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے وہ موت کو پسند کرتا ہے کیونکہ اللہ کی ملاقات کا ذریعہ موت ہی ہے۔ ملاقات کا وجود موت سے پہلے متصوّر نہیں ہے۔

۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ موت مومن کے لئے تحفہ ہے۔

۵) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ يَكْرَهُ ابْنُ اٰدَمَ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَّهُ مِنَ الْفِتْنَةِ (احمد)

ترجمہ: حضرت محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی موت کو ناگوار سمجھتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے دین میں خرابی پڑنے سے بہتر ہے۔

۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتَه، فَاِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَتَه، (طبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا مومن کا جیل خانہ اور مقامِ قحط ہے (راحت ونعمت دونوں کم ہیں) پھر جب دنیا کو چھوڑتا ہے تو گویا جیل خانہ اور مقامِ قحط کو چھوڑتا ہے۔

موت چونکہ دنیا کے جیل خانہ اور مقامِ قحط سے چھٹکارا، فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا ذریعہ ہے اس لئے اولیاءاللہ کو موت سے پیار تھا جس کا انہوں نے اپنے اشعار میں اس طرح اظہار کیا ہے:۔

خرم آں روز کہ ازیں منزلِ ویراں بروم　　راحتِ جاں طلبم وز پے جاناں بروم
نذر کردم کہ گر آید بسیر ایں غم روزے　　تا درِ میکدہ شادان وغزل خوان بروم

(کیا مبارک ہے وہ دن جب کہ اس ویرانے سے سفر ہوگا اور دل کو راحت ملے گی اور اپنے محبوب کی طرف جانا ہوگا میں نے یہ نذر کی ہے کہ اگر یہ غم مجھ کو میسر ہو تو میکدے کے دروازے تک میں خوشی سے غزل پڑھتے ہوئے جاؤں گا)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا جب جنازہ لے جایا جارہا تھا تو آپ کا ایک عاشق درجہ ذیل اشعار بڑے دردانگیز طریقہ پر پڑھ رہا تھا تو دیکھا گیا کہ آپ کا ہاتھ کفن سے باہر نکل کر بلند ہو گیا تو لوگوں نے اسے خاموش کرادیا۔

سروسیمینا بصحرا می روی سخت بے مہری کہ بے ما می روی
اےتماشا گاہ عالم روئے تو تو کجا بہر تماشا می روی

اللہ تعالیٰ ہم سب کو موت کے بعد کی زندگی کا یقین اور اس کا شوق اور اس کی تیاری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۰) جنت اور جہنم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّ اَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ o وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَo

(البقرہ۔۸۱،۸۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: کیوں نہیں جس نے گناہ کا ارتکاب کیا اور اس کے گناہ نے اس کو سب طرف سے گھیر لیا تو ایسے لوگ اہلِ جہنم ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور جو لوگ ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کرتے رہے وہ اہلِ جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

قرآنِ کریم نے ایمان اور عملِ صالح کی جزاء، کفر اور تکذیب کی سزا کو

آخرت کی زندگی کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ دنیا کی زندگی امتحان اور عمل کی زندگی ہے جس کا نتیجہ عالمِ آخرت میں ظاہر ہوگا۔ صاحبِ ایمان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس جزاء کا وعدہ کیا ہے وہ جنت ہے اور کفار اور مشرکین کے لئے جس سزا کا وعدہ ہے وہ جہنم ہے۔

لغت میں جنّت کے معنی درختوں سے چھپی ہوئی جگہ یعنی باغ کے ہیں۔ اس کا مادہ جنّ (چھپانا) ہے، اس سے نکلنے والے تمام الفاظ میں یہ مفہوم موجود ہے۔ جَنَّةٌ (باغ)، جُنَّةٌ (ڈھال)، جِنَّةٌ (چھپی ہوئی مخلوق)، مَجْنُوْنٌ (جس عقل کو کسی چیز نے ڈھانپ دیا ہے) وغیرہ۔ شریعت کی اصطلاح میں جنت اس مقام کو کہتے ہیں جو مرنے کے بعد ایمان والوں کا ٹھکانہ ہوگا۔ جنت کو جنت اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ وہاں گھنے باغات ہیں یا اس لئے کہا گیا ہے کیونکہ اسے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے تاکہ ایمان بالغیب کا منشا پورا ہو۔ چونکہ ایمان اور کفر پر جو نتائج نکلنے والے ہیں وہ عالمِ آخرت میں ہیں اس لئے قرآن نے قبولِ ایمان اور کفر کے ارتکاب کا انجام جو جنت یا جہنم کی شکل میں پیش آئے گا کثرت سے بیان کیا ہے۔ قرآنِ کریم میں جنّت، جنّات (جنت کی جمع) اور اصحاب الجنت (جنت میں جانے والے لوگ) کل ۱۳۰ مرتبہ آیا ہے۔ (المعجم المفہرس)

کچھ لوگ جنت اور جہنم کے تذکرے کو محض ایک افسانہ یا ترغیب (نیک اعمال کا شوق دلانا) یا ترہیب (برے اعمال کے نتائج سے ڈرانا) کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

جنت اور دوزخ کو حقیقت نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ حقیقی ایمان سے محروم ہیں۔ عقائد کی مشہور کتاب ''عقائد نسفی'' کی عبارت ہے: ''اَلْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَهُمَا مَخْلُوْقَتَانِ مَوْجُوْدَتَانِ بَاقِيَتَانِ لَا تَفْنِيَانِ وَلَا يَفْنِىْ اَهْلَهُمَا'' (جنت کا وجود حق ہے، جہنم کا وجود حق ہے، دونوں پیدا کی جا چکی ہیں، دونوں موجود ہیں، دونوں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں اور کبھی ان پر فنا نہیں آئے گی اور جو ان میں داخل ہوں گے وہ بھی فنا نہیں ہوں گے)۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَابْنُ اَمَتِهٖ وَ كَلِمَتِهٖ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ بے شک محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰؑ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں اس کی بندی کے بیٹے ہیں اور ایک کلمہ سے جو اس نے مریمؑ کی طرف ڈالا تھا پیدا ہوئے ہیں اور اس کی روح ہیں۔ جنت اور جہنم دونوں حق ہیں۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے چاہے اس کے اعمال کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

جنت اور جہنم پر یقین رکھے بغیر ہمارا ایمان ہی صحیح نہیں ہوتا۔ شک وتردد، استہزاء اور تحقیر تو ایمان کی ضد ہے۔ جنت صرف ایک باغ اور جہنم صرف ایک آگ کا گڑھا نہیں بلکہ جنت تمام خیروخوبیوں اور نعمتوں اور بھلائیوں کی جگہ ہے اور جہنم تمام تکالیف، برائیوں اور خرابیوں کی جگہ ہے۔

جنت تمام انواع واقسام کی نعمتوں کا مقام ہے:

عَنْ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَطَبَ یَوْمًا فَقَالَ فِیْ خُطْبَتِہٖ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا عَرَضٌ حَاضِرٌ یَّاکُلُ مِنْہُ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ اَلَا وَاِنَّ الْاٰخِرَۃَ اَجَلٌ صَادِقٌ وَیَقْضِیْ فِیْھَا مَلِکٌ قَادِرٌ اَلَا وَاِنَّ الْخَیْرَ کُلَّہٗ بِحَذَا فِیْرِہٖ فِی الْجَنَّۃِ اَلَا وَاِنَّ الشَّرَّ کُلَّہٗ بِحَذَا فِیْرِہٖ فِی النَّارِ اَلَا فَاعْمَلُوْا وَاَنْتُمْ مِنَ اللّٰہِ عَلٰی حَذَرٍ وَاعْلَمُوْا اَنَّکُمْ مُعْرِضُوْنَ عَلٰی اَعْمَالِکُمْ مَنْ یَّعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (شافعی)

ترجمہ: حضرت عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ خبردار ہو دنیا ایک ناپائیدار متاع ہے اس میں نیک بھی کھاتا ہے اور بد بھی۔ خبردار ہو آخرت ایک واقعی مدت ہے جو حق اور ثابت ہونے والی ہے اور اس میں پوری قدرت رکھنے والا بادشاہ (اللہ تعالیٰ) فیصلہ فرمائے گا۔ خوب سن لو تمام بھلائیاں اور نعمتیں اپنے انواع اور اقسام کے ساتھ جنت میں ہیں۔ خوب سن لو تمام تکالیف اور برائیاں اپنے انواع اور اقسام کے ساتھ جہنم میں ہیں۔ خبردار ہو اللہ

کے حساب وکتاب کا ڈر رکھتے ہوئے عمل کرو۔ خوب جان لو کہ تمہیں اپنے اعمال کے ساتھ اس کے سامنے پیش ہونا ہے جو شخص ذرا برابر بھی نیکی کرے گا اس کی جزاء پائے گا اور جو شخص ذرا برابر بھی برائی کرے گا اس کی سزا پائے گا۔

اہلِ جنت کی تمام خواہشات اور مطالبات پورے کئے جائیں گے:

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ o نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ o

(حم سجدہ۔۳۱،۳۲)

ترجمہ: اور جنت میں تمہارے لئے ہر وہ چیز موجود ہوگی جس کی تمہارا دل خواہش کرے گا اور جو بھی تم وہاں طلب کرو گے تم کو ملے گا یہ سب اس بخشنے والے مہربان پروردگار کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہوگا۔

جنت اور جہنم پیدا کی جا چکی ہیں اور موجود ہیں:

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قَالَ لِجِبْرَئِيلَ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَذَهَبَ فَنظَرَ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا اَعَدَ اللّٰهُ لِاَهْلِهَا فِيْهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَىْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا ثُمَّ حَفَّهَا بِالْمَكَارِهِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرَئِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ اَىْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَا يَدْخُلُهَا اَحَدٌ۔ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ النَّارَ قَالَ يَا جِبْرَئِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَىْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلُهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهْوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرَئِيلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا

قَالَ فَذَهَبَ فَنظَرَ اِلَيهَا فقَالَ اَىْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ اَنْ لَا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا کیا تو جبرئیلؑ سے کہا کہ جاؤ اور جنت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو۔ وہ گئے اور جنت کو اور ان تمام چیزوں کو جو اللہ نے جنت میں پیدا کی ہیں دیکھا۔ پھر آ کر عرض کیا کہ اے پروردگار تیری عزت کی قسم جو بھی اس کے بارے میں سنے گا اس میں داخلے کی ضرور خواہش اور کوشش کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کے اطراف ان چیزوں کی باڑھ لگادی جو نفس کو ناگوار ہیں۔ پھر جبرئیلؑ سے فرمایا کہ اب ذرا جا کے جنت کو دیکھو۔ وہ گئے اور اس کو دیکھا اور آ کر عرض کیا کہ اے پرودگار تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ شاید اس میں کوئی بھی داخل نہ ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا تو جبرئیلؑ سے فرمایا کہ جاؤ اور جہنم کو دیکھ کر آؤ۔ وہ گئے اور دیکھ کر واپس آئے اور عرض کیا کہ اے پروردگار تیری عزت کی قسم نہیں سنے گا کوئی بندہ مگر یہ کہ اس میں داخل ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جہنم کے اطراف خواہشات اور لذات کی باڑھ لگادی اور جبرئیلؑ سے فرمایا کہ جاؤ اب ذرا جہنم کو دیکھ کر آؤ۔ وہ گئے اور دیکھ کر واپس آئے اور عرض کیا کہ باری تعالیٰ آپ کی عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اس میں داخل ہونے سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا (سب داخل ہو جائیں گے)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو انسانوں کا خالق، مالک، رب، رحمٰن ورحیم ہے۔

تمام انسانوں کو جنت کا راستہ دکھانے کے لئے انبیائے کرامؑ کومبعوث کیا اوران پر کتابیں نازل فرمائیں تاکہ اس کے تمام بندے جنت کے راستے پر چل کر ہمیشہ کی کامیابی سے ہم کنار ہوں۔شیطان، نفس، دنیا کی مرغوبات اورشہوات انسان کے لئے جنت کے راستے میں رکاوٹ بنتے رہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَسَارِعُوْآ اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ٥ (آل عمران۔۱۳۳)

ترجمہ: اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف تیزی سے دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اورزمین کی سی ہے جومتقی لوگوں کے لئے تیار کی جاچکی ہے۔

سَابِقُوْآ اِلٰی مَغْفِرَةً مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ٥ (الحدید۔۲۱)

ترجمہ: تم اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف بڑھے چلو جس کی چوڑائی آسمان اورزمین کی سی ہے جوان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جواللہ اوراس کے رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا فرماتا ہے اوراللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْآ اِلٰی دَارِالسَّلٰمِ وَيَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ٥ (یونس۔۲۵)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ دار السلام (جنت) کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صحیح راہ کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے احادیث میں جنت کا تذکرہ اس طرح فرمایا ہے:

۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَآ اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں (اس کی ماہیت) کا خیال آیا۔ اگر تم چاہو تو تصدیق کے لئے یہ آیت پڑھ لو: ایمان والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان جو خزانۂ غیب میں ہے اس کی کسی شخص کو خبر نہیں۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ غَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَۃً مِّنَ النِّسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِطَّلَعَتْ اِلَی الْاَرْضِ لَاَ ضَآءَ تْ مَا بَیْنَھُمَا وَ لَمَلَاَتْ مَا بَیْنَھُمَا رِیْحًا وَلَنَصِیْفُھَا عَلٰی رَاسِھَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْھَا (بخاری)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک صبح یا ایک شام اللہ کی راہ میں نکلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ جنت

کی کوئی حور اگر زمین کی طرف جھانکے تو مشرق اور مغرب کو روشن کر دے اور مشرق اور مغرب کو اپنی خوشبو سے بھر دے اور اس کے سر کی اوڑھنی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑے کے برابر کی جگہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

سفر میں آدمی جب کسی جگہ اترتا تو اپنا کوڑا ڈال دیتا تاکہ وہ جگہ اس کے ٹھہرنے کے لئے مخصوص ہو جائے۔ جنت کی اتنی تھوڑی سی جگہ بھی دنیا اور یہاں کی تمام چیزوں سے بہتر ہے کیونکہ دنیا کی نعمتیں فنا ہونے والی ہیں اور آخرت کی نعمتیں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو ایمان اور عملِ صالح کی توفیق دے اور اپنے فضل و کرم سے ہی ہم کو جنت میں داخل کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۱) جہنم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَنَسْتَغْفِرُه‘ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ وَمَنْ يُّضْلِلْه‘ فَلَا هَادِیَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه‘ لَا شَرِيْكَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَo (البقرہ۔۳۹)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اور جو لوگ ہماری آیتوں کا انکار کریں گے اور ان کو جھٹلائیں گے یہ لوگ اہلِ جہنم ہیں اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

گذشتہ جمعہ کے بیان میں یہ بات آپ کے سامنے آ چکی ہے کہ جنت اور جہنم ہمارے عقائد کا ایک اہم حصہ ہیں۔ اس میں شک اور تردد آدمی کو کفر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایمان پر جو جزاء اور کفر پر جو سزا ملنے والی ہے وہ عالمِ آخرت میں ہوگی۔ ایمان کی جزاء جنت اور کفر کی سزا جہنم ہے۔ قرآنِ حکیم نے جہاں ایمان اور

اس کے تقاضے اوران اعمال پر دی جانے والی جزا کا ذکر جنت کی شکل میں کیا ہے اسی کے پہلو بہ پہلو کفر اور تکذیب کا انجام جو جہنم کی شکل میں عالمِ آخرت میں پیش آنے والا ہے اس کا بھی ذکر کیا ہے تا کہ انسان موازنہ اور مقابلہ کر کے یہ فیصلہ کرے کہ آیا اسے جنت کا راستہ اختیار کرنا ہے یا جہنم کا۔

۱) فَاَمَّا مَنۡ طَغٰیO وَاٰثَرَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَاO فَاِنَّ الۡجَحِیۡمَ هِیَ الۡمَاۡوٰیO وَاَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَی النَّفۡسَ عَنِ الۡهَوٰیO فَاِنَّ الۡجَنَّةَ هِیَ الۡمَاۡوٰیO

(النّٰزعٰت ۔۴۱-۳۷)

ترجمہ: پس جو شخص (بندگی کی) حد سے بڑھا ہوگا اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی ہوگی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور جو شخص اپنے رب کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو ناجائز خواہشات سے روکا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہوگا۔

۲) اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ وَالۡمُشۡرِکِیۡنَ فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا اُولٰٓئِکَ هُمۡ شَرُّ الۡبَرِیَّةِO اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ هُمۡ خَیۡرُ الۡبَرِیَّةِO جَزَآءُ هُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّهٗO

(البینہ۔۸-۶)

ترجمہ: بے شک اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کفر پر قائم رہے وہ جہنم کی آگ میں داخل ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ لوگ تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے یہ لوگ ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان کی جزاء ان کے رب کے پاس عدن کی جنتیں ہوں گی جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جس میں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ یہ صلہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا رہا۔

۳) فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُه' o فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ o وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُه' o فَاُمُّه' هَاوِيَةٌ o وَمَآ اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ o نَارٌ حَامِيَةٌ o (القارعہ۔۱۱-۶)

ترجمہ: پھر جس شخص کے (نیک اعمال) کا پلڑا بھاری ہوگا تو وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا اور جس شخص کا پلڑا ہلکا ہوگا تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا اور آپ کو کیا معلوم کہ ہاویہ کیا چیز ہے؟ وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔

قرآنِ حکیم میں جہنم کے لئے تین الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ۱) جہنم، ۲) جحیم اور ۳) نار۔ قرآن میں جہنم اور اہلِ جہنم 76 مرتبہ، جحیم اور اہلِ جحیم 29 مرتبہ اور نار اور اہلِ نار 110 مرتبہ، اس طرح کل 215 مرتبہ جہنم اور اہلِ جہنم کا ذکر آیا ہے۔ (المعجم المفہرس)

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ارشادات میں جہنم کا تفصیل سے تذکرہ کر کے انسانوں کو اس سے ڈرایا ہے اس لئے آپ کے صفاتی ناموں میں سب سے نمایاں نام ''نذیر'' ہے۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَارُکُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِیْنَ جُزْءً مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ کَانَتْ لَکَافِیَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَیْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّیْنَ جُزْءً کُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری دنیا کی آگ جہنم کی آگ (کی شدت اور تیزی) کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ دنیا کی آگ ہی جلانے کے لئے کافی تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ کو اُنہتر (69) گنا بڑھا دیا گیا ہے اور ہر ایک حصہ کی شدت تمہاری دنیا کی آگ کے برابر ہے۔

۲) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَّنْ لَه، نَعْلَانِ وَ شِرَاکَانِ مِنْ نَّارٍ یَغْلِیْ مِنْهُمَا دِمَاغَه، کَمَا یَغْلِی الْمِرْجَلُ مَا یُرٰی اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَّاِنَّه، لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہلِ جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا جسے دو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس پر آگ کے دو تسمے ہوں گے جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہانڈی کی طرح کھولنے لگے گا وہ شخص یہ خیال کرے گا کہ وہ سب سے سخت عذاب میں مبتلا ہے حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا۔

۳) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

لَوۡ اَنَّ لَكَ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ شَیۡءٍ اَکُنۡتَ تَفۡتَدِیَ بِهٖ فَیَقُوۡلُ نَعَمۡ فَیَقُوۡلُ اَرَدۡتُّ مِنۡكَ اَهۡوَنَ مِنۡ هٰذَا وَاَنۡتَ فِیۡ صُلۡبِ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تُشۡرِكَ بِیۡ شَیۡءً فَاَبَیۡتَ اِلَّا اَنۡ تُشۡرِكَ بِیۡ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جہنمیوں میں جو سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا اس سے فرمائیں گے کہ کیا تیرے پاس زمین کی ساری چیزیں ہوں تو فدیہ میں دے کر جہنم کے عذاب سے چھٹکارا پانا چاہے گا؟ وہ کہے گا کہ ہاں تو اللہ تبارک وتعالیٰ کہیں گے کہ میں نے تجھ سے اس سے آسان چیز طلب کی تھی جب کہ تو آدمؑ کی پشت میں تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے مگر تو انکار کیا اور شرک پر جمارہا (کہ تیری موت شرک پر آئی)۔

کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے:

۱) اِنَّهٗ مَنۡ یُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۝ (المائدہ۔۷۲)

ترجمہ: بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کو حرام قرار دیا ہے اور اس کا ہمیشہ کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

۲) فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ

اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ o (البقرہ۔۲۴)

ترجمہ: (قرآن کے جیسی سورۃ بنا کر پیش کرنا) اگر تم نے ایسا نہ کیا اور ہرگز تم ایسا نہ کرسکو گے تو پھر ڈرتے رہو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

جہنم سے نجات پانے کے لئے ایسا ایمان رکھنا ضروری ہے جو کفر، شرک اور نفاق سے پاک ہو:

۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُه' عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّكِلُوْا فَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے معاذؓ سے فرمایا جو آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے اے معاذ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں آپ ارشاد فرمایئے۔ پھر فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں آپ ارشاد فرمایئے۔ پھر فرمایا اے معاذ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں آپ ارشاد فرمایئے۔ تین مرتبہ اس طرح سے آپ ﷺ

نے فرمایا۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جوشخص بھی سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں تو اللہ نے اس پر جہنم کوحرام قرار دیا ہے۔معاذؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں لوگوں کواس بات سے آگاہ نہ کروں کہ وہ اس سے خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تب تو لوگ اسی پر تکیہ کر کے بیٹھ جائیں گے (اعمال کرنا چھوڑ دیں گے)۔ حضرت معاذؓ نے اپنی موت کے وقت علم کو چھپانے کے گناہ سے بچنے کے لئے اس حدیث کو بیان کیا۔

۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ دو چیزیں دو چیزوں (جنت اور جہنم) کو واجب کرتی ہیں۔ایک شخص نے پوچھا کہ وہ دو چیزیں کیا ہیں جو جنت یا جہنم کو واجب کرنے والی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شرک کرتے ہوئے مرجاتا ہے وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا اور جو شرک نہ کرتے ہوئے مرے گا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ

قَطَرَتْ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا لَاَفْسَدَتْ عَلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ مَعَائِشَھُمْ فَکَیْفَ بِمَنْ یَّکُوْنُ طَعَامَہ‘ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ آیت: ''اِتَّـقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ'' (اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اسلام کی حالت میں) تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ زقوم (تھوہر) کا ایک قطرہ اگر دنیا کے گھر میں ٹپکا دیا جائے تو دنیا والوں کے اسبابِ زندگی کو تہس نہس کردے تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی زقوم ہوگی؟

۴) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ قَوْلِہٖ یُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ یَّتَجَرَّعُہ‘ قَالَ یُقَرَّبُ اِلٰی فِیْہِ فَیَکْرَھُہ‘ فَاِذَا اُدْنِیَ مِنْہُ شَوٰی وَجْھَہ‘ وَوَقَعَتْ فَرْوَۃُ رَاْسِہٖ فَاِذَا شَرِبَہ‘ قَطَّعَ اَمْعَاءَ ہ‘ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ دُبُرِہٖ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَسُقُوْا مَاءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاءَ ھُمْ وَیَقُوْلُ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَاءٍ کَالْمُھْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ بِئْسَ الشَّرَابُ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ''یُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ o یَّتَجَرَّعُہ‘ (ابراہیم۔۱۶)''(اس کو ایسا پانی پلایا جائے گا جو کچ لہو [خون اور پیپ ملا ہوا پانی] ہوگا جسے وہ مشکل سے گھونٹ گھونٹ کر پیئے گا)۔ جب وہ اس کے منہ کے قریب لایا جائے گا تو ناک بھوں چڑھائے گا۔ پھر

جب وہ منہ میں ڈالا جائے تو اس کے منہ کے گوشت کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی کھال گر پڑے گی۔ جب اس کو پیئے گا تو آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا پھر وہ پائخانہ کے راستے سے باہر نکل کر آئے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَسُقُوْا مَاءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَاءَ هُمْ (محمد۔۱۵)'' (انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا) اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ (الکہف۔۲۹)'' (اگر وہ فریاد کریں تو ان کی فریاد ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کے مثل ہوگا جو چہروں کو بھون ڈالے گا کیا ہی بری پینے کی چیز ہے!)۔

شقی (بدنصیب) کون ہے؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِیٌّ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنِ الشَّقِیُّ قَالَ مَنْ لَّمْ یَعْمَلْ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ وَلَمْ یَتْرُكْ لَهٗ بِمَعْصِیَةٍ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہنم میں صرف بدبخت ہی داخل ہوگا پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بدبخت کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی رضا کے لئے اطاعت نہ کرے اور اللہ کے ڈر سے گناہوں کو نہ چھوڑے۔

۱) اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًاO (النساء۔۱۴۵)

ترجمہ: بے شک منافقین (اعتقادی نفاق رکھنے والے) جہنم کے سب سے نچلے طبقہ

میں ہوں گے اور آپ ان کے لئے کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

۲) اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ۝ (الانعام۔۸۲)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ شرک کو نہیں ملایا تو ایسے ہی لوگ (جہنم کی آگ سے) پر امن ہیں اور ایسے ہی لوگ صحیح راہ یافتہ ہیں۔

۳) وَمَا یُؤۡمِنُ اَكۡثَرُهُمۡ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمۡ مُّشۡرِكُوۡنَ ۝ (یوسف۔۱۰۶)

ترجمہ: اور اکثر لوگ اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہیں تو اس طرح کہ ساتھ شرک بھی کرتے رہتے ہیں۔

کفر تو ایمان کی ضد ہے۔ ایمان اور کفر کا اجتماع، اجتماعِ ضدین ممکن نہیں ہے۔ جو شخص دل میں کفر رکھ کر بظاہر اپنے ایمان کا اظہار کرتا ہے وہ منافق کہلاتا ہے ایسا شخص کھلے کافر سے بھی خطرناک ہوتا ہے اس لئے اس کی سزا بھی سب سے سخت یعنی جہنم کا سب نچلا اور خطرناک طبقہ مقرر کیا گیا ہے۔ ایمان وہی معتبر ہے جس میں شرک کی آمیزش نہ ہو۔ شاید ہی کوئی شخص ہو جو اللہ پر ایمان رکھنے والا نہ ہو، مگر وہی ایمان معتبر ہے جو شرک کی آمیزش سے پاک ہے۔ کافر، اعتقادی منافق اور شرک کرنے والے لوگ، یہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ان کو جہنم سے نہیں نکالا جائے گا۔ اہلِ ایمان اگر اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم میں گئے ہوں تو اس کی سزا بھگتنے کے بعد نکال دئے جائیں گے۔ سب سے بڑی اور حقیقی کامیابی یہ ہے کہ آدمی جہنم سے بچالیا

جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے۔

۴) كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِo

(آل عمران۔۱۸۵)

ترجمہ: ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور قیامت کے دن تمہیں تمہارے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا پھر جو شخص جہنم سے دور رکھا گیا (بچا لیا گیا) اور جنت میں داخل کردیا گیا تو بلاشبہ وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ دھوکہ کا سامان ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں کفر، شرک اور نفاق سے بچ کر ایمان اور اسلام کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی زندگی میں جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۲) محرم الحرام (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه، وَنَسْتَعِيْنُه، وَنَسْتَغْفِرُه، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه، وَمَنْ يُّضْلِلْه، فَلَا هَادِىَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَا شَرِيْكَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه، وَرَسُوْلُه، اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ○

(التوبہ۔۳۶)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: بے شک جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے مقرر ہیں۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہی سیدھا اور مضبوط دین ہے۔ ان مہینوں میں گناہ کا ارتکاب کر کے اپنی جانوں پر ظلم مت کرو اور تم سب مل کر مشرکوں سے لڑو جس طرح وہ سب

مل کرتم سے لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس دن زمین آسمان کو پیدا کیا اس دن سے کتابِ الٰہی (لوحِ محفوظ) میں یعنی اللہ کے قانون میں سال کے مہینوں کی گنتی بارہ (۱۲) ہے جس میں چار مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم جو متواتر ہیں اور رجب جو شعبان اور جمادی الثانی کے درمیان ہے، حرمت والے مہینے ہیں۔ ان مہینوں میں نیک اعمال کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے اور گناہوں کا وبال بھی بڑھا دیا جاتا ہے، اس لئے فرمایا گیا کہ ان مہینوں میں گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ مشرکینِ عرب مہینوں کا احترام تو کرتے تھے لیکن جنگ لڑنے کے لئے مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے تھے جس کو ''نسیء'' کہتے تھے۔

محرم ہجری سال کا پہلا مہینہ ہے۔ محرم کا چاند نظر آتے ہی ہم ساری برائیاں شرک، بدعات، خرافات اور کھیل تماشے کرنے لگ جاتے ہیں! پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ تعزیوں کے ساتھ جو الاؤ منسوب ہیں اس میں کدال ڈالی جاتی ہے! اور پھر مشرکینِ عرب کی طرح کھل کر بت پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں! سورۂ نوح میں اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کی فریاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا o وَقَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا o (نوح۔۲۳،۲۴)

ترجمہ: (قومِ نوح کے سرداروں نے قوم سے کہا) کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ

چھوڑنا نہ ودکو، نہ سواع کو، نہ یغوث کو، نہ یعوق کواور نہ نسر کوچھوڑنا اور واقعہ یہ ہے کہ ان (سرداروں) لوگوں نے بہت سوں کوگمراہ کردیا اورتوان ظالموں کی گمراہی کواور زیادہ کردے۔

امام بخاریؒ نے باب التفسیر میں حضرت ابنِ عباسؓ سے یہ روایت نقل کی ہے:

عَنِ ابُنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَارَتِ الْاَوُثَانُ الَّتِیُ کَانَتُ فِیُ قَوُمِ نُوُحٍ فِی الُعَرَبِ بَعُدَ : اَمَّا وَدٌّ فَکَانَتُ لِکَلُبٍ بِدُوُمَۃِ الُجَنُدَلَ ، وَاَمَّا سُوَاعٌ فَکَانَتُ لِهُذَیُلَ ، وَاَمَّا یَغُوُثُ فَکَانَتُ لِمُرَادَ ثُمَّ لِبَنِیُ غُطَیُفٍ بِالُجُرُفِ عِنُدَ سَبَا ، وَاَمَّا یَعُوُقُ فَکَانَتُ لِهَمَدَانَ، وَاَمَّا نَسُرٌ فَکَانَتُ لِحَمِیُرَ لِاٰلِ ذِیُ کِلَاعَ وَهِیَ اَسُمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِیُنَ مِنُ قَوُمِ نُوُحٍ عَلَیُهِ السَّلَامُ فَلَمَّا هَلَکُوُا اَوُحَی الشَّیُطَانُ اِلٰی قَوُمِهِمُ اَنُ اَنُصِبُوُا اِلٰی مَجَالِسِهِمُ الَّتِیُ کَانُوُا یَجُلِسُوُنَ فِیُهَا اَنُصَابًا وَسَمُّوُهَا بِاَسُمَائِهِمُ فَفَعَلُوُا فَلَمُ تُعُبَدُ حَتّٰی اِذَا هَلَکَ اُولٰٓئِکَ وَنَسَخَ الُعِلُمُ عُبِدَتُ

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ قومِ نوح کے اندر جو بت پوجے جاتے تھے انہیں کوعرب کے لوگوں نے بعد میں اپنا معبود بنالیا۔قبیلہ کلب جو دومۃ الجندل میں تھا ''ودّ'' کو پوجتا تھا،قبیلہ ہزیل ''سواع'' کو پوجتا تھا، ''یغوث'' کوقبیلہ مراد پوجتا تھا پھرقبیلہ غطیف جوسبا کےقریب رہنے والے تھےوہ بھی پوجنے لگےاور قبیلہ ہمدان ''یعوق'' کا پجاری تھا اور حمیر جو آل ذوالکلاع سے تھے ''نسر'' کو پوجتے تھے۔ یہ سب بت دراصل قومِ نوح کے صالح بزرگ اوراولیاءاللہ میں سے تھے۔ان کے انتقال

کے بعد شیطان نے اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں ان کی کوئی یادگار قائم کریں اور ہر بزرگ کے نام سے اسے موسوم کریں پس شیطان کے بہکانے سے انہوں نے ایسا کیا۔ ان بزرگوں کی پرستش نہیں کی گئی یہاں تک کہ اس زمانہ کے لوگ انتقال کر گئے اور علم اٹھ گیا بعد جو لوگ آئے انہوں نے باقاعدہ ان کی پرستش شروع کر دی۔

شیطان نے پہلے ان لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ عبادت کا شوق پیدا کرنے کے لئے ان بزرگوں کی تصویریں بنا کر عبادت گاہوں میں رکھی جائیں۔ ان کو دیکھ کر دل میں عبادت کا جذبہ اور ذوق پیدا ہوگا پھر اس زمانہ کے لوگ گزر گئے تو شیطان نے نئی نسل کے دل میں یہ بات ڈالی کہ تمہارے آبا واجداد تو انہیں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ تم ان کے نام کے مجسمے بناؤ اور ان کی عبادت کرو۔

ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ کس طرح شیطان نے ہمارے بھائیوں کو گمراہ کر دیا ہے کہ وہ شہیدانِ کربلا کے نام سے تعزیئے، پنجے، شدّے، تابوت بنا کر وہی کام کر رہے ہیں جو کفار و مشرکین اپنے دیوی دیوتاؤں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ایک غیر جانب دار انصاف پسند شخص جب جائزہ لے گا تو اسے گنیش کی مورتی بٹھانے والوں میں اور امامِ حسینؓ کے تعزیئے بٹھانے والوں میں کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ ہمارے لوگ بھی ایک مخصوص دن شان و شوکت ڈھول باجوں کے ساتھ لا کر ان کو بٹھاتے ہیں۔ مخصوص دن ان کو سنوار کر سواری نکال کر شہروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ پھر ایک دن

اپنے ہی ہاتھوں سے ان کو ٹھنڈا بھی کرتے ہیں! گلی کوچوں میں محلوں میں بے شمار تعزیئے، پنجے، شدّے وغیرہ بٹھائے جاتے ہیں۔ان کے سامنے باادب کھڑے ہوتے ہیں، سجدے کرتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں،ان سے منتیں و مرادیں مانگتے ہیں،ان کے فقیر اور بھڑنگ بنتے ہیں! یہ سب عبادت کے مراسم ہیں جو غیر اللہ کے لئے حرام ہیں مگر ہمارے بھائی ہیں کہ بلاتکلف تعزیوں کے سامنے کرتے ہیں۔مولانا حالیؒ نے کیا ہی خوب نقشہ مسدسِ حالی میں کھینچا ہے:۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر — جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں جس کی وہ چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جاجا کر مانگیں دعائیں

خلل اس سے نہ کچھ توحید میں آئے
ایمان بگڑے نہ اسلام جائے

لطائف،ظرائف اور حقائق:

ہمارے شہر میں امام حسینؓ کے تعزیوں کے ساتھ لعل صاحب، کھمیٹ مال، مردانِ شدّا، جھوم جھوم عالم، بارہ امام وغیرہ نام کے تعزیئے بٹھائے جاتے ہیں۔ان

ناموں کی کوئی شخصیتیں نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حضرت یوسفؑ کی زبانی فرمایا:

مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّیۡتُمُوۡہَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُکُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ بِہَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ o

ترجمہ: تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر چند بے اصل ناموں کی پرستش کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے گھڑ لیا ہے حالانکہ اللہ نے ان کے معبود ہونے پر کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ (ساری کائنات میں) اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلا ہے اس نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو یہی صحیح اور سیدھا دین ہے مگر لوگ نہیں جانتے۔

لوگوں نے تعزیوں کو پیراں (Gods) کے نام سے موسوم کیا ہے اور تعزیہ کے اٹھانے والے کو سواری کا گھوڑا کہتے ہیں اور اس کو ''حال'' آتی ہے۔ یہ آگ میں کودتا ہے اور عجیب وغریب حرکتیں کرتا ہے اور غیب کی خبریں بھی دیتا ہے۔ لوگ اس سے بہت متاثر ہوتے ہیں! ذاتی طور پر یہ انتہائی فاسق، فاجر ہوتا ہے۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

هَلۡ اُنَبِّئُکُمۡ عَلٰی مَنۡ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیۡنُ o تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیۡمٍ o

(الشعراء۔ ۲۲۱، ۲۲۲)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کیا میں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں؟ ہر جھوٹے اور گناہ گار پر اترتے ہیں۔

شیطان چونکہ آگ سے بنا ہوا ہے اس لئے اس پر آگ کا اثر نہیں ہوتا۔ غیر مسلم پجاریوں کے چمتکار بھی اسی قسم کے ہوتے ہیں۔ شیطان کا لگنا اور اپنا اثر کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ (جو لوگ سود کھا رہے ہیں نہیں اٹھیں گے (قیامت کے روز) مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے اپنی لپیٹ سے دیوانہ کر دیا ہے)۔ سواری کا گھوڑا (صاحبِ حال) جو کچھ حرکتیں کرتا ہے یہ سب شیطان کے اثرات کی وجہ سے کرتا ہے۔ یہ سب ہمارا آنکھوں دیکھا مشاہدہ ہے! معتبر ذرائع سے دوسرے مقامات کا حال سن کر بڑا ہی تعجب ہوتا ہے۔ ایک صاحب نے بتایا کہ ایک مقام پر ہر ایک اہلِ بیت کے نام سے ایک تعزیہ بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کے نام کا ایک تعزیہ اور اللہ تعالیٰ کے نام کا بھی ایک تعزیہ ''اللہ علم'' بنایا گیا ہے! نظام حکومت کے دارالخلافہ حیدر آباد میں سب سے شاندار جلوس ''بی کا علم'' کا ہوتا ہے جو حضرت فاطمۃ الزہرہؓ کے نام سے بنایا جاتا ہے جس کی سواری ہاتھی پر نکلتی ہے۔ ہر شہر میں تعزیوں کو بٹھانے، اٹھانے، جلوس نکالنے اور ٹھنڈا کرنے کے الگ الگ نظام بنے ہوئے ہیں، ان کی خلاف ورزی کبھی نہیں کی جاتی اور بٹھانے کے مقامات اور اوقات بھی متعین ہیں جس میں تخلف نہیں ہوتا۔

تعزیہ علماء کی نظر میں:

بلاتفریقِ مسلک و مذہب تمام علمائے کرام کا یہ متفق علیہ فیصلہ ہے کہ یہ تعزیے، پنجے، شدّے، تابوت سب شرک، بدعت اور بت پرستی ہیں۔ ایک کتاب ہی ’’تعزیہ علماء کی نظر میں‘‘ اس نام سے ہے جس میں قدیم اور جدید علماء کے تمام فتاویٰ کو جمع کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہ دینِ حق کے بالکل خلاف چیز ہے۔ ہمارے دین کی بنیاد ’’لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ ہے۔ پہلے لا ہے اس کے بعد الا اللہ ہے، پہلے نفی یعنی تمام معبودانِ باطل کی نفی ہے پھر اس کے بعد اللہ کی توحید کا اقرار ہے۔ اسلام کی توحید ہر قسم کے شرک کو جڑ سے اکھاڑنے کے بعد ہی قائم ہو سکتی ہے۔ اللہ کی ذات کے بعد کوئی ذات قابلِ احترام ہے تو وہ اللہ کے رسول ﷺ کی ذات ہے مگر شریعت نے اللہ کے رسول ﷺ کے آگے جھکنے اور ایک ضمیر میں اللہ و رسول کو مخاطب کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ سب سے بڑا گناہ اللہ کی ذات، اس کے صفات اور اس کے اختیارات اور حقوق میں کسی کو شریک کرنا ہے۔ انبیائے کرامؑ بھی اللہ کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں ذرہ برابر بھی شریک نہیں ہیں۔ چہ جائے کہ اولیائے عظام اور شہدائے کرام؟ سب سے عظیم گناہ جس کا مرتکب اگر توبہ کئے بغیر مر جائے تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا وہ شرک والا گناہ ہے۔ عوام الناس تو درکنار انبیائے کرامؑ سے بھی فرمایا گیا:

۱) وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (الانعام۔۸۸)

ترجمہ: اور اگر بالفرض یہ لوگ (انبیائے کرامؑ) شرک کرتے تو ان کے سارے اعمال جو یہ کیا کرتے تھے غارت اور نابود ہو جاتے۔

۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَرٰۤى اِثۡمًا عَظِيۡمًا۝ (النساء۔۴۸)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اس کے ماسوا جو بھی گناہ ہیں اللہ چاہے تو بخش دے گا اور جس نے بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس نے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا۔

۳) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغۡفِرُ اَنۡ يُّشۡرَكَ بِهٖ وَيَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيۡدًا۝ (النساء۔۱۱۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اس کے ماسوا جو بھی گناہ ہیں اللہ چاہے تو بخش دے گا اور جس نے بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

۴) اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ وَمَاۡوٰٮهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ۝ (المائدہ۔۷۲)

ترجمہ: بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے گا تو اللہ نے اس پر جنت کو حرام قرار دیا ہے اور اس کا ہمیشہ کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس امت کو دین کی یہ بنیادی بات سمجھنے کی توفیق

عطا فرمائے اور ہر قسم کے شرک و بدعات سے بچ کر توحید و سنت کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۳) محرم الحرام (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ○ فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَالْمُؤْمِنِیْنَ○ (آل عمران۔۱۷۱-۱۶۹)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو تم ہرگز مردہ مت سمجھو بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور ان کو روزی عطا کی جاتی ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے وہ اس سے خوش وخرم ہیں اور ان لوگوں کے متعلق

بھی جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہیں جو ابھی ان تک نہیں پہنچے مطمئن ہیں کہ ان پر بھی نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (یعنی اگر شہید ہو کر آ جائیں تو)۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے خوش وخرم رہتے ہیں اور اس بناء پر کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے ثواب کو ضائع نہیں کرتا۔

وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتٌ بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ ۝

(البقرہ۔۱۵۴)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو تم مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا ادراک نہیں کر سکتے۔

موت اور قتل سے انسان کی زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ ایک دوسرے عالم، عالمِ برزخ میں داخل ہوتی ہے جو دنیا کی زندگی سے بدرجہ بہتر ہوتی ہے۔ عالمِ برزخ میں سب سے اعلیٰ زندگی انبیائے کرامؑ کو حاصل ہے اور اس کے بعد دوسرے نمبر پر شہداء کو حاصل ہوتی ہے جہاں وہ رزق دیئے جاتے ہیں اور خوش وخرم رہتے ہیں۔ موت کا ناقص تصور انسان کو اللہ کی راہ میں جہاد وقتال سے روکتا ہے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کو نہ مردہ کہو اور نہ مردہ سمجھو بلکہ وہ ایک اعلیٰ زندگی کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ احادیث میں اس کی تصریحات موجود ہیں:

۱) عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِاَصۡحَابِہٖ اِنَّہٗ لَمَّا اُصِیۡبَ اِخۡوَانُکُمۡ یَوۡمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰہُ اَرۡوَاحَھُمۡ فِیۡ جَوۡفِ طَیۡرٍ خُضۡرٍ تَرِدُ اَنۡھَارَ الۡجَنَّۃِ تَاۡکُلُ

مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِیْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِیْبَ مَاْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِیْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ یُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اِنَّنَا اَحْیَاءٌ فِی الْجَنَّةِ لِئَلَّا یَزْهَدُوْا فِی الْجَنَّةِ وَلَا یَنْكُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ (ابوداود)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تمہارے جو بھائی غزوۂ احد میں شہید کئے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں ڈال دیا۔ چنانچہ وہ روحیں جنت کی نہروں سے سیراب ہوتی ہیں، جنت کے میوے کھاتی ہیں اور عرش کے سائے میں جو سونے کی قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں اس میں جا کے بسیرا کرتی ہیں۔ جب انہوں نے اپنے کھانے پینے اور بسیرے کا لطف پایا تو کہنے لگے کہ کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر پہونچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمتوں سے لطف اٹھا رہے ہیں تا کہ وہ جنت حاصل کرنے میں بے رغبتی نہ دکھائیں اور جنگ کے وقت سستی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرف سے یہ پیغام انہیں پہونچاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ (اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو تم ہر گز مردہ مت سمجھو۔۔۔۔)

اعمالِ اسلام میں سب سے بڑا عمل (ذِرْوَۃُ سِنَامِہٖ - کوہان کی بلندی) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ کی موت شہادت کی موت ہے۔

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ لَا اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَطِیْبُ اَنْفُسُھُمْ اَنْ یَتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُھُمْ عَلَیْہِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِیَّۃٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْیٰی ثُمَّ اُقْتَلَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ بہت سے مسلمان اس بات سے خوش نہیں ہوں گے کہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور مجھے ایسی کوئی سواری میسر نہیں ہے کہ جس میں سب کو سوار کر کے جہاد کے لئے نکالوں تو میں کسی بھی اللہ کی راہ میں نکلنے والے لشکر سے پیچھے نہیں رہتا اور پھر اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری تمنا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ (یعنی بار بار زندہ کیا جاؤں اور بار بار قتل کیا جاؤں تاکہ ہر بار نیا ثواب پاؤں)

۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَغُدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک صبح یا ایک شام خدا کی راہ میں جہاد کیلئے نکلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔

۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِہٖ نَفْسَہٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِّنْ نِّفَاقٍ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نہ جہاد کیا اور نہ ہی جہاد کرنے کا خیال اس کے دل میں آیا وہ نفاق کی ایک قسم پر مرا۔

یہ بات تو قرآن کی آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ سب سے اعلیٰ عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے اور سب سے افضل موت شہادت کی موت ہے۔ دعوتِ اسلام کی ابتداء سے لے کر تکمیلِ دین اور وفاتِ نبی ﷺ تک بے شمار جہاد واقعہ ہوئے۔ ۲۶ غزوات ہیں جن میں اللہ کے رسول ﷺ بنفسِ نفیس شریک رہے۔ ستر یا اسی (۷۰ یا ۸۰) سرایات ہیں جس میں آپ نے صحابہؓ کو دشمنوں سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ دعوتِ اسلام کی ابتداء سے لے کر اسلامی نظام کے قیام تک کئی لوگ شہید ہوئے مگر ہم ہیں کہ ان سب کو بھلا کر صرف شہیدانِ کربلا کو یاد کر کے ان کا ماتم کرتے ہیں۔ سب سے پہلی شہید ہونے والی ایک عورت سمیہؓ (عمار بن یاسرؓ کی والدہ)

ہے جنہیں ابو جہل نے ایک تیر مارا جو آپ کے اندامِ نہانی میں جالگا جس سے وہ جاں بحق ہوگئیں۔اس کے بعد شہدائے بدر کا مقام آتا ہے اوراس کے بعد شہدائے احد کا جس میں ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوگئے۔اللہ کے رسول ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ کی شہادت بھی جنگِ احد میں ہوئی جن کا مُثلہ کیا گیا تھا اور ہندہ نے آپ کا کلیجہ چبایا تھا۔اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت حمزہؓ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت حمزہؓ سید الشہداء (شہیدوں کے سردار) ہیں۔ پتہ نہیں لوگ کیسے حضرت حسینؓ کو سید الشہداء کا لقب دے بیٹھے ہیں۔صحابہ کرامؓ کے جو معرکہ ہوئے وہ تو دشمنانِ دین کے ساتھ تھے اور حضرت حسینؓ نے جو اقدام کیا وہ اس لئے کیا کہ اسلام کا نظامِ حکومت بادشاہت نہ بنے بلکہ خلافت علیٰ منہاج النبوت پر چلتا رہے۔آپ کے اقتدارِ وقت سے انکارِ بیعت پر کربلا کا یہ سانحہ پیش آیا۔اس واقعہ کو ایک فرقہ نے خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور ہر سال اس کی یادگار منائی جاتی ہے۔کیا حضرت عمرؓ شہید نہیں کئے گئے؟ یکم محرم کو آپؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔کیا حضرت عثمانؓ کی شہادت (نہایت مظلومانہ انداز سے) نہیں ہوئی؟ خلیفۂ وقت کو گھر کا محاصرہ کر کے شہید نہیں کیا گیا؟ کیا حضرت علیؓ کو خارجی فرقہ کے ایک شخص عبدالرحمٰن بن ملجم نے شہید نہیں کیا؟ جس کے متعلق اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس امت کا بدترین آدمی ہے۔شہدائے رجیع اور شہدائے بیر معونہ کو تو ہم بھول گئے۔ستر قراء کو لے جا کر جو نہتے تھے بڑی کسم پرسی کی حالت میں شہید کردیا گیا۔اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے دشمنوں کے لئے ایک

مہینہ بھر قنوتِ نازلہ پڑھی۔ ان سب کو یکسر بھول کر محرم کا مہینہ آتا ہے تو صرف شہیدانِ کربلا کو یاد کرتے ہیں۔ کیا یہی ہماری انصاف پسندی کا تقاضہ ہے؟

شہادت کی موت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ شریعت نے صرف اللہ کی راہ میں قتل کئے جانے والوں کو ہی شہید کا درجہ نہیں دیا بلکہ مختلف اموات کو بھی شہادت کا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ فِيْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِيْلٌ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِی الْبَطْنِ فَهُوَ شهيدٌ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے آپ میں کن لوگوں کو شہید میں شمار کرتے ہو تو انہوں نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس طرح تو میری امت کے شہداء کی تعداد کم ہو جائے گی۔ جو شخص اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا وہ تو شہید (حقیقی) ہے ہی اور جس کو اللہ کی راہ میں (بغیر قتل وقتال کے) موت آجائے وہ بھی شہید ہے، جو طاعون کی بیماری میں مرے وہ بھی شہید ہے اور جو شخص پیٹ کی بیماری میں مرے وہ بھی شہید ہے۔

احادیث کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ستر (۷۰) قسم کی اموات

ہیں جو شہادت کے حکم میں داخل ہیں یعنی ایسے مرنے والے مومنین (حکمی) شہداء ہیں۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنَ وَالْمَبْطُوْنَ وَالْغَرِیْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہداء پانچ ہیں ایک وہ جو طاعون میں ہلاک ہو، دوسرا وہ جو پیٹ کی بیماری میں انتقال کرے، تیسرا ڈوب کر مرنے والا، چوتھا دیوار یا چھت کے نیچے دب کر مرنے والا اور پانچواں اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔

۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَی الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَلْمَطْعُوْنُ شَهِیْدٌ وَالْغَرِیْقُ شَهِیْدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِیْدٌ وَالْمَبْطُوْنُ شَهِیْدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِیْقِ شَهِیْدٌ وَالَّذِیْ یَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِیْدٌ وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِیْدٌ (مالک، ابوداود، نسائی)

ترجمہ: حضرت جابر بن عتیکؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والوں کے علاوہ شہداء سات قسم کے ہیں وبا میں مرنے والا شہید ہے، ڈوب کر مرنے والا شہید ہے، ذات الجنب (دل اور سینے کی بیماری) میں مرنے والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے، جل کر مرنے والا شہید ہے، جو کسی دیوار یا چھت سے دب کر مرنے والا شہید ہے اور جو عورت پیٹ کی بیماری سے یا با کرہ مرے شہید ہے۔

ہمارے اس بیان سے آپ پر یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور وہاں خوش وخرم ہیں اور جو ایمان والے ابھی نہیں پہنچے ان کے لئے مطمئن ہیں کہ اگر وہ بھی شہادت پاکر یہاں آجائیں تو ان پر بھی کسی طرح کا غم اور خوف نہیں ہوگا۔ جہاد تمام اعمال کی چوٹی ہے اور شہادت کی موت سب سے افضل موت ہے۔ شہیدانِ کربلا کی حقیقت کیا ہے یہ بھی میں نے آپ کے سامنے واضح کردی ہے۔ یہ بات بھی آپ کے سامنے آگئی کہ حقیقی شہداء کے علاوہ ستر (۷۰) قسم کی اموات ایسی ہیں کہ جن سے مرنے والوں کو حکمی شہادت کا درجہ دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو ایمان واسلام پر قائم رکھے اور اس کی راہ میں جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۴) عزاداری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَنَسْتَغْفِرُه‘ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ وَمَنْ يُّضْلِلْه‘ فَلَا هَادِىَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه‘ لَا شَرِيْكَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o

(البقرہ۔۱۵۷-۱۵۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اورضرورہم تمہاری آزمائش کریں گےقدرےخوف،بھوک اورجان ومال کےنقصان اورپھلوں کی کمی سے۔آپ صبرکرنے والوں کوبشارت سنادیجئے جب ان پرکوئی مصیبت آتی ہےتویوں کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کی مِلک ہیں اورہم سب اسی کی طرف لوٹ کرجانے والے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جن پراپنے رب

کی طرف سے خاص عنایتیں اور رحمت ہوگی اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

صبر کرنے والوں پر اللہ کی طرف سے نقد تین انعامات ملتے ہیں:

۱) خاص عنایاتِ الٰہی ۲) رحمت ۳) ہدایت۔

صبر کے لغوی معنی باندھنے اور روکنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے "قُتِلَ مَصْبُوْرًا" یعنی باندھ کر قتل کیا گیا۔ صبر کی تین قسمیں ہیں:

۱) صبر علی الطاعات:

جن کاموں کا شریعت نے حکم دیا ہے ان کو بجالانا چاہیئے چاہے طبیعت پر کتنا ہی ناگوار ہو یعنی اطاعت پر ثابت قدم رہنا۔

۲) صبر عن المعاصی:

جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا ہے اپنے آپ کو روک کر رکھنا چاہیئے چاہے وہ نفس کے لئے کتنی ہی لذیذ اور مرغوب ہو۔

۳) صبر علی المصائب:

مصیبت اور تکلیف میں جزع فزع نہ کرنا، اللہ کا حکم سمجھ کر نفس کو بے قابو ہونے سے بچانا اور اللہ کے حکم پر راضی رہنا۔

۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّبْرُ مِنَ الْاِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّاسِ مِنَ الْجَسَدِ (کنز العمال۔۶۵۰۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ایمان میں صبر کو وہی حیثیت حاصل ہے جو سر کو جسم میں حاصل ہے۔

۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّبْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ وَالْيَقِيْنُ اَلْاِيْمَانُ كُلُّه‘ (کنزالعمال۔۶۴۹۸)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صبر آدھا ایمان ہے اور یقین سارے کا سارا ایمان ہے۔

۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا رُزِقَ عَبْدٌ خَيْرًا لَه‘ وَلَا اَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ (کنزالعمال۔۶۵۰۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کو صبر سے بڑھ کر بہترین اور کشادہ کوئی چیز نہیں دی گئی۔

انسان کی دنیاوی زندگی ایک آزمائش ہے۔ یہاں اسے راحتیں بھی ملیں گی اور مصیبتیں بھی پیش آئیں گی۔ ایک ایمان والے کا لائحۂ عمل یہ ہونا چاہئیے کہ راحتیں ملنے پر اللہ کا شکر ادا کرے اور مصیبتیں آنے پر صبر سے کام لے۔ مصیبتوں کا ایک سبب ہم سے ہونے والے گناہ بھی ہیں۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○ (الشوریٰ۔۳۰)

ترجمہ: اور تمہیں جو بھی مصیبتیں پہونچتی ہیں وہ تمہاری ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہیں اور بہت سے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف ہی کر دیتا ہے۔

مصائب کفارۂ سیئات ہیں:

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَزَالُ الۡبَلَاءُ بِالۡمُؤۡمِنِ وَبِالۡمُؤۡمِنَۃِ فِیۡ نَفۡسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ حَتّٰی یَلۡقَی اللّٰہَ وَمَا عَلَیۡہِ مِنۡ خَطِیۡٓئَۃٍ (ترمذی، مالک)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک ایمان والے مرد اور عورت کو اس کی ذات، اس کے مال اور اولاد میں بلائیں پہونچتی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ (یعنی ان بلاؤں کے سبب اس کے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں)

مصائب رفع درجات کا ذریعہ ہے:

عَنۡ مُحَمَّدِ بۡنِ خَالِدِ السُّلَمِیِّ عَنۡ اَبِیۡہِ عَنۡ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الۡعَبۡدَ اِذَا سَبَقَتۡ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ مَنۡزِلَۃٌ لَمۡ یَبۡلُغۡھَا بَعَمَلِہٖ ابۡتَلَاہُ فِیۡ جَسَدِہٖ اَوۡ فِیۡ مَالِہٖ اَوۡ فِیۡ وَلَدِہٖ ثُمَّ صَبَّرَہٗ عَلٰی ذٰلِكَ حَتّٰی یُبَلِّغَہُ الۡمَنۡزِلَۃَ الَّتِیۡ سَبَقَتۡ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ (احمد، ابوداود)

ترجمہ: حضرت محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ کسی بندہ کے لئے اللہ کی طرف سے کوئی اعلیٰ مرتبہ مقدر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل کے ذریعہ سے اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدن یا اس کے مال یا اس کی اولاد میں بلا نازل کرتے ہیں اور پھر اس بندہ کو صبر کی توفیق دیتے

ہیں یہاں تک کہ اس کو اس اعلیٰ مرتبہ تک پہونچا دیتے ہیں جو اللہ کی طرف سے اس کے لئے مقدر ہے۔

مصائب کی کثرت اور ان پر صبر محبتِ الٰہی کی علامت ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عُظْمَ الْجَزَاءِ مَعَ عُظْمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وجَلَّ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِیَ فَلَهُ الرِّضَاءُ وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک جتنی بڑی بلا ہوگی اتنا ہی بڑا اجر اس پر ملے گا۔ اللہ عز وجل جن لوگوں سے محبت کرتا ہے ان پر بلا نازل کرتا ہے۔ جو اللہ کی بلا سے راضی ہے اللہ بھی اس سے راضی ہے اور جو اس کی بلا سے ناراض ہے اللہ بھی اس سے ناراض ہے۔

فرمانِ الٰہی:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ ۝

(ابراہیم۔ ۷)

ترجمہ: اور جب کہ تمہارے رب نے آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر کرو گے تو مزید نعمتیں دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ

وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَه‘ (مسلم)

ترجمہ: حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی عجیب شان ہے کہ اس کی ہر حالت اس کے لئے خیر ہی کا باعث ہے اور کسی اور کے لئے یہ بات نہیں ہے سوائے مومن کے۔ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے مصیبت پہونچتی ہے تو صبر کرتا ہے یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔

شکر کرنے پر مزید نعمتیں عطا کرنے کا اللہ کا وعدہ ہے اور صبر کرنے والوں کے لئے فرمایا گیا کہ ان کے لئے خصوصی عنایات عام رحمتیں اور اللہ تعالیٰ کی معیت (اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہونا) ہوگی۔

ان آیات اور احادیث کی روشنی میں ہمیں غور کرنا چاہئے کہ شہیدانِ کربلا کے تعلق سے ماتم اور عزاداری کا جو طریقہ ہم نے اختیار کر رکھا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے؟ مصیبت پڑنے پر صبر وضبط کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ جزع وفزع کرنے اور واویلا مچانے کا۔ سینہ کوبی، آہ وبکاء اور نوحہ کرنا یہ سب شریعتِ حقہ کے خلاف ہے۔ کربلا کا واقعہ پیش آئے ہوئے ۱۴۰۰ سال گزر گئے مگر لوگ ہیں کہ اب تک ماتم کناں ہیں۔

۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد

فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے جو اپنے رخسار کو پیٹے، گریبان کو پھاڑے اور جاہلیت کی سی پکار کرے۔

۲) عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ اُغْمِیَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُه‘ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِیْحُ بِرَنَّةٍ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِیْ وَکَانَ یُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو بردہؓ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰؓ بے ہوش ہو گئے تو ان کی بیوی امِ عبداللہ چلا کر رونے لگی پھر ان کو ہوش آیا تو پوچھا کیا تو نہیں جانتی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے میں اس سے بری ہوں جو مصیبت میں سر منڈائے، چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے۔

۳) عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةٍ وَزَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَحِلُّ لِاِمْرَاَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت امِ حبیبہؓ اور حضرت زینب بنتِ جحشؓ دونوں اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بھی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی ہے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی مرنے والے کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے اس کے شوہر کے، چار مہینے دس دن تک عدت میں رہے۔ (یعنی اپنے گھر میں رکی رہے اور بناؤ سنگار نہ کرے)

اللہ کے رسول ﷺ کے ان ارشادات کی روشنی میں یہ ماتم اور عزاداری کی مجلسیں، مراثی کا پڑھنا اور سنانا، کالے کپڑے پہننا، جائز بناوسنگار سے رکنا اور منگنی، نکاح اور دیگر تقریبات سے رک جانا کہاں تک جائز ہے؟

لطیفہ:

ایک سرحدی پٹھان محرم کے مہینے میں لکھنؤ پہونچا جہاں لوگ ماتم کررہے تھے، اس نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو اسے بتایا گیا کہ یہ لوگ امامِ حسینؓ کا ماتم کررہے ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کو شہید ہوئے تو ۱۴۰۰ سال گزر گئے کیا ان کو اب خبر پہونچی ہے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو راحت میں شکر کرنے اور مصیبت میں صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جاہلیت کا سوگ اور ماتم کرنے سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۵) نبوت اور رسالت کی ضرورت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا o (النساء۔۱۶۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: رسولوں کو بھیجا جو خوش خبری دینے والے اور ڈر سنانے والے ہیں، تاکہ ان رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کی طرف سے اللہ پر کوئی الزام باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور بڑی حکمتوں والا ہے۔

اس دنیا میں انسان کی کیا حیثیت ہے، اسے کیوں پیدا کیا گیا ہے، اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے اور اس کا انجام کیا ہونے والا ہے اور اس کائنات سے اس کا کیا

تعلق ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا صحیح حل تلاش کئے بغیر انسان کامیاب نہیں ہوسکتا۔ انسان کے پاس جو علم کے ذرائع ہیں سائنس، فلسفہ، عمرانیات اور تاریخ یہ سب ان سوالات کا صحیح جواب نہ دے سکے اور اپنے دائرے سے ہٹ کر جو بھی جواب انہوں نے دیا اور جنہوں نے اس کو قبول کیا اور اس پر اپنی زندگی کی بنیاد رکھی، وہ صحیح راستے سے بھٹک گئے۔ حکمائے اسلام نے کیا خوب بات کہی ہے۔

فلسفی کو بحث میں خدا ملتا نہیں ڈور کو سلجھا رہا ہے سرا ملتا نہیں
ہر چند کہ فلسفی کی چناں وچنیں رہی مگر خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی
ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا وہ زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے پیچ وخم میں الجھا ایسا کہ آج تک فیصلۂ نفع وضرر کر نہ سکا

قرآنِ حکیم نے سائنس، فلسفہ، عمرانیات کے ماہرین کی غلطیوں کو واشگاف طریقے سے بیان کیا۔

۱) وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًاo فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا o ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰىo (النجم۔۳۰-۲۸)

ترجمہ: اوران کے پاس کچھ بھی علم نہیں ہے یہ محض اپنے ظن (گمان) کی پیروی کرتے

ہیں اور ظن (گمان) حق کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آتا۔ پس آپ ایسے شخص کو منہ نہ لگایئے جو ہماری نصیحت سے منہ موڑ لیا ہے اور اس کا مقصد دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہیں تک ہے ان لوگوں کے علم کی پہنچ۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کون اس کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون ہے جس نے صحیح راہ پالی ہے۔

۲) بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُه‘ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ○ (یونس۔۳۹)

ترجمہ: اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے اس چیز کو جھٹلایا جس کی حقیقت کا احاطہ نہ کر سکے اور ابھی تک اس کی حقیقت ان کے سامنے نہیں آئی اس طرح ان سے پہلے لوگ بھی جھٹلاتے رہے پس دیکھو کہ ان ظالموں کا کیسا برا انجام ہوا؟

۳) بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ○ (النمل۔٦٦)

ترجمہ: اصل بات یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم تھک کر رہ گیا ہے بلکہ وہ اس کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ وہ اس کے بارے میں پوری طرح اندھے ہیں۔

انسان دنیا میں کیوں پیدا ہوا ہے، اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے اور اس کا انجام کیا ہونے والا ہے اور اس کائنات سے اس کا تعلق کیا ہے؟ ان سوالات کا صحیح

جواب تو انسان کا اور اس کائنات کا خالق اور مالک ہی دے سکتا ہے۔ وہ ہر انسان سے انفرادی طور سے الگ الگ خطاب نہیں کرتا بلکہ انسانوں میں سے کچھ لوگوں کو چن لیتا ہے اور ان کو نبی اور رسول بناتا ہے اور ان کے ذریعہ سے انسانوں کو اس بات سے آگاہ کرتا ہے کہ انہیں اس دنیا میں کیا کرنا ہے اور زندگی کا انجام کیا ہونے والا ہے۔اس نے انسانی زندگی کا آغاز ایک نفسِ واحد حضرت آدمؑ سے کیا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ٥ (النساء۔۱)

ترجمہ: اے انسانو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور دونوں سے بکثرت مرد اور عورت پھیلا دیئے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہو اور قرابت کے تعلقات کو قطع کرنے سے پرہیز کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم سب پر نگران ہے۔

حضرت آدمؑ کو جب زمین میں بھیجنے کا فیصلہ ہوا تو اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں یہ بات سنا دی کہ:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ○ (البقرہ۔۳۹،۳۸)

ترجمہ: ہم نے حکم دیا کہ تم سب (جنت سے) نیچے اترو پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو بھی میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جو لوگ ہماری آیات کا انکار کریں گے اور تکذیب کریں گے تو ایسے لوگ جہنم میں جانے والے ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

انسانی زندگی کا آغاز حضرت آدمؑ سے کیا گیا جو سب سے پہلے انسان بھی ہیں اور سب سے پہلے نبی بھی ہیں۔ انسانی زندگی کا آغاز پورے علم اور ہدایت کی روشنی میں کیا گیا نہ کہ جہالت اور گمراہی کی تاریکی میں۔ علم اور ہدایت کی روشنی جوں ہی کم ہوتی یا مٹ جاتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ پھر اپنے انبیائے کرامؑ کو بھیجتے تاکہ انسانوں کو اندھیریوں سے نکال کر علم کی روشنی میں لایا جائے۔ ہر ملک، ہر قوم اور ہر زمانے میں اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر حق کا پیام لے کر آتے رہے اور سب سے آخر میں آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دینِ حق کو مکمل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ مجید نازل کیا جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے ہدایت کا واحد ذریعہ ہے۔ اس کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود ہی لی، یہ کتاب ہر طرح کی تحریف اور تبدُّل سے محفوظ ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ قرآن جیسا نازل ہوا تھا بغیر کسی ادنیٰ تبدیلی کے آج تک ویسا ہی موجود ہے۔ سارے انسانوں کو اور جنوں کو چالینج دیا

گیا کہ اگر تمہیں اس کتاب کے اللہ کی طرف سے نازل کئے جانے میں شک ہے تو تم اس کے مثل ایک سورۃ بنا کے لاؤ۔

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَ کُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ o وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (البقرہ۔۲۵۔۲۳)

ترجمہ: اگر تمہیں اس کتاب کی نسبت کوئی شک ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کی ہے تو تم اس جیسی ایک سورۃ ہی بنا کے پیش کرو اور اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو (یہ اللہ کا کلام نہیں ہے)۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا اور ہر گز تم ایسا نہ کرسکو گے پس اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جو انکار کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے اور آپ ان لوگوں کو بشارت دیجئے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے کہ ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُه' اٰمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُه' وَحْیًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَهُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

انبیاءؑ میں سے کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس کو معجزات عطا نہ کئے گئے ہوں جس کے مناسب لوگ ان پر ایمان لائے اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے مجھ پر نازل کی ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن تمام انبیاءؑ سے زیادہ لوگ میری ہی اتباع کرنے والے ہوں گے۔

۱) اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ○

(فاطر۔۲۴)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو دینِ حق کی بشارت دینے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر بھیجا اور کوئی بھی قوم ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔

۲) اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ○ (الرعد۔۷)

ترجمہ: آپ (ﷺ) صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی رہنما ہوا ہے۔

عَنۡ اَبِیۡ ذَرٍّ سَاَلۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ كَمِ النَّبِيُّوۡنَ قَالَ مِائَةَ اَلۡفٍ وَاَرۡبَعَةَ وَعِشۡرُوۡنَ اَلۡفَ نَبِيٍّ سَاَلۡتُ كَمِ الۡمُرۡسَلُوۡنَ مِنۡهُمۡ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ وَثَلَاثَةَ عَشَرَ

(شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ نبیوں کی تعداد کتنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کل ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں میں نے پوچھا ان میں رسول کتنے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تین سو تیرہ۔

انبیاء اور رسل اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ انسانوں کی طرف مبعوث کرتے ہیں تا کہ انہیں حق کا راستہ دکھائیں۔ نبوت اور رسالت اکتسابی چیز نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے عطائی چیز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کو معجزات عطا فرمائے تا کہ ان کی نبوت و رسالت کی دلیل بنیں اور لوگ ان کو دیکھ کر ایمان لائیں۔ تمام انبیاءؑ کے معجزات تو ان کے ساتھ ہی چلے گئے لیکن ہمارے نبی ﷺ کا معجزہ قرآنِ حکیم قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ انبیاءؑ میں جن کو نئی شریعت دی گئی وہ رسول کہلائے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں جن میں تین سو تیرہ رسول ہیں۔ انبیاء اور رسل پر اللہ تعالیٰ نے چار کتابیں اور ایک سو صحیفے نازل فرمائے۔ پچاس صحیفے حضرت شیثؑ پر، تیس صحیفے حضرت ادریسؑ پر، دس صحیفے حضرت ابراہیمؑ پر اور دس صحیفے حضرت آدمؑ پر۔ چار کتابوں میں سے تورات حضرت موسیٰؑ پر، انجیل حضرت عیسیٰؑ پر، زبور حضرت داؤدؑ پر اور قرآنِ مجید حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا۔ تمام صحائف اور کتابیں منسوخ ہو گئیں سوائے قرآنِ مجید کے کہ اب ہدایت اور نجات پانے کے لئے قیامت تک اسی پر عمل کرنا ہوگا۔ سارے انبیائے کرامؑ کی دعوت ایک ہی تھی کہ ایک اللہ کی بندگی کرو اور غیر اللہ کی بندگی سے بچو۔

وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ هَدَی اللّٰهُ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ حَقَّتۡ عَلَیۡهِ الضَّلٰلَةُ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ○ (النحل۔۳۶)

ترجمہ: تحقیق ہر امت میں ہم نے اس مقصد کے لئے رسول کو بھیجا کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور گمراہی کی طرف بلانے والے سے بچو۔ پس ان میں سے بعض وہ تھے جن کو اللہ نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی ثابت ہوگئی۔ پس تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

قرآنِ حکیم نے بتادیا کہ انسانی زندگی کی غایت امتحان اور آزمائش ہے۔ وقت، مال واسباب، اختیارات اور جو کچھ بھی اچھے اور برے حالات انسان کو پیش آتے ہیں یہ سب آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ نتیجہ مرنے کے بعد آخرت کی زندگی میں نکلے گا۔ انبیائے کرامؑ کی تعلیمات پر جو لوگ عمل کریں گے وہ کامیاب قرار دئے جائیں گے اور ان کے لئے جنتیں ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور جن لوگوں نے انبیائے کرامؑ کی تعلیمات کو جھٹلایا وہ ناکام قرار دئے جائیں گے اور ان کے لئے جہنم (آگ کا گھر) ہوگی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا o اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا o اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلَاسِلَ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا o اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا o

(الدہر۔۵-۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے انسان کو ایک ایسے نطفہ سے پیدا کیا جو مختلف اجزاء سے مرکب تھا تاکہ ہم اس کی آزمائش کریں۔ پھر ہم نے اس کو سننے والا اور دیکھنے والا بنایا۔ بے شک

ہم نے اس کو راستہ بتایا کہ وہ شکرگزار بنے یا ناشکرا ہو جائے۔ بے شک ہم نے انکار کرنے والوں کے لئے جہنم میں زنجیریں، طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔ بے شک نیک لوگ (جنت میں) ایسے جامِ شراب پیئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو انبیائے کرامؑ پر ایمان لانے اور آخری نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱٦) ایمان کی کسوٹی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَنَسْتَغْفِرُه‘ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ وَمَنْ يُضْلِلْه‘ فَلَا هَادِیَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه‘ لَا شَرِيْكَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاo (النساء۔٦۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علیٰ ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: پس قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام باہمی جھگڑوں میں آپ کو منصف نہیں بناتے پھر جو فیصلہ بھی آپ کریں دل میں تنگی نہیں پاتے پھر آپ کے فیصلے کو خوشی خوشی قبول کر لیتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قسم کھا کر بیان کر رہے ہیں کہ جو لوگ صرف زبانی ایمان کا اظہار کرتے پھرتے ہیں اللہ کے نزدیک ایمان دار نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے

تمام باہمی نزاعات میں اللہ کے رسول ﷺ سے اور جب اللہ کے رسول ﷺ نہیں ہیں تو آپ کی شریعت سے فیصلہ نہیں کراتے اور جو فیصلہ بھی آپ کریں اس فیصلہ کے تعلق سے اپنے دل میں انکار کی تنگی نہیں پاتے اور اس فیصلہ کو پورا پورا ظاہر و باطن سے تسلیم کر لیتے ہیں۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے:

عَنْ ضَمُرَۃَ اَنَّ رَجُلَیْنِ اِخْتَصَمَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَضٰی لِلْمُحِقِّ عَلَی الْمُبْطِلِ فَقَالَ الْمَقْضِیُّ عَلَیْہِ لَا اَرْضٰی فَقَالَ صَاحِبُہ، فَمَا تُرِیْدُ قَالَ اَنْ نَذْھَبَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ فَذَھَبَا اِلَیْہِ فَقَالَ الَّذِیْ قَضٰی لَہ، قَدْ اِخْتَصَمْنَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَضٰی لِیْ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنْتُمَا عَلٰی مَا قَضٰی بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاَبٰی صَاحِبُہ، اَنْ یَّرْضٰی فَقَالَ نَاْتِیْ عُمَرَابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ الْمَقْضِیُّ لَہ، قَدْ اِخْتَصَمْنَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَضٰی لِیْ عَلَیْہِ فَاَبٰی اَنْ یَرْضٰی فَسَالَہ، عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ کَذٰلِکَ فَدَخَلَ عُمَرُ مَنْزِلَہ، وَخَرَجَ وَالسَّیْفُ فِیْ یَدِہٖ قَدْ سَلَّہ، فَضَرَبَ بِہٖ رَاْسَ الَّذِیْ اَبٰی اَنْ یَرْضٰی فَقَتَلَہ، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔۔۔۔۔ (تفسیر ابنِ کثیر)

ترجمہ: ضمرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت میں دو شخص اپنا جھگڑا لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے جو سچا تھا اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا وہ بولا کہ میں تو اس فیصلہ پر راضی نہیں ہوتا تو اس کے رفیق نے پوچھا کہ اب کیا چاہتے ہو تو اس نے کہا کہ آؤ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں۔ دونوں روانہ ہو گئے

جس شخص کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے واقعہ بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں اپنا جھگڑا لے کر حاضر ہوئے تھے آپ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے (اور یہ شخص اس پر راضی نہیں ہے)۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تمہارا وہی فیصلہ رہے گا جو اللہ کے رسول ﷺ کر چکے ہیں۔ اس کے بعد اس کے رفیق نے یہ فیصلہ ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ اچھا عمر بن خطابؓ کے پاس چلیں۔ جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے واقعہ عرض کیا کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں اپنا جھگڑا لے کر گئے تھے آپ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا اور یہ نہیں مانتا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا واقعہ اسی طرح سے ہے؟ اس نے اقرار کیا کہ ہاں اسی طرح سے ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئے اور ہاتھ میں تلوار کھینچے ہوئے باہر تشریف لائے اور جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں تھا اس کا سر اڑا دیا اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔۔۔۔۔۔

ایک دوسرا شانِ نزول بھی اس آیت کا امام بخاریؒ نے یہ بیان کیا ہے:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّه، حَدَّثَه، اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ فِیْ شِرَاجِ مِنَ الْحَرَّةِ يُسْقٰى بِهَا النَّخْلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ فَاَمَرَه، بِالْمَعْرُوْفِ ثُمَّ اَرْسِلْ اِلٰى جَارِكَ قَالَ الْاَنْصَارِیُّ اَنْ كَانَ اِبْنُ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ اِسْقِ ثُمَّ احْبِسْ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمَاءُ اِلَى الْجَدْرِ

وَاسۡتَوۡعٰی لَہٗ حَقَّہٗ فَقَالَ الزُّبَیۡرُ وَاللّٰہِ اِنَّ ھٰذِہِ الۡاٰیَۃَ اُنۡزِلَتۡ فِیۡ ذٰلِکَ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَھُمۡ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص نے ایک سنگستان کی نالی کے بارے میں زبیرؓ کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔اس نالی سے کھجوروں کے باغ کی آبپاشی کی جاتی تھی۔آپ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ زبیر پہلے تم آبپاشی کرو پھر پڑوسی کے کھیت کو پانی جانے دو۔اس فیصلہ میں آپ ﷺ نے دونوں کی بھلائی پیشِ نظر رکھی تھی۔اس پر انصاری بولا کہ جی ہاں زبیرؓ آپ کے پھوپھی زاد بھائی لگتے ہیں اس لئے آپ نے ان کے دل لگتا فیصلہ کیا۔یہ سن کر آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک غصہ سے متغیر ہوگیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ زبیر تم اپنے باغ کو پانی پلالو پھر پانی کو روکو یہاں تک کہ وہ باغ کی دیواروں تک پہنچ جائے اور پھر اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑو۔ اس فیصلہ میں آپ ﷺ نے زبیرؓ کا پورا پورا حق دلا دیا۔جب کہ پہلے فیصلہ میں دونوں کی رعایت فرمائی تھی۔زبیرؓ کہتے ہیں کہ یہ آیت اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی:

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَھُمۡ

اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں کئی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ایک تو وہی مشہور واقعہ ہے (جو اوپر پہلی حدیث میں بیان ہوا ہے) کہ کسی منافق کا ایک یہودی سے کچھ جھگڑا تھا یہودی کی خواہش تھی کہ مقدمہ کا فیصلہ نبی ﷺ سے کرائے اور منافق یہ چاہتا تھا کہ فیصلہ یہود کے عالم کعب بن اشرف سے کرائے جو رشوت

لے کر غلط فیصلہ کرتا تھا۔ منافق کی کوشش تھی کہ وہ کعب بن اشرف کو کچھ دے دلا کر اپنے حق میں فیصلہ کرا لے۔ یہودی چونکہ حق پر تھا وہ اپنے رفیق کو کھینچ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لایا۔ آپ ﷺ نے واقعہ سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا چونکہ وہ سچا تھا۔ منافق نے ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس جائیں گے۔ یہودی نے ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے اور یہ نہیں مانتا ہے۔ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تمہارا وہی فیصلہ رہے گا جو اللہ کے رسول ﷺ نے کیا ہے میں کوئی دوسرا فیصلہ نہیں کرتا۔ آخر وہ منافق اپنے ساتھی کو لے کر حضرت عمرؓ کے پاس گیا۔ جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے اور یہ نہیں مانتا۔ حضرت عمرؓ نے اس منافق سے پوچھا کہ کیا معاملہ ایسے ہی ہے؟ اس نے اقرار کیا کہ ہاں ایسے ہی ہے۔ حضرت عمرؓ گھر کے اندر گئے اور تلوار کھینچے ہوئے باہر آئے اور اس کا سر قلم کر دیا جو اللہ کے رسول کا فیصلہ ماننے سے انکار کیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ کا لقب فاروق رکھا گیا۔ منافق کے رشتہ دار حضرت عمرؓ کے اس فعل پر بہت چراغ پا ہو گئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں قصاص کا مطالبہ کیا، اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

رسول کریم ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی عظمت کے ساتھ آپ کی اطاعت کو ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھا کر یہ بات بیان کی ہے کہ کوئی شخص ایمان والا

نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ آپ ﷺ کے فیصلہ کو خوش دلی سے قبول نہ کرے اور دل میں کوئی تنگی نہ پائے۔ حَکَم کے معنی فیصلہ کرنے والے کے ہیں۔ آپ ﷺ رسولِ معصوم بھی ہیں اور آپ ﷺ اس امت کے حَکَم بھی ہیں۔ امت پر فرض ہے کہ باہمی اختلافات میں آپ ﷺ ہی سے فیصلہ کرائیں۔ اب جب آپ ﷺ اس دنیا میں نہیں ہیں تو آپ ﷺ کی شریعت سے فیصلہ کرائیں اور جو شریعت سے فیصلہ نہیں کراتا وہ کافر ہے۔ دو مسلمان آپس میں جھگڑیں ایک نے کہا کہ چلو شریعت سے رجوع کریں، دوسرے نے کہا کہ میں شریعت کو نہیں سمجھتا یا مجھ کو شریعت سے کام نہیں تو بے شک اس کو کافر کہیں گے۔ جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو وہ ایمان والا نہیں ہے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ مقتول کے رشتہ داروں نے جب اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں قصاص کا دعویٰ کیا تو بے ساختہ اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے نکلا: مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ عُمَرَ يَجْتَرِءُ عَلٰى قَتْلِ رَجُلٍ مُّؤْمِنٍ یعنی مجھے گمان نہ تھا کہ عمرؓ کسی مردِ مومن کے قتل کی جرات کریں گے، تب اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل کر کے یہ حقیقت کھول دی کہ وہ شخص ایمان والا نہیں تھا اور اس کا قتل بجا ہے۔

فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ صرف معاملات اور حقوق کے متعلق ہی نہیں ہے بلکہ عقائد، افکار، عبادات، معاملات، معاشرت، سیاست و حکومت، زندگی کے تمام مسائل کے تعلق سے ہے۔ زندگی کے تمام معاملات میں یہ دیکھنا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کیا فرمایا اور آپ کی شریعت کا کیا حکم ہے؟ عبادات کے متعلق شریعت کے احکام

پر چلنا اور معاملات وسیاست میں دنیوی حکام کے طرز پر چلنا یہ ایمان والے کا کام نہیں ہوسکتا۔ اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کا اسوہ مکمل اور مثالی نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں سے مطالبہ ہے کہ: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ o {البقرہ۔۲۰۸} (اے ایمان والو اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو یقیناً وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے)

ایمان والوں کا یہ شیوہ نہیں ہونا چاہیئے کہ بعض مسائل میں اپنی خواہشات کے مطابق من مانی کریں، بعض مسائل میں رسم ورواج کے مطابق کریں اور بعض مسائل میں جدید تہذیب کا ساتھ دینے لگیں۔ خطبہ کی مذکورہ آیت میں جو منافق کعب بن اشرف سے اپنا فیصلہ کرانا چاہتا تھا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ جو آپ پر نازل ہوا ہے اس پر ایمان لائے ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ یہ طاغوت سے اپنے فیصلے کرانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ طاغوت کا انکار کریں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ ان کو بہت دور گمراہی میں لے جاکر ڈال دے۔ یہاں طاغوت سے مراد کعب بن اشرف ہے۔

جو کام اللہ کے رسول ﷺ سے قولاً یا عملاً ثابت ہو اس کے کرنے سے دل میں تنگی محسوس کرنا بھی ایمان کی کمزوری کی علامت ہے، مثلاً شریعت نے جہاں تیمّم کر کے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے وہ وہاں تیمّم کرنے پر جس شخص کا دل راضی نہ

ہو وہ اس کو اپنا تقویٰ نہ سمجھے بلکہ اپنے دل کا روگ سمجھے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے زیادہ کوئی متقی نہیں ہوسکتا۔ جس صورت میں اللہ کے رسول ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہو اور خود بیٹھ کر ادا کی ہو اگر کوئی شخص اس پر راضی نہ ہو اور نا قابلِ برداشت محنت و مشقت اٹھا کر کھڑے ہی ہو کر نماز ادا کرے تو وہ سمجھ لے کہ اس کے دل میں روگ ہے۔ معمولی ضرورت یا معمولی تکلیف کے وقت اگر رخصت کو چھوڑ کر عزیمت پر عمل کرے تو آنحضرت ﷺ ہی کی تعلیم کے مطابق درست ہے، مگر مطلقاً شرعی رخصتوں سے تنگ دلی محسوس کرنا کوئی تقویٰ نہیں اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰی رُخَصُہ‘ کَمَا یُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰی عَزَائِمُہ‘

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس طرح عزیمتوں پر عمل کرنے سے خوش ہوتے ہیں اسی طرح رخصتوں پر عمل کرنے کو بھی پسند فرماتے ہیں۔

ایمان لانے کے بعد آدمی کا اپنا اختیار باقی نہیں رہتا:

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ‘ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًاo

(الاحزاب۔۳۶)

ترجمہ: کسی مسلمان مرد یا عورت کا یہ کام نہیں ہے کہ جس معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول نے کوئی فیصلہ کر دیا ہو تو پھر اس کام میں اپنا اختیار چلائے۔ (اختیار چلانے

کا مطلب اللہ اور رسول کی نافرمانی ہے) اور جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں چلا گیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنتِ جحشؓ کو اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ کا پیغام بھیجا انہوں نے اسے حقیر سمجھا اور ناپسند کر کے انکار کر دیا پھر جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ ۔۔۔۔ (کسی ایمان والے مرد وعورت کو۔۔۔۔) تو اس پیغام کو قبول کیا اور نکاح کر لیا۔

دوسری روایت میں یہ آتا ہے: فَامْتَنَعَتْ وَامْتَنَعَ اَخُوْهَا عَبْدُ اللّٰهِ لِنَسَبِهَا مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا نَزَلَتْ الْاٰيَةُ جَاءَ اَخُوْهَا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِىْ بِمَا شِئْتَ قَالَ فَزَوِّجْهَا مِنْ زَيْدٍ فَرَضِىَ وَزَوَّجَهَا یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے جب اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ کا پیغام زینب بنتِ جحشؓ کو بھیجا تو وہ بھی رکی رہیں اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحشؓ بھی رکے رہے کیونکہ ان کی بہن قریش کے ایک اعلیٰ خاندان کی خاتون تھیں اور زیدؓ ایک آزاد کردہ غلام تھے۔ جب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ جو چاہیں مجھے حکم دیجئے میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری بہن کا نکاح زید بن حارثہؓ سے کر دو تو وہ راضی ہو گئے اور انہوں نے اپنی بہن کا نکاح زیدؓ سے کر دیا۔

بیان کے آخر میں خلاصہ کے طور پر اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ ایمان کی کسوٹی کیا ہے اور اس پر اپنے آپ کو پرکھتے رہنا چاہیئے۔ پہلی بات یہ کہ

اپنے اختیار سے دست بردار ہونا ہے، دوسری بات یہ کہ زندگی کے تمام مسائل میں اللہ کے رسول ﷺ کو حَکم بنانا۔ اللہ کے رسول ﷺ نہ ہوں تو آپ کی شریعت سے فیصلہ کرانا تیسری بات آپ ﷺ کے یا شریعت کے کسی فیصلہ سے دل میں تنگی نہ پانا اور چوتھی بات کہ آپ ﷺ کے تمام فیصلوں کو دل و جان سے قبول کرنا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایمان کی کسوٹی پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان اور اسلام پر کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۷) عظمتِ رسول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَنَسْتَغْفِرُه‘ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ وَمَنْ يُّضْلِلْه‘ فَلَا هَادِىَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه‘ لَا شَرِيْكَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوااللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْآ اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَه‘ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ o اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ o اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ o وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًالَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o (الحجرات۔۵-۱)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ ہونے دو اور نہ ان سے اس طرح زور سے بات کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے آپس میں زور سے بات کیا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے روبرو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے آزمالیا ہے۔ ان کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔ بے شک جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو عقل نہیں رکھتے۔ اور اگر یہ لوگ ذرا صبر سے کام لیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود نکل کر ان کے پاس تشریف لے آتے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا۔ اللہ بہت معاف کرنے والا اور نہایت مہربان ہے۔

اس آیت کا شانِ نزول احادیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

عَنِ ابنِ جُرَیجٍ قَالَ اَخبَرَنِی اِبنُ اَبِی مُلَیکَۃَ اَنَّ عَبدَ اللّٰہِ بنِ الزُّبَیرِ اَخبَرَھُم اَنَّہ، قَدِمَ رَکبٌ مِن بَنِی تَمِیمٍ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَبُوبَکرٍ اَمِّرِ القَعقَاعَ بنَ مَعبَدٍ وَقَالَ عُمَرُ اَمِّرِ الاَقرَعَ بنَ حَابِسٍ فَقَالَ اَبُوبَکرٍ مَااَرَدتَّ اِلَّا خِلَافِی فَقَالَ عُمَرُ مَااَرَدتُّ خِلَافَكَ فَتَمَارِیَا حَتّٰی ارتَفَعَت اَصوَاتُھُمَا فَنزَلَ فِی ذٰلِكَ یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَینَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابنِ جریجؓ ابوملیکہؓ سے اور وہ عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بنوتمیم کا ایک قافلہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ قعقاع بن معبدؓ کوان کا امیر مقرر کیجئے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اقرع بن حابسؓ کوان کا امیر مقرر کیجئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تم تو بس میری مخالفت ہی کرنا چاہتے ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ میری رائے یہ ہے۔ دونوں میں جھگڑا بڑھ گیا یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

اللہ اور رسول کے آگے سبقت اور پیش قدمی مت کرو۔ قرآنِ کریم نے اس میں یہ نہیں بیان کیا کہ کس میں سبقت اور پیش قدمی منع ہے، جس میں اشارہ عموم کی طرف ہے کہ کسی بھی قول و فعل میں اللہ کے رسول ﷺ کے آگے پیش قدمی نہ کرو بلکہ انتظار کرو۔ ہاں اگر آپ ﷺ ہی کسی کو آگے بڑھا رہے ہیں یا آگے بھیج رہے ہیں تو اور بات ہے۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔ جس طرح تم ایک دوسرے سے بلند آواز سے بات کرتے ہو ویسی ہی بلند آواز سے نبی ﷺ سے باتیں نہ کیا کرو کہیں تمہارے اعمال حبط ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔ نبی سے بے محابا گفتگو کرنا ایک طرح کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ میں نے اب قسم کھائی ہے کہ مرتے دم تک آپ سے اس طرح بولوں گا کہ جیسے کوئی کسی سے سرگوشی

کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ اس قدر آہستہ بولتے تھے کہ بعض اوقات اللہ کے رسول ﷺ کو دوبارہ پوچھنا پڑتا تھا۔ حضرت ثابت بن قیسؓ جو طبعی طور پر بہت بلند آواز تھے یہ آیت نازل ہونے کے بعد گھر ہی میں روتے بیٹھ گئے۔

حبطِ اعمال (اکارتِ اعمال) اور نبی ﷺ کا بلند مقام:

آیت میں اَنْ تحبط مفعول لہ' ہے اور اس کا مصدر خشیۃ محذوف ہے۔ آیت کے معنی یہ ہوئے کہ اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اس خوف سے کہ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ اہلِ سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اعمالِ صالحہ کو حبط کرنے والی چیز صرف کفر ہے۔ کسی گناہ اور معصیت سے اعمالِ صالحہ ضائع نہیں ہوتے اور یہاں خطاب ایمان والوں (صحابہ کرامؓ) سے ہے۔ جس طرح ایمان ایک فعلِ اختیاری ہے ویسے ہی کفر بھی ایک عملِ اختیاری ہے اور آیت کے آخر میں یہ ہے کہ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو) تو حبطِ اعمال کیسے جاری ہو سکتا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس کی جو توجیہ فرمائی ہے تمام اشکالات حل ہو جاتے ہیں۔ رسول کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کرنا ایسا عمل ہے جس سے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہونے کا احتمال ہے۔ جو سبب ہے ایذائے رسول کا۔ بعض گناہوں کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے کرنے والے سے توبہ اور اعمالِ صالحہ کی توفیق سلب ہو جاتی ہے اور وہ گناہوں میں منہمک ہو کر انجام کار کفر تک پہنچ جاتا ہے جو سبب ہے حبطِ اعمال کا۔ نبی کی آواز پر اپنی

آواز کو بلند کرنا-----> ایذائے رسول ﷺ (جو عظیم معصیت ہے)-----> جس کا خاصہ سلبِ توفیقِ توبہ -----> انجام کار مبتلائے کفر۔ یہ مدارج ہیں جن سے اعمالِ صالحہ ضائع ہوجاتے ہیں۔ نبی سے بلند آواز سے بات کرنے پر کفر اور حبطِ اعمال کا خدشہ ہے تو نبی کی مخالفت کیا کچھ گل کھلائے گی؟ ایمان والوں کو اس بارے میں بہت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔

مسجدِ نبوی اور روضۂ اقدس کے سامنے بھی بلند آواز سے سلام وکلام کرنا ممنوع ہے:

عَنِ السَّائِبِ بُنِ یَزِیُدَ قَالَ کُنُتُ قَائِمًا فِی الُمَسُجِدِ فَحَصَبَنِیُ رَجُلٌ فَنَظَرُتُ فَاِذَا عُمَرُ بُنُ الُخَطَّابِ فَقَالَ اِذُهَبُ فَاتِنِیُ بِهٰذَیُنِ فَجِئُتُه، بِهِمَا قَالَ مَنُ اَنُتُمَا اَوُمِنُ اَیُنَ اَنُتمَا قَالَا مَنُ اَهُلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوُ کُنُتمَا مِنُ اَهُلِ الُبَلَدِ لَاَوُجَعُتُکُمَا تَرُفَعَانِ اَصُوَاتَکُمَا فِیُ مسُجِدِ رَسُوُلِ اللّٰهِ ﷺ (بخاری)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھے کنکری ماری میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطابؓ تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا جاؤ ان دونوں کو میرے پاس لے کر آؤ۔ میں ان دونوں کو ان کے پاس لے آیا۔ آپؓ نے فرمایا تم کون لوگ ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ طائف کے باشندے ہیں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ کے باشندے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔

مسجدِ نبوی اور روضۂ اقدس کے پاس چیخ چیخ کر صلوۃ وسلام پڑھنے والوں کو حضرت عمرؓ کے اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئیے۔ جو لوگ ازواجِ مطہرات کے حجرات کے پاس آ کر اللہ کے رسول ﷺ کو چیخ کر پکارا کرتے تھے یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ اِلَیْنَا یعنی اے محمد ﷺ ہمارے لئے باہر تشریف لائیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا کہ ان میں اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے۔ آج بھی جو لوگ مسجدِ نبوی اور روضۂ اقدس کے پاس چیخ پکار کرنے والے ہیں وہ دین کی سمجھ سے محروم اور نبی ﷺ کی عظمت اور آپ کے بلند مقام سے ناواقف ہیں۔

خطیبِ انصار ثابت بن قیسؓ کی حالت:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِیْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔۔۔۔۔ (اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ ہونے دو اور نہ۔۔۔۔) تو ثابتؓ اپنے گھر بیٹھے رہے اور آپ ﷺ کی خدمت میں آنا جانا بند کر دیا آپ ﷺ نے سعد بن معاذؓ سے دریافت کیا کہ ثابت کیسے ہیں، کیا بیمار ہیں؟ سعد ان کے پاس آئے اور اللہ کے رسول ﷺ کے دریافت کرنے کا حال بیان کیا۔ ثابت بولے کہ اونچی آواز سے بولنے کی ممانعت ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ آپ ﷺ کی مجلس میں سب سے بلند میری ہی آواز ہو جاتی ہے تو مجھے یہ فکر و غم ہے کہ کہیں میں جہنمی نہ ہوں۔ سعدؓ نے آ کر یہ بات اللہ کے رسول ﷺ کو سنائی تو آپ نے فرمایا نہیں وہ جہنمی نہیں جنتی ہے۔

علماء اور مشائخِ دین کا ادب:

علمائے دین انبیائے کرامؑ کے وارثین ہیں۔ ان کا بھی یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہئیے۔ ان کے کسی قول وفعل میں ان سے پیش قدمی نہیں کرنی چاہئیے۔ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے ابودرداءؓ کو دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے آگے چل رہے ہیں تو آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ کیا تم ایسے شخص کے آگے چلتے ہو جو دنیا وآخرت میں تم سے بہتر ہے اور فرمایا کہ دنیا میں سورج کا طلوع اور غروب کسی شخص پر نہیں ہوا جو انبیاءؑ کے بعد ابوبکرؓ سے بہتر اور افضل ہو۔ اس لئے علماء نے فرمایا کہ اپنے استاد اور مرشد کے ساتھ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہئیے۔ صحابہؓ وتابعینؒ نے اپنے علماء ومشائخ کے ساتھ اسی ادب کا استعمال کیا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابنِ عباسؓ سے منقول ہے کہ جب میں کسی عالم صحابی سے کوئی حدیث دریافت کرنا چاہتا تھا تو ان کے مکان پر پہنچ کر ان کو آواز دینے یا ان کے دروازہ پر دستک دینے سے پرہیز کرتا تھا۔ دروازہ کے باہر بیٹھ کر انتظار کرتا تھا کہ وہ خود ہی باہر تشریف لائیں گے تو اس وقت ان سے دریافت کرلوں گا۔ وہ باہر آکر مجھے دیکھتے تو فرماتے اے اللہ کے رسول کے چچازاد بھائی آپ نے دروازہ پر دستک دے کر کیوں نہ اطلاع کردی تو ابنِ عباسؓ فرماتے کہ عالم اپنی قوم میں مثل نبی کے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی کی شان میں ہدایت دی ہے کہ ان کے باہر آنے کا انتظار کیا جائے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی عالم کے دروازہ پر جاکے دستک نہیں دی بلکہ اس کا انتظار کیا کہ وہ خود ہی جب باہر تشریف

لائیں گے تو اس وقت ملاقات کرلوں گا۔ (روح المعانی)

عظمتِ رسول ﷺ کی بلندی:

اَخۡبَرَنِیۡ عَلِیُّ بۡنُ حُسَیۡنٍ اَنَّ صَفِیَّةَ زَوۡجَ النَّبِیِّ ﷺ اَخۡبَرَتۡه' اَنَّهَا جَآءَ تُ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ تَزُوۡرُه' فِیۡ اِعۡتِكَافِهٖ فِی الۡمَسۡجِدِ فِی الۡعَشۡرِ الۡاَوَاخِرِ مِنۡ رَمُضَانَ فَتَحَدَّثَتۡ عِنۡدَه' سَاعَةً ثُمَّ قَامَتۡ تَنۡقَلِبُ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ مَعَهَا یُقَلِبُهَا حَتّٰی اِذَا بَلَغَتۡ بَابَ الۡمَسۡجِدِ عِنۡدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَةَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الۡاَنۡصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمَا النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی رِسۡلِكُمَا اِنَّمَا هِیَ صَفِیَّةُ بِنۡتُ حُیَیٍّ فَقَالَ سُبۡحَانَ اللّٰهِ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ كَبُرَ عَلَیۡهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ الشَّیۡطَانَ یَبۡلُغُ مِنَ الۡاِنۡسَانِ مَبۡلَغَ الدَّمِ وَاِنِّیۡ خَشِیۡتُ اَنۡ یَقۡذِفَ فِیۡ قُلُوۡبِكُمَا شَیۡئًا وَفِیۡ رِوَایَةٍ فَتَهۡلِكَا (ترجمان السنہ)

ترجمہ: حضرت علی بن حسین ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہ ؓ زوجۂ رسول ﷺ نے ان سے یہ بات بیان کی کہ وہ ایک مرتبہ دورانِ اعتکاف میں آپ ﷺ کی زیارت کے لئے مسجد میں آئیں یہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا۔ تھوڑی دیر آپ سے گفتگو کر کے رخصت ہونے کے لئے کھڑی ہوگئیں تو آپ ﷺ ان کو رخصت کرنے کے لئے ان کے ساتھ ساتھ چلے یہاں تک کہ وہ مسجد کے اس دروازہ کے پاس پہنچیں جو حضرت امِ سلمہ ؓ کے دروازے کے متصل تھا۔ دو انصاری اشخاص کا اس طرف سے گزر ہوا۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے ان سے فرمایا ذرا ٹھہرنا یہ میرے ساتھ صفیہ

بنتِ حیی (میری زوجہ) ہیں۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ سبحان اللہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں آپ کا یہ فرمان ان کے لئے بڑی مجوبی (شرمندگی) کا باعث بن گیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل میں میرے تعلق سے کوئی وسوسہ ڈال دے اورتم دونوں ہلاک ہو جاؤ۔

اللہ کی ذات کے بعد کسی کا مقام ہے تو وہ اللہ کے رسول ﷺ کا ہے۔نہ آپ کے سامنے پیش قدمی کر سکتے ہیں اور نہ آپ کی آواز پر آواز بلند کر سکتے ہیں اور نہ آپ کے خلاف بدگمانی کر سکتے ہیں۔آپ کے سامنے پیش قدمی کرنا، آپ کی آواز پر آواز بلند کرنا اور آپ کے تعلق سے کسی طرح کی بدگمانی کرنا یہ سب کفر کے شعبے ہیں۔ جب آپ اس دنیا میں موجود نہیں ہیں تو آپ کی شریعت اور سنت کے ساتھ یہ معاملہ کرنا بھی آدمی کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی شقاوت سے بچائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول ﷺ کی اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کی پوری طرح عظمت کو ملحوظ رکھ کر راہِ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۸) بشریتِ انبیاءؑ اور بشریتِ نبی ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه وَنَسْتَعِيْنُه وَنَسْتَغْفِرُه وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه وَمَنْ يُّضْلِلْه فَلَا هَادِيَ لَه وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه وَرَسُوْلُه اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًاo (الکھف۔۱۱۰)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے جیسا ہی ایک بشر ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ میرے پاس یہ وحی بھیجی جاتی ہے کہ تمہارا معبودِ حقیقی ایک ہی معبود ہے۔ جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اِنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْآ اِلَيْهِ

وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ o (حم سجدہ۔۶)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے جیسا ہی ایک بشر ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ میرے پاس یہ وحی بھیجی جاتی ہے کہ تمہارا معبودِ حقیقی ایک ہی معبود ہے۔تم سیدھے رہواسی کا رخ اختیار کرواوراسی سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرواور بڑی خرابی ہےشرک کرنے والوں کے لئے۔

انبیائے کرامؑ کی دعوت قبول کرنے میں اکثر ان کی بشریت رُکاوٹ بنی رہی:

تمام انبیائے کرامؑ جنسِ بشر ہی سے تھے۔جن اقوام کی طرف وہ مبعوث ہوئے انہوں نے یہی اعتراض کر کے انکاراور تکذیب کی راہ اختیار کی کہ تم ہمارے جیسے انسان ہی ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

۱) وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْجَاءَ هُمُ الْهُدٰى اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا o قُلْ لَّوْكَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا o (بنی اسرائیل۔۹۴،۹۵)

ترجمہ: جس وقت لوگوں کے پاس ہدایت آئی تو ان کو ایمان قبول کرنے سے صرف یہی بات مانع ہوئی کہ انہوں نے یوں کہا کہ کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین پر فرشتے چلتے پھرتے، رہتے بستے تو بے شک ہم ان کے لئے آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔

۲) اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اَلِیُمٌ o ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتُ تَّاْتِیُھِمُ رُسُلُھُمُ بِالُبَیِّنٰتِ فَقَالُوُا اَبَشَرٌ یَّھُدُوُنَنَا فَکَفَرُوُا وَتَوَلَّوُا وَّاسُتَغُنَی اللّٰہُ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیُدٌ o (التغابن۔۵،۶)

ترجمہ: کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے پہلے کفر کیا اور انہوں نے اپنے اعمال کی سزا چکھی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح ہدایت لے کر آتے رہے اور یہ لوگ یہی کہتے رہے کہ کیا بشر ہماری رہنمائی کریں گے؟ پھر انہوں نے انکار کیا اور ہدایت سے منہ پھیر لیا تو اللہ نے بھی ان کی پرواہ نہ کی اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور سب اچھے صفات سے متصف ہے۔

۳) قَالُوُا اِنُ اَنُتُمُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثُلُنَا تُرِیُدُوُنَ اَنُ تَصُدُّوُنَا عَمَّا کَانَ یَعُبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوُنَا بِسُلُطٰنٍ مُّبِیُنٍ o قَالَتُ لَھُمُ رُسُلُھُمُ اِنُ نَّحُنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثُلُکُمُ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی مَنُ یَّشَآءُ مِنُ عِبَادِہٖ (ابراہیم۔۱۰،۱۱)

ترجمہ: (ان کی قوم نے) کہا سوائے اس کے کہ تم نہیں ہو مگر ہمارے جیسے ایک انسان۔ تمہارا مقصد ہم کو ان چیزوں سے روکنا ہے جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے پس تم صاف اور صریح معجزہ پیش کرو۔ ان پیغمبروں نے ان کو یہ جواب دیا کہ بے شک ہم تمہارے جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں احسان کرتا ہے۔

عقل رکھنے والی مخلوق میں جنسِ بشر ہی سب سے افضل ہے:

اِذُ قَالَ رَبُّکَ لِلُمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیُ خٰلِقٌ بَشَرًا مِّنُ طِیُنٍ o فَاِذَا سَوَّیُتُہٗ وَنَفَخُتُ فِیُہِ مِنُ

رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِیۡنَ ○ (ص۔۷۱،۷۲)

ترجمہ: اور جب کہ آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں سو جب میں اس کو پوری طرح درست کر چکوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا۔

فرشتے، انسان اور جن تینوں عقل رکھنے والی مخلوقات کہلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ بشر کو سجدہ کریں اور اس حکم میں ابلیس (جنوں کا نمائندہ) بھی شامل تھا۔ فرشتے سجدہ میں گر پڑے اور ابلیس نے انکار کیا۔ سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ابلیس ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہِ الٰہی ہو گیا۔ اس واقعہ سے جنسِ بشر کی فضیلت فرشتوں اور جنوں پر قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کہ انبیائے کرامؑ کی بشریت کا انکار کرنے والے لوگ ان کو کس جنس میں شامل کرنا چاہتے ہیں!؟

بشریتِ انبیاء کا انکار:

قرآن کی صریح آیات اور بے شمار احادیث سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ تمام انبیائے کرامؑ اور ہمارے نبی ﷺ جنسِ بشر سے تھے۔ اس کے باوجود بھی اس امت میں ایسے فرقے پائے جاتے ہیں جو آپ کو بشر کہنے کو توہینِ رسول ﷺ سمجھتے ہیں! ایک دردناک واقعہ جو ہماری اس ریاست میں تقریباً چالیس پچاس سال پہلے پیش آیا۔ غالی لوگوں نے چالینج دیا تھا کہ کوئی اللہ کے رسول ﷺ کو بشر ثابت کرے تو اس کو دس ہزار روپئے (-/۱۰۰۰۰) انعام! ایک بھولے نوجوان نے قرآنِ مجید لے

جا کر وہ آیات دکھائیں جس میں آپ کی بشریت کا ذکر ہے تو فوراً ہی اس کو چھرا بھونک کر ختم کر دیا گیا! عقل رکھنے والی مخلوقات میں بشر ہی سب سے افضل ہے۔ انبیاءؑ اگر جنسِ بشر سے نہیں ہیں تو کیا جنسِ خدا سے ہیں؟ جب کہ خدا کی جنس میں اللہ کے سوا کوئی ہے ہی نہیں۔ مگر غالی لوگوں نے نبی کو خدا بنا کر ہی چھوڑا۔ ان کے اشعار ملاحظہ ہوں:۔

محمد مصطفیٰ محشر میں طٰہٰ بن کے نکلیں گے
اٹھا کر میم کا پردہ ہویدا ہو کے نکلیں گے
حقیقت جن کی مشکل تھی تماشہ بن کے نکلیں گے
جسے کہتے ہیں بندہ (قل ھواللہ) بن کے نکلیں گے
بجاتے تھے جو (اِنّی عبدہ) کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر (اِنی انا اللہ) کہہ کہ نکلیں گے
وہی جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

ایک مسجد کے محراب پر یوں لکھا ہوا دیکھا کہ "انا احمدٌ بلا میمٍ"۔ یہ جملہ بالکل غلط ہے کیونکہ احمد پر تنوین (دوزبر، دوزیر، دوپیش) نہیں آتی۔ کسی جاہل مطلق نے ایک جملہ چلا دیا تو اسے دیگر جہلاء نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا اور یہ فقرہ مسجد کی زینت بنا ہوا ہے! اس جملہ کا معنیٰ "میں بغیر میم کا احمد ہوں" ہے۔ احد اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور احمد

نبی ﷺ کا نام ہے۔بغیر میم کا احمد یعنی میں خود ''احد'' ہوں یعنی میں خود خدا ہوں! کیا اللہ کے رسول ﷺ یہ جملہ کہہ سکتے ہیں؟ کتنی غلط بات آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور توحید کے صاف عقیدہ کو کس طرح فاسد کیا گیا ہے!؟ ایسا عقیدہ رکھنے والے لوگ یقیناً کفر میں مبتلا ہو چکے ہیں۔قرآن کی آیات تو پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ تمام انبیاء ؑ جنسِ بشر سے تھے اور پھر نبی ﷺ کی زبانی کہلوایا گیا کہ آپ صاف کہہ دیجئے کہ میں تمہارے جیسا ہی بشر ہوں۔اس کے بعد بھی اگر کوئی آپ کو بشر نہیں مانتا تو اس کے کافر ہونے میں کیا شک ہے؟ کیا کافر کے سر پر سینگ نکلتے ہیں کہ اس سے وہ پہچانا جائے! اس سلسلہ کی چند احادیث سن لیجئے:

۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهَرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَه' اَزِيْدَ فِى الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِىْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِى الصَّلٰوتِهِ فَلْيَتَحَرَّى الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ الْيُسَلِّمْ ثُمَّ الْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھائی آپ سے عرض کیا گیا کہ کیا نماز کی رکعتیں بڑھا دی گئی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ آج آپ نے پانچ رکعتیں پڑھائیں۔یہ سن کر آپ نے سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کئے۔ایک دوسری روایت

میں یہ فرمایا کہ میں بھی ایک بشر ہوں جیسا تم ہو اور میں بھی بھول جاتا ہوں جیسا تم بھول جاتے ہو۔ جب میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو اور جب تم کو نماز میں شک پیش آجائے تو کسی ایک بات پر اپنی رائے کو جمائے اسی کے مطابق اپنی نماز پوری کرے اور پھر سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کر لیا کرے۔

۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْصِفُ نَعْلَه' وَيَخِيْطُ ثَوْبَه' وَيَعْمَلُ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِیْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِیْ ثَوْبَه' وَيَحْلُبُ شَاتَه' وَيَخْدِمُ نَفْسَه' (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے جوتے خود درست کر لیتے، اپنے کپڑے خود سی لیتے، اپنے گھر میں اس طرح کام کاج کرتے جیسا تم لوگ کرتے ہو۔ آپ انسانوں میں سے ایک انسان تھے اپنے کپڑوں میں جوئیں تلاش کرتے، اپنی بکری کا دودھ نکالتے اور اپنی ضروریات خود انجام دیتے تھے۔

۳) عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَلْجُوْعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَطْنِهٖ عَنْ حَجَرَيْنِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے غزوۂ خندق میں شدتِ بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ کھول کر دکھائے کہ ان پر ایک ایک پتھر بندھا ہوا تھا اس پر آپ ﷺ نے اپنا پیٹ کھول کر دکھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يَرٰى اَنَّه‘ يَاْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَاْتِيهِنَّ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ پر جادو کیا گیا اس کا اثر یہاں تک ہوا کہ آپ اپنی بیویوں کے پاس جاتے تھے مگر آپ کو قدرت نہیں ہوتی تھی۔

سفیانؒ کہتے ہیں کہ یہ جادو کی سب سے سخت ترین قسم تھی۔ ایک دن آپ نیند سے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ اے عائشہ جانتی ہو اللہ تعالیٰ نے جس بات کو میں نے پوچھا تھا اس کا پتہ دے دیا۔ دو فرشتے میرے پاس آئے ایک میرے سرہانے اور دوسرا میرے پیروں کی طرف بیٹھ گیا۔ جو سرہانے بیٹھا تھا اس نے دوسرے سے کہا کہ ان کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے کہا کس نے جادو کیا ہے؟ اس نے کہا کہ لبید بن عاصم نے جو قبیلۂ بنی زریق کا ایک آدمی اور یہود کا حلیف ہے، یہ شخص منافق تھا۔ اس نے پوچھا کہ یہ جادو کس چیز پر کیا گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک کنگھی اور کنگھی کے کشیدہ بالوں میں۔ اس نے پوچھا تو وہ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ وہ ایک نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں رکھ کر ذی اروان کنویں کے اندر پتھر کے نیچے ہے۔ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اس جادو کو نکالا اور فرمایا کہ یہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا۔ اس کا پانی ایسا تھا جیسا مہندی کا پانی سرخ ہوتا ہے۔ اس کے اردگرد درختوں پر ایسی وحشت تھی گویا کہ شیطانوں کے سر ہیں۔

۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِىْ مَرَضِهِ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِىْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ اِنْقِطَاعَ اَبْهُرِىْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جس بیماری میں اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہوئی آپ فرماتے تھے کہ اے عائشہ جو زہر آلود کھانا میں نے خیبر میں کھایا تھا اس کی تکلیف مجھے ہمیشہ محسوس ہوتی رہی لیکن اب اس زہر کے اثر سے مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ میری شہ رگ کٹ رہی ہے۔

خیبر یہودیوں کا گڑھ تھا آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تھے۔ ایک یہودیہ نے آپ کو ایک زہر آلود بکری کا دست بھیجا۔ جوں ہی آپ نے منہ میں رکھا تو اس کے دست نے آپ کو بتایا کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فوراً اگل دیا اس کے باوجود بھی اس کا اثر باقی رہا کہ آپ سینگی لگوایا کرتے تھے حتی کہ آخری وقت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس زہر کی وجہ سے اب میری رگِ جان کٹ رہی ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

جنگِ احد میں آپ ﷺ کی پیشانی پر زخم آیا اور آپ ﷺ کا دندانِ مبارک شہید ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس کا علاج اس طرح کیا جیسا کہ اور بشر کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ ڈھال میں پانی لا کر زخم پر ڈالتے تھے اور جب خون نہ رکا تو حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے چٹائی جلا کر زخم پر لگایا تو خون بند ہو گیا۔ آپ ﷺ کی پیدائش، آپ ﷺ کا بچپن، جوانی،

بڑھاپا، آپ ﷺ کی وفات اور تدفین یہ وہ سب خصوصیات ہیں جو جنسِ بشر سے تعلق رکھنے والی ہیں۔

امتیازی خصوصیات:

جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان وغیرہ کے افراد ایک ہی جنس کے ہونے کے باوجود ان میں امتیازی صفات بھی پائے جاتے ہیں۔ جس کی بنیاد پر اس فرد کو اس جنس سے خارج نہیں کر سکتے۔ ایک ہی ماں باپ کے دو بیٹوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ آفریقہ کا ایک کالا کلوٹا حبشی انسان لیجئے اور یوروپ کا گورا چٹا خوبصورت انسان لیجئے دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے؟ پتھروں میں معمولی پتھر بھی ہے اور لعل و یعقوت بھی پتھر ہی ہیں۔ اس طرح انبیائے کرامؑ نوعِ بشری سے تعلق رکھنے کے باوجود بے شمار امتیازی خصوصیات سے نوازے جاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم صفوں کو سیدھی رکھا کرو، میں تم کو جس طرح سے سامنے سے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ کو ایک مرتبہ کھانا پیش کیا گیا تو آپ نے کھانا شروع کیا۔ آپ لقمہ چبا رہے ہیں مگر نگلتے نہیں پھر فرمایا کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جو مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی ہے۔ حجۃ الوداع میں آپ نے منیٰ میں خطبہ دیا تو صحابہ کرامؓ جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی جو بہت دور دور تک پھیلے ہوئے تھے سب کو آپ کی آواز صاف صاف پہونچ رہی تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب کوئی بیمار ہوتا یا کسی کے جسم میں زخم ہوتا تو آپ ﷺ اپنا لُعب اللہ کا نام لے کر لگاتے تو وہ شفایاب

ہو جاتا۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صرف میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ تمام انبیاءؑ کا یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو صومِ وصال یعنی بغیر درمیان میں افطار کیئے ہوئے روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ آپ تو ایسا بھی کر لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کون میری طرح ہے کہ میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ آپ ﷺ کے دستِ مبارک کی خصوصیت یہ تھی کہ جب آپ بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک کر جسم پر پھیر لیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی آخری بیماری میں حضرت عائشہؓ معوذات پڑھ کر آپ کے ہاتھوں پر پھونک کر جسمِ مبارک پر پھیرا کرتی تھیں۔ تمام انبیائے کرامؑ کو مرنے سے پہلے جنت میں ان کا مقام دکھایا جاتا ہے اور ان کو وفات کا اختیار دیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کو جو غسل دیا گیا آپ کے کپڑے نہیں نکالے گئے اور آپ کے جنازہ میں کوئی امام نہیں تھا، سب نے انفرادی طور پر نماز پڑھی۔ پہلے فرشتوں نے پڑھی پھر آپ کے اہلِ خانہ اور اس کے بعد تمام صحابہؓ نے پڑھی۔ یہ بھی آپ کی خصوصیات میں سے ہے کہ جس جگہ آپ کی وفات ہوئی اسی جگہ آپ کو دفنایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم انبیائے کرامؑ ہیں ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو بھی ہم چھوڑتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔ یہ چند نمایاں خصوصیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھیں۔ اس کے باوجود آپ بشر بلکہ

سید البشر ہیں اور اللہ کے کامل بندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی ساری کائنات میں افضل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کی شریعت اور سنت کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۱۹) عبدیتِ انبیاءؑ اور عبدیتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَنَسْتَغْفِرُه‘ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ وَمَنْ يُّضْلِلْه‘ فَلَا هَادِىَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه‘ لَا شَرِيْكَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o تَبٰرَكَ الَّذِىْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًاo (الفرقان۔۱)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: بڑی برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی تا کہ وہ تمام اہلِ عالم کے لئے ڈرانے والا ہو۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّه‘ عِوَجًاo (الکہف۔۱)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندہ پر یہ کتاب نازل کی اور اس کتاب میں ذراسی بھی کوئی کجی نہیں رکھی۔

پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے سوائے قرآنِ مجید کے جو اللہ کا کلام اور

اس کی صفت ہے۔ قرآنِ مجید کا نزول اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس کلام کے نزول کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے قلب کو مہبط بنایا اور آپ ﷺ کو بندہ کے خطاب سے موسوم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ بندگی ہی سب اونچا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کی زندگی کا مقصد ہی عبادت قرار دیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ٥ (الذاریات۔۵۶)

ترجمہ: اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطہ پیدا کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔

جو چیز اور جو ذات اپنے مقصدِ تخلیق کو پورا کرنے والی ہوتی ہے وہی کامیاب اور قابلِ قدر اور قابلِ احترام ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اللہ کے رسول ﷺ سب سے بلند اور سب سے زیادہ کامیاب اور قابلِ احترام ہستی ہیں کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے کامل بندہ ہیں۔ تمام انبیائے کرامؑ بھی اللہ تعالیٰ کے کامل بندے تھے اور ان میں کامل ترین ہمارے نبی ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب میں آپ ﷺ کو بندہ کے لقب سے موسوم کر کے آپ ﷺ کو کامل بندگی کی سند عطا فرمائی ہے۔

۱) وَّاَنَّه‘ لَمَّا قَامَ عَبْدُاللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا٥ (الجن۔۱۹)

ترجمہ: اور یہ کہ جب اللہ کے خاص بندے (محمد ﷺ) خدا کی عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ لوگ ان پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑتے ہیں۔

۲) اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى٥ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى٥ اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى٥ اَوْ

اَمَرَ بِالتَّقْوٰیO (العلق۔۱۲-۹)

ترجمہ: بھلاتو نے اس شخص کو بھی دیکھا جو نماز سے روکتا ہے ایک خاص بندہ (محمد ﷺ) کو جب وہ نماز پڑھتا ہے بھلا بتاؤ اگر وہ بندہ صحیح راہ پر قائم ہے یا وہ پرہیز گاری کا حکم بھی دیتا ہو۔

۳) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَه‘ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَه‘ مِنْ هَادٍO (الزمر۔۳۶)

ترجمہ: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ (محمد ﷺ) کے لئے کافی نہیں ہے؟ یہ کافر آپ کو اللہ کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کو کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔

آپ ﷺ کا سب سے عظیم معجزہ اور اللہ کی طرف سے اعزاز معراج ہے۔ اس کا ذکر بھی فرمایا گیا تو آپ کو بندہ ہی کے لفظ سے موسوم کیا گیا۔

۴) سُبْحٰنَ الَّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِىْ بٰرَكْنَا حَوْلَه‘ لِنُرِيَه‘ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّه‘ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُO

(بنی اسرائیل۔۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ (محمد ﷺ) کو رات کے وقت مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں تا کہ ہم اس بندہ کو اپنی قدرت کی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہی (اللہ ہی) سب کچھ سننے والا اور

سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

بندگی سے عارو استکبار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دیں گے:

۱) لَنْ یَّسْتَنْكِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ یَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیَسْتَكْبِرْ فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا o فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًاo (النساء۔۱۷۲،۱۷۳)

ترجمہ: حضرت مسیحؑ کو اس بات سے ہرگز عار نہیں ہے کہ وہ اللہ کے بندہ ہوں اور نہ مقرب فرشتوں کو عار ہے۔اور جو شخص بھی اللہ کی بندگی کو عار سمجھے گا اور سرکشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایک وقت ضرور سب لوگوں کو اپنے پاس جمع کرے گا۔ پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے تو ان کو پورا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے زیادہ عطا فرمائے گا۔اور جن لوگوں نے اللہ کی بندگی کو اپنے لئے عار سمجھا اور سرکشی کی تو انہیں دردناک عذاب دے گا۔ یہ لوگ اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ مددگار۔

۲) اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًاo (مریم۔۹۳)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ رحمٰن کا بندہ بن کر حاضر ہوگا۔

شہادتین کی گواہی میں آپ ﷺ کی رسالت سے پہلے آپ کی بندگی کا اقرار کرنا ہے:

۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه، وَرَسُوْلُه، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمُضَانَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور رسول ہیں نماز کو قائم کرنا (صاحبِ نصاب ہونے پر) زکوۃ ادا کرنا (صاحبِ استطاعت ہونے پر) حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

۲) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَاشَرِيْكَ لَه، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه، وَرَسُوْلُه، وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُه، وَابْنُ اَمَتِهٖ وَكَلِمَتُه، اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول

ہیں۔ اور یہ کہ عیسیٰؑ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس کی بندی کے بیٹے ہیں اور اس کے کلمہ سے جو اس نے مریمؑ کی طرف ڈالا تھا پیدا ہوئے اور اس کی روح ہیں۔ جنت اور جہنم دونوں حق ہیں۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے چاہے اس کے اعمال کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

اللہ کے رسول ﷺ اپنی عبدیت اور بندگی کو باعثِ افتخار اور اعزاز سمجھتے رہے:

۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ۔۔۔۔" (ابوداود)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتے تھے "اے میرے اللہ ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پروردگار میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو اکیلا مالک اور پروردگار ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے اے میرے اللہ ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پروردگار میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد تیرے بندہ اور رسول ہیں۔۔۔۔"

۲) عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اتنا طویل قیام کیا (نماز پڑھی)

یہاں تک کہ آپ کے قدموں پر ورم آ گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں جبکہ آپ کے سارے اگلے پچھلے گناہ معاف کردئے گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں (اللہ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاعَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَآءَ نِيْ مَلَكٌ وَاِنَّ حُجْزَتَه' لَتُسَاوِيَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَيَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا فَنَظَرْتُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ فَاَشَارَ اِلَيَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ وَفِيْ رِوَايَةِ اِبْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ كَالْمُسْتَشِيْرِ لَه' فَاَشَارَ جِبْرَئِيْلُ بِيَدِهٖ اَنْ تَوَاضَعْ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا قَالَتْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَاْكُلُ مُتَّكِئًا يَقُوْلُ اٰكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ (شرح السنہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے۔ ایک فرشتہ میرے پاس آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی اور اس نے کہا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ اگر چاہیں تو نبی اور بندہ بنیں اور آپ چاہیں تو نبی اور بادشاہ بنیں (یعنی دو چیزوں میں سے ایک اختیار کریں)۔ میں نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا۔ جبرئیلؑ نے اشارہ کیا اپنے نفس کو پست کرو۔ حضرت ابنِ عباسؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جبرئیلؑ کی طرف التفات کیا گویا کہ آپ ان سے مشورہ طلب کررہے

ہیں۔انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کرو۔ پھر میں نے کہا کہ میں نبی اور بندہ بننا چاہتا ہوں۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اس کے بعد سے کبھی ٹیک لگا کرنہیں کھاتے تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اس طرح کھاتا ہوں جس طرح غلام کھاتا ہےاوراس طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے۔

۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جَلَسَ عَلَی الْمِنبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَہ، مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا مَاشَاءَ وَبَیْنَ مَاعِنْدَہ، فَاخْتَارَمَا عِنْدَہ، فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ قَالَ فَدَیْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَہ، فَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الشَّیْخِ یُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَہ، مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا مَاشَاءَ وَبَیْنَ مَاعِنْدَہ، وَھُوَ یَقُوْلُ فَدَیْنَاكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ الْمُخَیَّرَ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمُنَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے مرضِ وفات میں مسجد تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے پھر فرمایا کہ اللہ نے ایک بندہ کو اس بات کا اختیار دیا کہ وہ دنیا کی زینت کو اختیار کرے یا جو اللہ کے پاس ہے اس کو اختیار کرے تو اس بندہ نے جو اللہ کے پاس ہے اس کو اختیار کیا۔پس یہ سن کر ابوبکرؓ رونے لگے اور کہا کہ ہم اور ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ہم ابوبکرؓ پر تعجب کرنے لگے۔لوگوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ تو کسی بندہ کا ذکر کر رہے ہیں جس کو اللہ نے اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی زینت اختیار کرے یا جو اس کے پاس ہے اس کو اختیار کرے اور یہ رو رہے

ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اور ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔ آخر میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ بندہ سے مراد اللہ کے رسول ﷺ خود تھے اور ابو بکرؓ ہم میں سب سے زیادہ عقل و فہم رکھنے والے تھے۔

معراج میں آپ ﷺ اس بلندی پر پہنچے کہ جہاں کسی فرشتے کی بھی رسائی نہیں ہے اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا وہ قرب حاصل ہوا جو کسی کو نہیں ہوا۔ امام رازیؒ اپنے والد ماجد سے ناقل ہیں کہ میں نے ابو القاسم سلیمان انصاریؒ کو یہ کہتے سنا کہ شبِ معراج میں حق تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کون سا لقب اور کون سی صفت سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا صفتِ عبدیت تیرا بندہ ہونا مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اس لئے جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو اس سورۃ کو اللہ تعالیٰ نے "سبحان الذی اسریٰ بعبدہ" (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو راتوں رات لے گیا) سے شروع فرمایا۔ انسان کے لئے اللہ کی بندگی اور عبدیت سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں ہے۔ ہم بھی اگر اللہ کے کامل بندے بننا چاہتے ہیں تو اللہ کے رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چلیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ ﷺ کی اطاعت، اتباع، آپ کی تعظیم اور آپ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۰) فریضۂ رسالت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ‘ وَنَسْتَعِیْنُہ‘ وَنَسْتَغْفِرُہ‘ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہ‘ وَمَنْ یُّضْلِلْہ‘ فَلَا ھَادِیَ لَہ‘ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ‘ لَا شَرِیْكَ لَہ‘ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہ‘ وَرَسُوْلُہ‘ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہ‘ وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ o

(المائدہ۔۶۷)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اس سب کو لوگوں تک پہنچا دیجئے اور بالفرض آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے رسالت کی ذمہ داری پوری نہیں کی اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔

اس بیان میں آپ کے سامنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائضِ رسالت کا مختصر

ذکر کیا جائے گا۔

۱) دعوت، تبلیغ اور انذار:

۱) اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَھُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُھۡتَدِیۡنَ o (النحل۔۱۲۵)

ترجمہ: (اے رسول ﷺ) اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت سے اور عمدہ نصیحت کے ذریعہ سے بلایئے اور ان کے ساتھ بہتر طریقہ سے مباحثہ کیجئے۔ بے شک آپ کا رب اس کو بھی جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہے۔

۲) یٰۤاَیُّھَا الۡمُدَّثِّرُ o قُمۡ فَاَنۡذِرۡ o وَرَبَّکَ فَکَبِّرۡ o (المدثر۔۳-۱)

ترجمہ: اے لحاف میں لپٹنے والے اٹھ کھڑے ہو جایئے اور ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کیجئے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

قرآن کی آیات جس میں یہ کہا گیا ہے کہ وَمَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلَاغُ الۡمُبِیۡنُ o (العنکبوت۔۱۸) {اور رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے} اور آپ ﷺ سے فرمایا گیا فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَیۡکَ الۡبَلَاغُ الۡمُبِیۡنُ o (النحل۔۸۲) {اور اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو (اے رسول ﷺ) آپ کی ذمہ داری تو صرف صاف

صاف پہنچا دینا ہے}۔ اس مضمون کی آیات سے کچھ لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ انبیاء اور رسل کی ذمہ داری صاف پہنچا دینے کے سوا آگے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے فریضۂ رسالت کا ایک ناقص تصور انہوں نے اپنے ذہن میں بٹھا لیا، اسی کو سب کچھ سمجھ لیا اور اسی میں محدود ہو کر رہ گئے۔

۲) جہاد وقتال کا حکم:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْآ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاَسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں پھر اگر وہ ایسا کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے بچا لیا ہاں جو باز پرس اسلامی قانون کے تحت ہوگی وہ اب بھی باقی رہے گی اس کے بعد ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے براہِ راست رسول ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

فَقَاتِلُ فِیُ سَبِیُلِ اللّٰہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفُسَکَ وَحَرِّضِ الُمُؤُمِنِیُنَ عَسَی اللّٰہُ اَنُ یَّکُفَّ بَاُسَ الَّذِیُنَ کَفَرُوُا وَاللّٰہُ اَشَدُّ بَاُسًا وَاَشَدُّ تَنۡکِیُلًاO (النساء۔۸۴)

ترجمہ: (اے رسول ﷺ) آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے آپ سوائے اپنے ذاتی فعل کے کسی اور کے ذمہ دار نہیں ہیں اور مسلمانوں کو قتال کی ترغیب دیجئے اور اللہ تعالیٰ سے بعید نہیں ہے کہ وہ کافروں کی لڑائی کو روک دے اور اللہ تعالیٰ جنگ کے اعتبار سے بڑا طاقتور اور سزا دینے کے لحاظ سے بہت سخت ہے۔

نیز آپ ﷺ کو کفار اور منافقین کے تعلق سے سختی برتنے کا حکم دیا گیا:

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الُکُفَّارَ وَالُمُنٰفِقِیُنَ وَاغُلُظُ عَلَیُھِمُ وَمَاُوٰاھُمُ جَھَنَّمُ وَبِئُسَ الُمَصِیُرُO (التوبہ۔۷۳)

ترجمہ: اے نبی ﷺ کفار سے اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیجئے اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت بری جگہ ہے۔

جہاد وقتال کی بہت ساری آیات میں سے یہ دو تین آیتیں آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ قیامِ دینِ حق کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے دعوت اور تبلیغ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرامؑ کو جہاد وقتال کا بھی حکم دیا۔ یہ دنیا اللہ کی حقیقی ملکیت ہے، وہی اس زمین کا شہنشاہ اور تمام کائنات کا حاکمِ مطلق ہے۔ اس کی زمین پر رہنے کا اسی کو حق ہے جو اس کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اس کے قوانین کی پیروی کرتا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا ہے۔ اس دنیا میں انبیاء اور

رسلؑ کی بعثت کا اصل مقصد روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا نفاذ کرنا ہوتا ہے۔ اس دنیا پر کسی شخص یا گروہ یا غیر اللہ کی کوئی حکمرانی باقی نہ رہے اور دین وشریعت صرف اللہ کے لئے ہوجائے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّه لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ o (الانفال۔۳۹)

ترجمہ: اور (کافروں سے) قتال جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ کا نام ونشان باقی نہ رہے اور دین تمام تر اللہ ہی کا ہوجائے پھر اگر یہ لوگ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔

جب لوگوں کے سامنے دین کو پیش کیا جائے گا اگر وہ اس کو قبول کر کے دین کے دائرے میں آتے ہیں تو یہ ان کے لئے دین ودنیا دونوں کی بہتری کا سبب ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر وہ دائرۂ اسلام میں آنا نہیں چاہتے کیونکہ دین میں جبر واکراہ نہیں ہے مگر اسلامی ریاست میں اپنی بود باش باقی رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں اسلامی قانون کے تحت معمولی جزیہ ادا کر کے رہنے کی اجازت ہوگی۔ کچھ لوگ اپنی محکومیت اور مغلوبیت کا اقرار کر کے اسلامی سربراہ کی پناہ لیں تو اسلامی قانون اپنے رحم وکرم کی بناء پر ان کے جان ومال کی حفاظت کی ذمہ داری لے گا۔ ایسے لوگوں کو ذِمّی کہا جاتا ہے۔ ان دو حالتوں کے ممکن نہ ہونے کی صورت میں تیسری چیز میدانِ جنگ میں جہاد وقتال کی ہے۔

انبیائے کرامؑ کو اللہ تعالیٰ محض بے زور ناصح اور حقیر مبلغ کی حیثیت سے نہیں بھیجتا بلکہ حکومتِ الٰہیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے مبعوث کرتا ہے اور جو لوگ حکومتِ الٰہی کے موافق نہیں رہنا چاہتے اور سرکشی کرتے ہیں تو ان کی گوش مالی کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ o (الحدید۔۲۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح احکامات کے ساتھ بھیجا اور ان پر کتابیں اور طریقۂ عدل نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا پیدا کیا کہ اس میں سخت لڑائی کا سامان ہے اور لوگوں کے اس سے بہت سے فائدے بھی وابستہ ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ کون بغیر دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت قوت والے اور بہت زبردست ہیں۔

وَكَاَیِّنْ مِّنْ نَّبِیٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّیُّوْنَ كَثِیْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ o (آل عمران۔۱۴۶)

ترجمہ: بہت سے نبی ایسے ہو چکے ہیں کہ جن کے ساتھ (مل کر) بکثرت باخدا لوگوں نے قتال کیا۔ پھر اللہ کی راہ میں جو تکلیف ان کو پہنچی اس میں نہ تو انہوں نے ہمت ہاری، نہ سست ہوئے اور نہ دشمنوں کے آگے جھکے اور اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہنے والوں سے

محبت کرتا ہے۔

نبی ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جارہے تھے تو آپ کو اس دعا کی تلقین کی گئی:

قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًاO (بنی اسرائیل۔۸۰)

ترجمہ: آپ کہئے کہ اے میرے رب جہاں مجھ کو پہنچا خوبی کے ساتھ پہنچا اور جہاں سے مجھ کو نکال خوبی کے ساتھ نکال اور مجھے اپنے پاس سے حکومت کی مدد عطا فرما۔

۳) اظہارِ دین اور غلبہ ٔ دین:

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِؤُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَO هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَO (التوبہ۔۳۲،۳۳)

ترجمہ: (وہ اہلِ کتاب) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کئے بغیر نہیں رہے گا اگرچہ کافر کتنا ہی برا مانیں۔ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرک کتنا ہی برا مانیں۔

یہ دونوں آیتیں تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ سورۂ صف میں بھی آئی ہیں۔

سورۂ فتح میں فرمایا گیا:

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیۡدًاO (الفتح۔۲۸)

ترجمہ: اللہ کی ذات وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور اللہ حق کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت کا سامان یعنی قرآن اور دینِ حق یعنی اسلام دے کر اس لئے بھیجا کہ اس کو دنیا کے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کی یہ خوش خبری اکثر زمانوں اور حالات کے اعتبار سے ہے۔ غلبۂ حجت اور دلیل کے اعتبار سے تو یہ دین دائمی طور پر اور ہمیشہ غالب ہی رہے گا۔ حضرت مقدادؓ کی حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روئے زمین میں کوئی کچا پکا مکان باقی نہ رہے گا کہ جس میں اسلام کا کلمہ داخل نہ ہو جائے۔ عزت داروں کی عزت کے ساتھ ذلیلوں کی ذلت کے ساتھ۔ جن کو اللہ تعالیٰ عزت دیں گے وہ مسلمان ہو جائیں گے اور جن کو ذلیل کرنا ہوگا وہ اسلام کو قبول تو نہ کریں گے مگر اسلامی حکومت کے تابع ہو جائیں گے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ ایک ہزار سال کے قریب اسلام کی شان وشوکت پوری دنیا پر چھائی رہی۔ غلبۂ دین اور اظہارِ دین کا ذریعہ جہاد اور قتال رہا ہے اور یہ جہاد وقتال کا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک کہ دنیا میں فتنہ باقی نہ رہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّه لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ (الانفال۔۳۹)

ترجمہ: اور (کافروں سے) قتال جاری رکھو یہاں تک کہ فتنہ کا نام ونشان باقی نہ رہے اور دین تمام تر اللہ ہی ہو جائے پھر اگر یہ لوگ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔

چنانچہ جہاد وقتال کی اس اہمیت کے پیشِ نظر نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ لَا اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ نادار مسلمان مجھ سے پیچھے رہ جانے سے خوش نہیں ہوں گے اور مجھے ایسی کوئی سواری میسر نہیں ہے کہ سب کو لے کر چلوں تو میں اللہ کی راہ میں جانے والے کسی لشکر سے بھی پیچھے نہ رہتا۔ میری تمنا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

۴) تلاوتِ آیات، تعلیمِ کتاب وحکمت اور تزکیہ:

عوام الناس کے نقطۂ نظر سے فریضۂ رسالت کے مراحل دعوت وتبلیغ، انذار وتبشیر، جہاد وقتال ہیں یہاں تک کہ تمام ادیان پر دینِ اسلام کا غلبہ ہو جائے۔ اس دین کو قبول کر کے آپ ﷺ کے حلقہ میں شامل ہونے والوں کے لئے آپ ﷺ کا فریضہ تعلیم وتزکیہ تھا۔ چنانچہ فرمایا گیا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

(آل عمران۔۱۶۴)

ترجمہ: درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بہت بڑا احسان کیا کہ انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث کیا جو ان پر اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں، ان کے نفوس کا تزکیہ کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

اس مضمون کی قرآن میں چار جگہ آیات آئی ہیں۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۹، جس میں ابراہیمؑ نے اپنی اولاد میں ایک نبی کی دعا کی جو اوپر بیان کئے ہوئے فرائض انجام دے۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۱، میں اپنے انعامات بیان کرتے ہوئے رسول ﷺ کے یہی فرائض بیان کئے ہیں۔ سورۂ جمعہ کی آیت نمبر ۲ میں بھی رسول ﷺ کے انہیں چار فرائض کا ذکر ہے۔ ۱) تلاوتِ آیات ۲) تزکیۂ نفوس ۳) کتاب کی تعلیم

۴) حکمت کی تعلیم۔

اللہ کے رسول ﷺ کو اس فریضۂ رسالت کی ذمہ داری کا شدید احساس رہتا تھا۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ نے اہم ہدایات ارشاد فرمانے کے بعد پوچھا کہ اَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّیْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ، قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَ نَصَحْتَ فَقَالَ بِاِصْبَعِهٖ السَّبَابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَاءِ وَ يَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (تمہیں میرے بارے میں کل پوچھا جائے گا تم کیا جواب دو گے، دیکھو کیا میں نے تم کو دین پہنچا دیا؟ صحابہ کرامؓ نے اقرار کیا کہ بے شک آپ نے دین پہنچا دیا، امانت کو ادا کر دیا اور نصیحت کا حق ادا کر دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور اس کو لوگوں کی طرف جھکایا اور فرمایا اے اللہ تو گواہ رہ اے اللہ تو گواہ رہ اے اللہ تو گواہ رہ [تین بار]۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اس مجمع میں موجود ہیں وہ غائبین تک اس بات کو پہنچائیں)۔

غائبین میں وہ لوگ بھی ہیں جو دنیا میں اس وقت موجود تھے مگر مجمع میں حاضر نہیں تھے اور وہ لوگ بھی داخل ہیں جو اب تک پیدا نہیں ہوئے تھے۔ ان کو پیغام پہنچانے کا طریقہ علمِ دین کی نشر و اشاعت تھی جس کو صحابہ کرامؓ نے پوری کوشش سے انجام دیا۔ اسی کا اثر تھا کہ انہوں نے حضورِ اکرم ﷺ کے ارشادات اور کلمات کو اللہ کی ایک امانت کی طرح محسوس کر کے مقدور بھر کوشش کی کہ آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے

نکلا کوئی کلمہ ایسا نہ رہے جو امت تک نہ پہنچے۔

علمائے دین انبیائے کرامؑ کے وارث ہیں۔ آپ ﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں اور یہ امت آخری امت ہے۔ اس لئے اب فریضۂ رسالت کی ذمہ داری عمومی طور پر اس امت پر اور خصوصی طور پر علمائے دین پر عائد ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ذمہ داری کو صحیح طور پر سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۱) انبیائے کرامؑ کی اور نبی ﷺ کی دعوت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِo (الانبیاء۔۲۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علیٰ ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اورآپ (ﷺ) سے پہلے ہم نے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا کہ جس پر ہم نے یہ وحی نازل نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے پس تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ فَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْھُمْ مَّنْ ھَدَی اللّٰہُ وَمِنْھُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْہِ الضَّلٰلَۃُ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَo (النحل۔۳۶)

ترجمہ: یقیناً ہم نے ہرقوم میں رسول کو بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرواور ہر گمراہی کی طرف بلانے والے سے بچو پھر کسی کو ان میں سے اللہ نے ہدایت کی اور کسی پر گمراہی ثابت ہوگئی۔ پس تم زمین میں سفر کر کے دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

تمام انبیائے کرامؑ اور نبی ﷺ کی دعوت ہر قسم کے شرک سے اور گمراہی سے بچ کر ایک اللہ کی بندگی کی دعوت تھی۔ اصل بندگی یہ ہے کہ انسان اپنے ایمان کو درست کرے اور اللہ کے رسول ﷺ کی پیروی کرے۔ لفظ طاغوت، طغیٰ سے ہے جس کے معنی سرکشی کرنے کے ہیں۔ طاغوت سے مراد شیطان، ہر سرکش سردار، بت، معبودِ باطل اور ہر وہ چیز جس کی خدا کے حکم کے خلاف اطاعت اور بندگی کی جائے۔

(قاموس القرآن)

۱) قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ٥ (الاعراف۔۱۵۸)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں جس کی حکومت سب آسمانوں اور زمین میں قائم ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور اور وہی موت دیتا ہے۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی اُمی پر ایمان لاؤ جن کی شان یہ ہے کہ وہ خود بھی اللہ پر اور اس کی تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ تم سب اس نبی کی پیروی کرو تا کہ تم صحیح راستہ پاؤ۔

۲) قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ٥ (یوسف۔۱۰۸)

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ میری راہ تو یہی ہے کہ میں پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور جو میرے پیرو ہیں وہ بھی۔اور اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

۳) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ٥ (آل عمران۔۶۴)

ترجمہ: آپ اہلِ کتاب سے کہہ دیجئے کہ اے اہلِ کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالیں۔اگر وہ منہ پھیرلیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو فرمانبردار ہیں۔

۴) قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ٥ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ٥ (الرعد۔۳۶،۳۷)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کروں اور

اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں۔ میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانہ ہے۔ اور اس طرح ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے جو ایک فرمان ہے عربی زبان میں۔ اگر باوجود اس کے کہ آپ کے پاس صحیح علم آچکا ہے آپ نے ان (کافروں) کی خواہشات کی اتباع کی تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا حمایتی ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔

۵) الٓرٰ کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ○ (ابراہیم۔۱)

ترجمہ: الر، قرآن ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی جانب اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ بنی نوع انسان کو ان کے رب کے حکم سے تاریکیوں سے نکال کر اس روشنی کی طرف، جو ایک زبردست خوبیوں والے کی راہ ہے لے آئیں۔

۶) فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِیۡنَ○ اِنَّا كَفَیۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِیۡنَ○ (الحجر۔۹۴،۹۵)

ترجمہ: جن باتوں کا ہم نے آپ کو حکم دیا ہے آپ علی الاعلان سنا دیجئے اور مشرکوں کی پرواہ نہ کیجئے بے شک ہم آپ کی طرف سے ان مذاق کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔

۱) عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرۡتُ اَنۡ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشۡهَدُوۡا اَنۡ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَیُقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤۡتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا

فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَآءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، نماز کو قائم کریں اور صاحبِ نصاب ہونے پر زکوۃ دیں۔ پھر جب وہ ایسا کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے بچالیا سوائے اس کے کہ شریعت کے ضابطہ کے موافق جو باز پرس ہوگی وہ باقی رہے گی۔ اس کے بعد ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔

۲) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ بَعَثْتَنِیْ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ وَاَمَرْتَنِیْ بِهَا وَوَعَدْتَنِیْ عَلَيْهَا الْجَنَّةَ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، اَلَا اَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكُمْ (کنزالعمال۔۱۳۷)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو صحابہؓ آپ ﷺ کے اطراف تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اپنے ہاتھ اٹھاؤ اور لا الٰہ الا اللہ والحمد للہ کہو۔ اے اللہ آپ نے مجھے اس کلمے کے ساتھ بھیجا اور مجھے اس کا حکم دیا ہے اور اس پر آپ نے مجھ سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور بے شک آپ وعدہ خلافی

نہیں کرتے۔(صحابہؓ سے فرمایا کہ) آگاہ ہوجاؤ، خوش خبری سن لو کہ اللہ نے تم سب کی مغفرت کردی۔

۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَانَ جِبْرِیْلُ عِنْدَ رَاسِیْ وَمِیْکَائِیْلُ عِنْدَ رِجْلِیْ یَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: اِضْرِبْ لَهٗ مَثَلًا، فَقَالَ: اِسْمَعْ سَمِعَتْ اُذُنُكَ وَاعْقَلْ عَقَلَ قَلْبُكَ اِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ اُمَّتِكَ کَمَثَلِ مَلَكٍ اِتَّخَذَ دَارًا ثُمَّ بَنٰی فِیْهَا بَیْتًا ثُمَّ بَعَثَ رَسُوْلًا یَدْعُوا النَّاسَ اِلٰی طَعَامِهٖ فَمِنْهُمْ مَنْ اَجَابَ الرَّسُوْلَ وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَکَهٗ، فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ، وَالدَّارُ الْاِسْلَامُ، وَالْبَیْتُ الْجَنَّةُ، وَاَنْتَ یَامُحَمَّدُ رَسُوْلُهٗ، فَمَنْ اَجَابَكَ دَخَلَ الْاِسْلَامَ وَمَنْ دَخَلَ الْاِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ اَکَلَ مِمَّا فِیْهَا

(کنزالعمال۔۲۶۴)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جبرئیلؑ میرے سرہانے اور میکائیلؑ میرے پائینتی کھڑے ہیں۔ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ ان کی کوئی مثال بیان کرو۔دوسرے نے مجھے مخاطب ہوکر کہا کہ سنئے آپ کے کان تو سنتے رہیں اور آپ کا دل سمجھتا رہے۔آپ کی مثال اور آپ کی امت کی مثال ایک ایسے بادشاہ کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس میں ایک (شاندار نعمتوں بھرا) کمرہ بنایا پھر ایک داعی کو بھیجا جو لوگوں کو دعوت پر بلائے۔کچھ لوگوں نے دعوت کو قبول کیا کچھ لوگوں نے چھوڑ دیا۔بادشاہ تو

اللہ تبارک وتعالیٰ ہے اور وہ گھر اسلام ہے اور اس میں جو (شاندار) کمرہ بنایا گیا ہے وہ جنت ہے اور اے محمد ﷺ آپ اللہ کے داعی ہیں۔ جس نے آپ کی دعوت کو قبول کیا وہ اسلام میں داخل ہوا اور جو اسلام میں داخل ہوا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جو جنت میں داخل ہوا وہ وہاں کی نعمتیں کھائے گا۔

۴) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَالَوْا بَا یِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ شَیْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصُوْنِیْ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِی الدُّنْیَا فَهُوَ لَهٗ کَفَّارَةٌ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهٗ اِلَی اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت جو آپ ﷺ کے گرد تھی فرمایا کہ آؤ تم سب مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور بدکاری نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور کوئی بہتان اپنے ہاتھوں پیروں سے نہ گھڑو گے۔ تمام نیک باتوں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پس تم میں سے جو بھی اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ اور جو کسی گناہ کا مرتکب ہو جائے اور اسے دنیا میں سزا دی جائے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔ اور جو کوئی کسی گناہ میں مبتلا

ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ اللہ کے ذمہ ہے چاہے اسے سزا دے یا معاف کرے۔

۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِىْ يَابَنِىْ فِهْرٍ يَابَنِىْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِىْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِىَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّىْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَىْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّالَكَ سَائِرَالْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْن (اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ) نازل ہوئی آپ ﷺ کوہِ صفا پر چڑھے اور پکارنا شروع کیا اے بنی فہر اور اے بنی عدی، قریش کی تمام شاخوں کو نام بنام پکارنا شروع کیا یہاں تک کہ سب لوگ جمع ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں ایک خبر دوں کہ اس وادی میں ایک لشکر اترا ہے جو تمہیں تباہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھے سچا جانو گے؟ سب نے کہا بے شک کیوں کہ ہمارا ہمیشہ کا تجربہ ہے کہ آپ نے سچ کے سوا کوئی بات نہیں کی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کے شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں جو تم پر اترنے والا ہے (اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ گے)۔ ابولہب نے کہا سارے دن تیری

تباہی ہو۔کیا اسی لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس پر تَبَّتْ يَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور وہ بر باد ہو گیا) سورۃ نازل ہوئی۔

٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا النَّبِیُّ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَابَنِیْ كَعْبِ بْنِ لُوَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَابَنِیْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَابَنِیْ عَبْدِالشَّمْسِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَابَنِیْ عَبْدِ مُنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَابَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَابَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ) نازل ہوئی آپ ﷺ نے قریش کے لوگوں کو خطابِ عام اور خاص سے بلایا اور فرمایا اے فرزندانِ کعب بن لوی اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ (ایمان لاؤ)، اے فرزندانِ مرہ بن کعب اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ (ایمان لاؤ)، اے فرزندانِ عبدالشّمس اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ (ایمان لاؤ)، اے عبدِ مناف اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ (ایمان لاؤ)، اے فرزندانِ بنی ہاشم اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ (ایمان لاؤ)، اے فرزندانِ عبدِ المطلب اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

(ایمان لاؤ)، اۓ فاطمہ اپنے نفس کو جہنم کی آگ سے بچا۔ میں (اللہ کے عذاب سے بچانے میں) تمہارے کچھ کام نہیں آسکتا البتہ قرابت کا جو حق ہے میں اس کو ادا کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو سارے انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا کہ ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیں اور غیر اللہ کی عبادت سے منع کریں۔آپ کی دعوت ایمان اور عملِ صالح کی دعوت تھی، اصل عبادت یہ ہے کہ آدمی اپنے ایمان کو درست کرے، اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مان کر ان کی پوری اطاعت اور اتباع کرے۔ایمان پر جو اجر جنت کی شکل میں ملنے والا ہے وہ آخرت کی زندگی میں ملے گا اور کفر و تکذیب پر جو سزا جہنم کی شکل میں ہونے والی ہے وہ بھی آخرت میں ہوگی۔ یہ آپ ﷺ کی دعوت کا خلاصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کر کے آپ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۲) معراجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه، وَنَسْتَعِيْنُه، وَنَسْتَغْفِرُه، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه، وَمَنْ يُّضْلِلْه، فَلَا هَادِىَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَا شَرِيْكَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه، وَرَسُوْلُه، اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o سُبْحَانَ الَّذِىْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِىْ بٰرَكْنَا حَوْلَه، لِنُرِيَه، مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّه، هُوَالسَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ o (بنی اسرائیل۔۱)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو رات کے وقت مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا جس کے اطراف ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں تا کہ اس بندہ کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہی (اللہ تعالیٰ) سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى o عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى o عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى o اِذْ

يَغۡشَى السِّدۡرَةَ مَا يَغۡشٰى o مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰى o لَقَدۡ رَاٰى مِنۡ اٰيٰتِ رَبِّهِ الۡكُبۡرٰى o (النجم۔۱۸-۱۳)

ترجمہ: بلاشبہ انہوں نے اس کو (جبرئیلؑ کو حقیقی شکل میں) ایک اور مرتبہ بھی دیکھا۔ اس بیری کے درخت کے پاس جو منتہائے حد پر واقع ہے۔ اس کے قریب ہی جنت الماوی ہے۔ اس درخت پر چھا رہا تھا جو کچھ بھی چھا رہا تھا۔ (نبی ﷺ کی) نگاہ نہ ٹیڑھی ہوئی اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ بے شک انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

ان آیات میں نبی ﷺ کے سب سے بڑے معجزے اسریٰ اور معراج کو بیان کیا گیا ہے۔ لفظ اَسۡرٰی اِسراء سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔ اس کے بعد لفظ لَيۡلًا نکرہ لایا گیا ہے جس سے بھی صراحت ہوتی ہے کہ یہ واقعہ رات میں اور رات کے مختصر لمحات میں پیش آیا۔ مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصی تک کا جو سفر ہوا اسے اسریٰ اور وہاں سے آسمانوں کی طرف جو سفر ہوا اسے معراج کہتے ہیں۔ بعض اوقات دونوں ہی کے لئے معراج کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ معراج کے واقعہ کی تاریخ میں بہت سی روایات ہیں مگر یہ تو یقینی ہے کہ معراج ہجرتِ نبوی ﷺ سے اور حضرت خدیجہؓ کی وفات سے پہلے ہوئی۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ ہجرت سے ایک سال قبل ربیع الثانی میں ہوئی مگر مشہور ہے کہ رجب کی ۲۷ تاریخ کو ہوئی۔

معراج جسم کے ساتھ اور حالتِ بیداری میں ہوئی:

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو سبحان الذی یعنی پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو لے گیا سے شروع کیا ہے۔ لفظ سبحان سے شروع کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ موجود ہے کہ وہ (واقعۂ معراج) کوئی تعجب خیز اور عظیم الشان امر ہے۔ اگر یہ واقعہ محض روحانی اور خواب میں ہوتا تو اس میں کون سے تعجب کی بات تھی؟ خواب تو ہر کس و ناکس دیکھتا ہے۔ آیت میں لفظ عبد استعمال کیا گیا ہے جو صرف روح کے لئے نہیں بلکہ جسم اور روح دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لے جانے والی ذات اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات سے کوئی چیز ناممکن ہے؟ جس اللہ تعالیٰ پر ہمارا ایمان ہے وہ قادرِ مطلق اور فعال لما یرید ہے۔ اس کی قدرت سے کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ اس لئے واقعہ کو سبحان سے شروع کیا گیا ہے۔ احادیث کی کتابوں میں اس واقعہ کے تعلق سے جو الفاظ آئے ہیں وہ بھی قابلِ غور ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: اُسرِیَ بِہٖ (مجھے لے جایا گیا)، اُتِیتُ بِہٖ (میرے پاس لایا گیا)، فَحُمِلتُ (پس مجھے سوار کیا گیا)، ثُمَّ صَعِدَ بِیُ (پھر مجھے اوپر چڑھایا گیا) غرض تمام واقعہ میں مجہول صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ عام ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ راتوں رات کس طرح مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک پہنچے اور وہاں سے ساتوں آسمانوں اور عرش کرسی کا مشاہدہ کر کے پھر اپنے مکان مکہ تشریف لائے؟ تو ان سارے سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ ان کو

اللہ تعالیٰ لے کر گیا اور جو کچھ ان کو دکھانا مقصود تھا مشاہدہ کرا کے واپس مکہ پہنچا دیا۔ اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے بھی تمام افعال کو صیغۂ مجہول، مجھے لے جایا گیا، میرے پاس لایا گیا، مجھے سوار کیا گیا وغیرہ میں بیان کیا ہے۔ واقعۂ معراج کے جسمانی ہونے پر اور حالتِ بیداری میں ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ تقریباً ۲۵ صحابہ کرامؓ سے احادیثِ اسریٰ ومعراج تواتر سے نقل کی گئی ہیں۔

ہوائی جہاز اور راکٹ کے ایجاد سے پہلے طویل مسافت کو مختصر وقت میں طے کرنے کا تصور بھی نہیں تھا۔ پانی کے جہاز سے لوگ حج کو جایا کرتے تھے تو ۱۵، ۲۰ دن لگ جاتے تھے۔ اب ہیں کہ ہوائی جہاز کے ذریعہ سے چار پانچ گھنٹے میں حجاز پہنچ جاتے ہیں۔ انسان اللہ کی دی ہوئی عقل اور اس کے فراہم کردہ ذرائع سے ایسی سواریاں ایجاد کرسکتا ہے تو خالقِ کائنات کیا کچھ نہیں ایجاد کرسکتا؟ اس کی تخلیق کردہ سواری براق اور معراج (زینہ۔Lift) کے ذریعہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ سفر حضرت جبرئیلؑ کی ہم رکابی میں ہوا تو تعجب اور انکار کرنے کی کونسی بات ہے؟

جب اللہ کے رسول ﷺ نے واقعۂ معراج حضرت ام ہانیؓ کو سنایا تو انہوں نے حضور ﷺ کو مشورہ دیا کہ آپ اس کا ذکر نہ کریں ورنہ لوگ اس کی تکذیب کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں پر اس کا اظہار کیا تو کفارِ مکہ نے تکذیب کی، مذاق اڑایا اور تردد میں پڑ گئے یہاں تک کے بعض نو مسلم اس خبر کو سن کر مرتد ہو گئے۔ اگر معاملہ صرف خواب کا ہوتا تو اس میں تکذیب کی کیا بات تھی؟

واقعۂ معراج:

نبی ﷺ کو سفرِ اسریٰ بیداری کی حالت میں پیش آیا خواب میں نہیں۔ مکۂ مکرمہ سے بیت المقدس تک یہ سفر بُراق پر ہوا۔ جب دروازۂ بیت المقدس پر پہنچے تو بُراق کو دروازہ کے قریب باندھ دیا گیا اور آپ ﷺ بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ اس کے قبلہ کی طرف تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ اس کے بعد ایک زینہ (Lift) لایا گیا جس میں نیچے سے اوپر جانے کے درجے بنے ہوئے تھے۔ اس زینہ کے ذریعہ سے آپ ﷺ پہلے آسمان پر پہنچے۔ وہاں کے فرشتوں نے آپ کا استقبال کیا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدمؑ سے ملاقات ہوئی پھر دوسرے آسمان پر پہنچے وہاں حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی پھر تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں یوسفؑ سے ملاقات ہوئی، چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے ملاقات ہوئی، پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ سے ملاقات ہوئی، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی جو بیت المعمور کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جن کی باری دوبارہ نہیں آتی۔ بیت المعمور خانۂ کعبہ کے مُحاذی میں ہے۔ پھر ان تمام انبیاءؑ کے مقامات سے بھی آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے اور ایک ایسے میدان میں پہنچے جہاں قلمِ تقدیر کے لکھنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور آپ ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا جو عالمِ دنیا اور عالمِ بالا کی حد پر واقع ہے۔ سدرہ کے معنی بیری کے درخت کے ہیں۔ جس

طرح عالمِ بالا کی ساری چیزیں دنیا کی چیزوں سے مختلف ہیں سوائے ناموں کے اشتراک کے، اس طرح بیری کا درخت بھی ہے۔اس کے بیر ہجر (ایک مقام کا نام) کے مٹکوں کی مانند ہیں اوراس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح بڑے ہیں۔اس پر اللہ تعالیٰ کی جو تجلیات چھا رہی تھیں اس کا بیان انسانی زبان سے ممکن نہیں۔اس درخت پر مختلف رنگ کے پروانے گر رہے تھے جس کو اللہ کے فرشتوں نے گھیر رکھا تھا۔ اس جگہ آپ ﷺ نے جبرئیلؑ کو اصلی شکل میں دیکھا جن کے چھ سو بازو تھے۔وہیں ایک رفرف سبز رنگ کا دیکھا جس نے افق کو گھیر رکھا تھا۔رفرف مسندِ سبز یعنی سبز رنگ کی پالکی کو کہتے ہیں۔پھر آپ ﷺ کو جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا۔جنت میں آپ ﷺ نے ایمان لاکر اعمالِ صالحہ کرنے والوں کے لئے جو نعمتیں تیار کی ہیں اس کا مشاہدہ کیا پھر جہنم میں کفر و تکذیب کرنے والے والوں اور مختلف گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے جو انواع اور اقسام کے عذاب تیار کئے گئے ہیں اس کا بھی مشاہدہ کیا۔اس کے بعد آپ ﷺ کے سامنے ایک برتن شراب کا، ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا پیش کیا گیا آپ ﷺ نے دودھ کا برتن اختیار کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ دودھ فطرت ہے، آپ ﷺ اور آپ کی امت دینِ فطرت پر قائم رہیں گے۔پھر آپ ﷺ کی امت پر ہر روز پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں۔نیچے اترتے وقت جب حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر روز پچاس وقت کی نماز کی استطاعت نہیں رکھتی اللہ تعالیٰ سے درخواست کر کے تخفیف

کرائیے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی جناب میں عرض کی تو دس نمازیں کم کی گئیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتی مزید تخفیف کرائیے۔ آپ ﷺ موسیٰؑ کے کہنے پر بار بار اللہ تعالیٰ کے جناب میں عرض کرتے رہے یہاں تک کہ پچاس کے بجائے دن میں پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰؑ نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتی، میں بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کر چکا ہوں، آپ مزید تخفیف کی درخواست کیجئے۔ آپ ﷺ نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے شرم آرہی ہے کہ میں مزید تخفیف کی درخواست کروں۔ میں اپنے رب کے حکم پر راضی ہوں اور اس کو تسلیم کرتا ہوں۔ پھر جب آپ ﷺ نیچے اترے تو اللہ کی طرف سے ایک منادی نے ندا دی کہ میں نے اپنے بندوں پر اپنا فریضہ جاری کیا ہے اور اس میں تخفیف بھی کر دی ہے۔ اس سے تمام عبادات کے اندر نماز کی خاص اہمیت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اس کے بعد آپ ﷺ واپس بیت المقدس اترے اور جن انبیاءؑ کے ساتھ مختلف آسمانوں میں ملاقات ہوئی تھی وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ اترے گویا آپ ﷺ کو رخصت کرنے کے لئے بیت المقدس تک ساتھ آئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے نماز کا وقت ہو جانے پر سب انبیاءؑ کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ جبرئیلؑ نے آپ ﷺ کو آگے بڑھا کر سارے انبیاءؑ کا امام بنایا۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نماز اسی دن صبح کی نماز ہو۔ امامتِ انبیاءؑ کا واقعہ بعض حضرات کے نزدیک آسمان پر جانے سے پہلے پیش آیا لیکن

ظاہر ہے کہ یہ واقعہ واپسی کے بعد ہوا ہو کیونکہ آسمانوں پر انبیاءؑ سے ملاقات میں یہ منقول ہے کہ سب انبیاءؑ سے جبرئیل امین نے آپ ﷺ کا تعارف کرایا۔ اگر واقعۂ امامت پہلے ہو چکا ہوتا تو یہاں تعارف کی ضرورت نہ ہوتی اور یوں بھی ظاہر یہی ہے کہ اس سفر کا اصل مقصد ملاء اعلیٰ میں جانے کا تھا پہلے اسی کو پورا کرنا اقرب معلوم ہوتا ہے۔ پھر جب اس اصل کام سے فراغت ہوئی تو تمام انبیاءؑ آپ ﷺ کے ساتھ مشایعت (رخصت) کے لئے بیت المقدس تک آئے اور جبرئیلؑ نے آپ ﷺ کو امامت کے لئے آگے بڑھایا جس سے سب انبیاءؑ پر آپ ﷺ کی سیادت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ براق پر سوار ہو کر بیت المقدس سے رخصت ہوئے اور اندھیرے وقت میں مکۂ مکرمہ پہنچ گئے۔

معراج کا پیغام:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ انْتُهِیَ بِهٖ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَهِیَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَی السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰی قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثًا اُعْطِیَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا نِ الْمُقْحِمَاتُ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو جب معراج

ہوئی تو آپ ﷺ کو سدرۃ المنتھی تک پہنچایا گیا اور یہ چھٹے آسمان میں ہے۔ جو چیز زمین سے اوپر جاتی ہے وہ پہلے سدرۃ المنتھی پر روک دی جاتی ہے اور پھر اوپر پہنچائی جاتی ہے۔ اس طرح کوئی چیز ملاء اعلیٰ سے نازل ہوتی ہے پہلے سدرۃ المنتھی پر روک لی جاتی ہے پھر نیچے پہنچائی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے آیت: اِذَا یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی (یعنی سدرۃ المنتھی پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا) پڑھی اور فرمایا کہ وہ سونے کے پتنگے تھے۔ تین چیزیں اللہ کے رسول کو عطا کی گئیں: ۱) پانچ وقت کی نمازوں کی فرضیت عطا کی گئی ۲) سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں ۳) آپ کی امت میں سے جو شخص بھی شرک سے بچے گا اس کے گناہِ کبیرہ کی معافی کا پروانہ عطا کیا گیا۔

معراج کی مصلحت:

اللہ تعالیٰ کے کاموں کی مصلحت تو وہی بہتر جانتے ہیں جو بات غور کرنے سے ہماری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ انبیائے کرامؑ کو ان کے منصب کی مناسبت سے عالمِ غیب کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے جس کی وہ دعوت دینے پر مامور ہوتے ہیں تاکہ ان کا مقام ایک فلسفی اور سائنسدان سے مُمیّز ہو جائے۔ فلسفی جو بھی کہتا ہے وہ ظن اور گمان کی بنیاد پر کہتا ہے اور سائنسدان کی نگاہ مادی امور سے آگے نہیں بڑھتی۔ انبیائے کرامؑ جو کچھ کہتے ہیں وہ برائے راست علم اور مشاہدہ کی بنیاد پر کہتے ہیں۔ وہ مخلوق کے سامنے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ ان باتوں کو ہم جانتے ہیں اور یہ

امورِ غیب ہماری آنکھوں دیکھی حقیقتیں ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

نبی ﷺ کو جنت اور جہنم کا مشاہدہ اور بعض لوگوں کے عذاب میں مبتلا ہونے کا معائنہ ابھی کیسے کرایا گیا جب کہ ابھی قیامت ہی قائم نہیں ہوئی اور جزا اور سزا کا فیصلہ ہی نہیں ہوا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض حقیقتوں کو مُمثّل کر کے دکھایا گیا۔ مثلاً ایک فتنہ انگیز بات کی یہ تمثیل کہ ایک ذرا سے شگاف سے ایک موٹا سا بیل نکلا اور پھر اس میں واپس نہ جا سکا یا زنا کاروں کی تمثیل کہ ان کے پاس تازہ نفیس گوشت موجود ہے مگر وہ اسے چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں۔ اسی طرح برے اعمال کی جو سزائیں آپ کو دکھائی گئیں وہ بھی تمثیلی رنگ میں عالمِ آخرت کی سزائیں دکھائی گئیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو معراج کے پیغام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۳) سنت وبدعت (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o قُلْ اَطِیْعُوااللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ o

(آل عمران۔۳۱،۳۲)

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

۱) اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا فَمَنِ اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَةٍ غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌo (المائدہ۔۳)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور میری نعمت تم پر تمام کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔ جو شخص بھوک سے مجبور ہو جائے بشرطیکہ گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

۲) وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰکُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِo (الحشر۔۷)

ترجمہ: اور رسول (ﷺ) جو بھی تم کو دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو منع کریں اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

۳) اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ذٰلِكَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَo (یوسف۔۴۰)

ترجمہ: اللہ کے سوا کسی اور کی حکومت نہیں ہے اس نے یہ حکم دیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی صحیح اور سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ ہی مُطاعِ مطلق ہے:

اسلام میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مُطاعِ مطلق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام

کی اطاعت کرنے کا طریقہ اس کے بھیجے ہوئے رسول ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے۔اصل میں حکومت اور فرمان روائی اللہ ہی کے لئے ہے۔رسول انسانوں کے لئے خدائی احکام کا نمونہ بن کر اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔اس لئے فرمایا گیا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے)۔اللہ کے رسول نہ اپنی مرضی سے کچھ کہتے ہیں اور نہ اپنی مرضی سے کچھ کرتے ہیں۔جو کچھ کہتے ہیں وہ وحیِ الٰہی سے کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ وحیِ الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا اور فرمادیا: وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًاo (النساء۔۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے بلاشبہ اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیرلیا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

نبی کا عمل سنت کہلاتا ہے۔سنت کے معنی طریقہ کے ہیں۔عقائد، اعمال، اخلاق، معاملات اور عادات میں اللہ کے رسول ﷺ نے جو طریقہ اختیار فرمایا وہ ''سنت'' ہے اور اس کے خلاف طریقہ ''بدعت'' ہے۔طریقۂ نبوی ﷺ کا علم ہمیں قرآنِ کریم اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔دین کی عملی شکل ہی سنت ہے۔سنت پر عمل کئے بغیر دین کی صحیح تابعداری نہیں ہوسکتی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا ہے۔سنت کے خلاف کرنا بدعت کہلاتا ہے۔اب جب کہ دین

مکمل ہو چکا ہے اور شریعت میں زندگی کے تمام احکام کے متعلق ہدایات موجود ہیں اور نبی ﷺ کا عملی نمونہ بھی موجود ہے تو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا گمراہی کا راستہ اختیار کرنا ہے۔

سنت اور بدعت کی تعریف:

اللہ کے رسول ﷺ کے اقوال، اعمال، احوال اور تقریر (جس کام کو دیکھ کر آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کو برقرار رکھا) کو احادیث کہتے ہیں۔ احادیث میں جو عملی پہلو ہے اسے ''سنت'' کہتے ہیں۔ احادیث منسوخ بھی ہو سکتی ہیں لیکن سنت منسوخ نہیں ہوتی۔ سنت کے دائرہ میں آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے اعمال کو بھی داخل فرمایا ہے۔

دین میں نئے کام کو بدعت کہا جاتا ہے جو نہ اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرامؓ سے۔ دنیا کے نئے امور کو بدعت نہیں کہا جاتا، مثلاً: حج کا سفر پہلے اونٹوں پر کیا جاتا تھا اور اب ہوائی جہاز میں کیا جاتا ہے۔ مسجد میں پہلے روشنی کے لئے قندیلیں لٹکائی جاتی تھیں اور اب برقی بلب آ گئے ہیں۔ یہ بدعت نہیں کہلاتے۔

دین میں (احداث فی الدین) نئے کام کو بدعت کہا جاتا ہے اور دین کیلئے (احداث لدین) نئے کام کو بدعت نہیں کہا جاتا۔ جیسا کہ قرآن مجید کو ایک مصحف (ایک جلد) میں جمع کیا گیا اور اس کی نقلیں بنا کر مختلف ممالک کو روانہ کی گئیں۔ احادیثِ رسول ﷺ کو جمع کیا گیا، ان کی کتابت کی گئی اور آج ہمارے سامنے احادیث

کے بے شمار مجموعے موجود ہیں۔ قرآن اور احادیثِ رسول ﷺ کو سمجھنے کے لئے عربی زبان کی لغت اور اس کے صرف و نحو کو جاننا ضروری ہے۔ اس کے لئے مختلف کتابیں تصنیف کی گئیں۔ ان علومِ آلیہ کے بغیر کوئی قرآن و حدیث کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لئے ان علوم کو ضروری قرار دیا گیا۔ اس طرح دین کی تعلیم کے لئے عربی مدارس قائم کئے گئے اور تزکیۂ نفس کے لئے خانقاہیں وجود میں آئیں۔ یہ سب کام نئے ہونے کے باوجود دین میں بدعت نہیں کہلاتے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ایک حدیث میں بدعتِ حسنہ و سیّئہ کا ذکر آیا ہے جس کی وجہ سے عوام الناس میں ایک طرح کا کنفیوژن پیدا ہو گیا ہے۔ ان شاء اللہ وہ حدیث آپ کے سامنے میں پیش کر کے بتاؤں گا کہ جس کو بدعتِ حسنہ کہا گیا ہے وہ کوئی دین میں نیا ایجاد کردہ کام نہیں تھا بلکہ دین میں جس کی اجازت تھی اسی کو رواج دیا گیا۔ بدعتِ حسنہ و سیّئہ کی تقسیم دیکھ کر کچھ لوگوں نے بے شمار بدعتیں ایجاد کر دیں اور اس کو "حسنہ" کا نام دے کر عوام الناس میں چلا دیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا عمل کیا تھا، مثلاً کسی کے انتقال کر جانے پر جنازہ پر پھول ڈالنا، قبروں میں قل کے ڈھیلے رکھنا، کفن پر آیاتِ قرآن لکھنا، میت کے ہاتھ میں شجرہ دینا، تین دن کی زیارت کرنا، دسواں، بیسواں، چالیسواں کرنا، قبروں کو پختہ بنانا، ان پر غلاف ڈالنا، پھول کی چادریں چڑھانا، مزاروں پر گنبد بنانا، ہر سال ان قبروں کا صندل و عرس منانا وغیرہ بے شمار بدعتیں معاشرہ میں پھیل گئی ہیں اور لوگوں کا یہ گمان (یقین) ہے کہ اس کے بغیر ان کی میت کی نجات نہیں ہوگی! کیا اللہ

کے رسول ﷺ اور صحابہؓ کے زمانے میں کسی کا انتقال نہیں ہوا؟ اگر ہوا تو انہوں کیا کیا؟ اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد صحابہؓ نے آپ کی تدفین کی لیکن آپ کا دسواں، بیسواں، چالیسواں، عرس وصندل نہیں کیا گیا۔ صحابہ کرامؓ جو آپ پر اپنی جانیں نچھاور کرنے والے تھے، ان کے پاس حکومتیں تھیں، اور ذرائع و وسائل کی بھی کمی نہ تھی، اگر چاہتے تو (دین میں اجازت ہوتی تو) کیسا شاندار صندل وعرس کرسکتے تھے! مزارِ نبوی ﷺ پر زمین سے لے کر آسمان تک پھولوں کی بارش ہوتی۔ یہ کچھ بھی نہیں ہوا اور نہ ہو رہا ہے۔ ہاں گنبدِ خضراء جو بنایا گیا ہے وہ دراصل حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا جس میں آپ ﷺ دفن ہوئے تھے۔ ترکی کے حکمرانوں نے جدید تعمیر کے وقت اس کو گنبد کی شکل دے دی اور بس۔

اوپر ایک مثال محض میت کے تعلق سے بدعات کی پیش کی گئی ہے، اس کے علاوہ بھی بے شمار بدعات ہیں جو سال کے مختلف مہینوں اور دنوں میں لوگ کرتے رہتے ہیں، جن کی کوئی اصل کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ نہیں ہے۔

۱) عَنْ جَرِيرٍ قَالَ كُنَّا فِیْ صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَهٗ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِی النِّمَارِ اَوِالْعِبَاءِ مُتَقَلِّدِی السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَبَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُّضَرَ فَتَعَمَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا

وَالْاٰيَةَ الَّتِیْ فی الْحَشْرِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَالْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجِزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْتَقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرَ اَنْ يُّنْتَقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا (مسلم)

ترجمہ: حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم دوپہر کے وقت رسول ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کچھ لوگ جو ننگے جسم تھے کمبل یا عباء لپیٹے ہوئے تھے اور گلے میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے آپ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ان میں کے اکثر بلکہ سبھی قبیلۂ مضر کے تھے۔ ان لوگوں پر فاقہ کا اثر دیکھ کر رسول اکرم ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپ اپنے حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے، حجرہ میں کچھ نہ ملا تو باہر تشریف لائے لہٰذا آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان دی اور تکبیر کہی۔ پھر جب آپ نماز پڑھا چکے تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا یَآ اَيُّهَا النَّاسُ ۔۔۔۔ (اے انسانو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی

جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان سے بہت سے مرد عورت پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو اور قطع رحمی کرنے سے بچو اللہ تمہارے سارے کاموں کو دیکھ رہا ہے) پھر سورۂ حشر کی آیت اِتَّقُوا اللّٰہَ۔۔۔ (اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ وہ کل [آخرت کی زندگی] کے لئے کیا بھیجا ہے)۔ ہر شخص کو چاہئیے کہ اپنے دینار سے، اپنے درہم سے، اپنے کپڑوں سے، اپنے گیہوں کے پیمانے سے، اپنے کھجور کے پیمانے سے خیرات کرے اور اگر کچھ نہ رکھتا ہو تو کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی نے ایک بھری ہوئی تھیلی پیش کی جس کو اٹھانے سے ان کا ہاتھ تھک جانے کے قریب تھا بلکہ تھک گیا تھا۔ پھر ایک کے بعد ایک لوگوں نے سامان لانا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ وہاں کھانے پینے کی چیزوں کے اور کپڑوں کے دو بڑے ڈھیر لگ گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ رسول ﷺ کا چہرہ خوشی سے ایسا چمک رہا تھا جیسے سونا چڑھائی ہوئی چیز۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اسلام میں اچھے طریقے کو رائج کرے اس کو تو رواج دینے کا ثواب ملے گا اور ہر اس شخص کے ثواب کے بقدر جو اس اچھے طریقے پر عمل کرے گا رائج کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہ ہوگی اور جو شخص اسلام میں برے طریقے کو رائج کرے گا اس کو تو رواج دینے کا گناہ ہوگا اور ہر اس شخص کے گناہ کے بقدر جو اس برے طریقے پر عمل کرے گا رائج کرنے والے کو بھی گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کمی نہ ہوگی۔

حدیث میں سنتِ حسنہ (اچھا طریقہ) اور سنتِ سیئہ (برا طریقہ) کے الفاظ آئے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے جس سنتِ حسنہ پر عمل کیا تھا وہ دین میں ماموراور مطلوب تھی نہ کہ کوئی اپنی طرف سے ایجاد کردہ طریقہ تھا۔ ابتداء کرنے والے صحابی نے صرف اس کو رائج کیا تھا جس کو دیکھ کر اوروں کو ترغیب ہوگئی اور ان صحابی کو ان سب عمل کرنے والوں کا ثواب ملا۔ حسنہ سے مراد دین میں کوئی ایجاد کردہ بدعت نہیں تھی۔ اس مضمون کی دو اور احادیث سن لیجئے:

۱) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّہٗ اُبْدِعَ بِیْ فَاحْمِلْنِیْ فَقَالَ مَا عِنْدِیْ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا اَدُلُّہٗ عَلٰی مَنْ یَحْمِلُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابومسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میری سواری کا جانور ناکارہ ہوگیا ہے، مجھے کوئی سواری دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس تو نہیں ہے ایک صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اس کو ایسا شخص بتاؤں گا جو اس کو سواری مہیا کرے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی بھلائی کا راستہ بتاتا ہے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا بھلائی کرنے والے کو۔

۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِنْ دَمِھَا لِاَنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

کوئی بھی جان ناحق قتل کی جاتی ہے تو اس کے خون کا ایک حصہ آدمؑ کے پہلے بیٹے پر بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ اسی نے ناحق قتل کا طریقہ رائج کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو سنت اور بدعت کا فرق سمجھنے اور سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۴) سنت وبدعت(ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه، وَنَسْتَعِيْنُه، وَنَسْتَغْفِرُه، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه، وَمَنْ يُضْلِلْه، فَلَا هَادِىَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَا شَرِيْكَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه، وَرَسُوْلُه، اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ o

(آل عمران۔۳۱،۳۲)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہوتو میری پیروی اختیار کرواللہ تم سے محبت کرے گا اورتمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا اوراللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ اوررسول کی اطاعت کرواگر یہ لوگ منہ پھیرلیں تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو

پسند نہیں کرتا۔

گذشتہ جمعہ یہ بات آپ کے سامنے آچکی ہے کہ سنتِ حسنہ اور سنتِ سیئہ کیا ہے۔ جو طریقہ قرآن، حدیثِ نبوی ﷺ، تعاملِ صحابہ و تابعین اور فقہائے امت کے اجماع و قیاس سے ثابت ہے گو وہ نیا ہی ہو لیکن وہ بدعت نہیں کہلاتا۔ آپ ﷺ نے خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کے طریقوں کو مضبوطی سے پکڑے رہنے کی تاکید فرمائی اور ان کو بھی سنت کا درجہ دیا۔ جو طریقہ قرآن و سنت اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ پر پورا اترنے والا نہیں ہے وہ بدعت ہے۔ بدعت کی صرف ایک ہی قسم ہے اور وہ سیئہ ہے۔ دین میں جو چیز ثواب اور اجر کی غرض سے نئ پیدا کی گئی ہے اس کی کوئی اصل اور دلیل نہ کتاب و سنت میں ہو اور نہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اس کی نظیر و مثال ہو بدعت ہے۔ سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کی تاکید اور بدعت سے پوری طرح بچنے کی تنبیہ پر چند احادیث آپ کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں:

۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَرَدٌّ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئ بات پیدا کی جو دین (قرآن، سنت، اجماعِ امت، قیاسِ شرعی) میں سے نہیں ہے تو وہ شخص مردود ہے اور اس کی بات بھی قابلِ رد ہے۔

۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ (مسلم)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خطبہ دیا اور بعد حمد وصلوۃ کے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہترین کلام اللہ کی کتاب (قرآنِ مجید) ہے، بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، سب سے بری باتیں وہ ہیں جو نئے سے نکالی گئی (بدعات) ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبْعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ (شرح سنہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز (دین اور سنت) کے تابع نہ ہوجائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔

۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری ساری امت جنت میں جائے گی سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ آپ ﷺ

سے پوچھا گیا کس نے انکار کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی وہی انکار کرنے والا ہے۔

۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَکَلَ طَیِّبًا وَعَمِلَ فِیْ سُنَّۃٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہٗ دَخَلَ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا الْیَوْمَ لَکَثِیْرٌ فِی النَّاسِ قَالَ وَسَیَکُوْنُ فِیْ قُرُوْنٍ بَعْدِیْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال رزق کھایا سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتیوں سے محفوظ رہے تو جنت میں جائے گا ایک صحابی نے کہا یا رسول اللہ آج کل تو ایسے لوگ کثیر تعداد میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کے زمانے میں بھی ایسے لوگ رہیں گے۔

٦) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَہِیْدٍ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو تھامے رہے گا تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

۷) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْہِہٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَۃً بَلِیْغَۃً ذَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ وَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَاَنَّ ھٰذِہٖ مَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِیْکُمْ

بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّہٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرٰی اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ، ابوداود)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی اور ہماری طرف چہرۂ مبارک کر کے ایک موثر وعظ ارشاد فرمایا جس کے اثر سے آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلے اور دل کانپنے لگے۔ ایک صاحب نے عرض کیا اےُ اللہ کے رسول ﷺ یہ ایسا وعظ ہے جو کسی رخصت کرنے والے کی نصیحت کی طرح ہے۔ کچھ اور بھی وصیت فرما دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی، (امیر کی) سننے اور اطاعت کرنے کی چاہے وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص بھی میرے بعد زندہ رہے گا بہت سے اختلافات دیکھے گا پس تم لازم پکڑو میری سنت کو اور خلفاء کی سنت کو جو نیک تھے اور ہدایت یافتہ تھے۔ اس کو ہاتھوں سے پکڑو اور دانتوں سے پکڑو۔ بچو تم (دین میں) نئی باتوں سے کیونکہ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَيَاتِيَنَّ عَلٰی اُمَّتِیْ كَمَا اَتٰی عَلٰی بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ حَتّٰی اِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اَتٰی اُمَّہٗ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِیْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ

اُمَّتِیُ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبۡعِیۡنَ مِلَّۃً کُلُّھُمۡ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَاحِدَۃً قَالُوۡا مَنۡ ھِیَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَ اَصۡحَابِیُ (ترمذی) فِیُ رِوَایَۃِ اَحُمَدَ وَاَبِیُ دَاوٗدَ عَنۡ مُعَاوِیَۃَ ثِنۡتَانِ وَسَبۡعُوۡنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الۡجَنَّۃِ وَھِیَ الۡجَمَاعَۃُ وَاِنَّہٗ سَیَخۡرُجُ فِیُ اُمَّتِیُ اَقۡوَامٌ تَتَجَارٰی بِھِمۡ تِلۡکَ الۡاَھۡوَاءُ کَمَا یَتَجَارَی الۡکَلَبُ بِصَاحِبِہٖ لَا یَبۡقٰی مِنۡہُ عِرۡقٌ وَلَا مَفۡصِلٌ اِلَّا دَخَلَہٗ

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت پر ضرور وہ دور آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا، جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے مشابہ ہوتی ہے۔ اگر ان (بنی اسرائیل) کا کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدکاری کے لئے آیا ہوگا تو میری امت میں بھی کوئی شخص ایسا ہوگا جو یہ کام کر گزرے گا۔ بے شک بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسا فرقہ ہے جو جنتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر ہوگا۔

مسندِ احمد اور ابوداود کی روایت جو حضرت معاویہؓ سے روایت کی گئی ہے یوں ہے کہ بہتر (72) فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہ فرقہ ''الجماعت'' ہے اور قریب ہے کہ میری امت میں ایسے گروہ ظاہر ہوں گے جن میں نفسانی خواہشات (عقائد و اعمال میں بدعتیں) اس طرح سرایت کئے ہوں گے

جس طرح ہڑک والے کے اندر ہڑک سرایت کر جاتی ہے کہ اس کے جسم کی کوئی رگ اور جوڑ ایسا باقی نہیں رہتا جس میں وہ ہڑک گھس نہ گئی ہو۔ (ہڑک سے مراد وہ بیماری ہے جو دیوانہ کتا کاٹنے سے ہوتی ہے جس کو Hydro Phobia کہتے ہیں۔ ایسا مریض پانی سے خوف کھاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے)۔

۹) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ (موطا)

ترجمہ: حضرت مالک بن انسؓ سے روایت ہے (بطریقۂ ارسال) کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

بدعت کی مذمت اور سنت کو مضبوطی سے تھامنے کے بارے میں بے شمار احادیث میں سے چند احادیث آپ کو سنائی گئی ہیں۔ اس کے باوجود بھی امت بے شمار بدعات میں مبتلا ہے۔ ان کے رہنما غلط سلط دلیلوں سے ان کو مطمئن کرتے رہتے ہیں جس سے وہ علمائے حق کی کوئی بات نہیں سنتے۔ ہجری سال کا پہلا مہینہ محرم ہے جو حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ مہینہ شروع ہوتے ہی تعزیہ، پنجے، شدے، تابوت، ماتم اور عزاداری کی مجلسیں منعقد کی جاتی ہیں جس کی دین میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس مہینہ کو غم کا مہینہ کہہ کر کوئی نکاح وغیرہ کی تقریب بھی نہیں کی جاتی۔ جب یہ مہینہ گزر جاتا ہے اور صفر کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو اس کو تو برا مہینہ سمجھتے ہیں اس

کے شروع کے تیرہ دن کو تیرہ تیزی کہتے ہیں اوراس مہینہ میں بھی کوئی نکاح وغیرہ کی تقریب نہیں کی جاتی۔اس کے آخری چارشنبہ کو منانے کے لئے سارے لوگ باغوں کی طرف چل پڑتے ہیں جو بالکل بے اصل ہے۔ربیع الاول کا مہینہ وہ ہے جس میں ہمارے نبی ﷺ کی ولادت بھی ہوئی اور وفات بھی ہوئی۔اس مہینے میں عید میلاد النبی کے نام سے جلسے، جلوس، جشن کئے جاتے ہیں۔کسی کی پیدائش اور وفات کے دن کو منانا شریعتِ اسلامی کے خلاف ہے۔اسلامی تاریخ میں ۵۰۰ سال تک میلاد النبی ﷺ نام کی کوئی عید نہیں منائی گئی۔کسی بادشاہ نے اپنی فتح پر میلاد النبی ﷺ کو بہانہ بنا کر جشن شروع کیا تو اب یہ اکثر ممالک میں پھیل گیا ہے۔عیسائیوں کی طرح اپنے نبی حضرت مسیحؑ کی پیدائش کا دن منانا ہماری شریعت میں نہیں ہے۔ان جلسوں میں وہ خرافات اور بدعات ہوتی ہیں کہ جن کے ذکر کے لئے ایک پوری کتاب کی ضرورت ہے۔ربیع الثانی کا مہینہ جس کو گیارہویں کا مہینہ کہتے ہیں، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی فاتحہ ونیاز گیارہویں کے نام سے شاندار طریقے پر منائی جاتی ہے۔یہ ناچیز شہرِ گلبرگہ میں ڈاکٹر کی حیثیت سے ملازم تھا اور تین سال یہاں قیام پذیر رہا، اکثر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بڑی عید آرہی ہے۔میں نے کہا کہ عیدین تو دو ہی ہیں ایک عید الفطر اور دوسری عید الاضحٰی اور دونوں گزر گئیں یہ کونسی عید ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ محبوبِ سبحانی کی گیارہویں کو بڑی عید کے نام سے موسوم کیا گیا ہے! شریعتِ اسلامی نے مسلمانوں کے لئے صرف دو عیدیں مقرر کی ہیں یکم شوال کو عید الفطر اور دس ذوالحجہ کو عید الاضحٰی، اس

کے علاوہ کسی اور دنوں کو عید کی حیثیت سے منانا سنت کے خلاف ہے۔ جمادی الاول میں مدار صاحب کی چوکیاں منائی جاتی ہیں اور جمادی الثانی میں داود پیغمبرؑ کے نام سے ملیدہ بنایا جاتا ہے۔ رجب کی ۲۲ تاریخ کو امام جعفر صادقؒ کے نام سے کھیر اور پوریوں سے کنڈے بھرے جاتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھا جاتا ہے کہ ان کنڈوں کے بھرنے سے گھر مال و دولت سے بھر جائے گا! اسی لئے اس کو ''پُر (Full)'' کہتے ہیں۔ ایک لکڑ ہارے کی جھوٹی کہانی لکھی گئی ہے جو فاتحہ دلانے سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو مُردوں کی عید کے نام سے منایا جاتا ہے۔ اصل اس کی اتنی تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ پندرہویں شعبان کی رات کو جنت البقیع تشریف لے جاکر آپ نے مُردوں کے لئے دعا کی تھی اور آپ ﷺ نے پندرہویں رات (شبِ برأت) کو جاگ کر انفرادی طور پر عبادت کرنے کی ترغیب دی۔ اجتماعی طور پر مساجد میں جاگ کر عبادت کرنا سنت کے خلاف ہے۔ رمضان المبارک کا عظمت والا مہینہ بھی بے شمار بدعات و منکرات میں گزر جاتا ہے۔ اکثر مساجد میں اجرت لے کر قرآن سنانے والے حفاظ مقرر کئے جاتے ہیں۔ سنت کے مطابق نہ نمازیں پڑھائی جاتی ہیں نہ ذکر کیا جاتا ہے۔ شبِ قدر کی تلاش میں طاق راتوں کو اجتماعی طور پر جاگنا سنت کے خلاف ہے۔ طاق راتوں میں مسجدوں کو دلھن کی طرح سنوارا جاتا ہے جس کی شریعت میں سخت ممانعت ہے۔ عیدالفطر میں بھی نماز، خطبہ اور دعا میں سنتِ رسول ﷺ کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ مصافحہ اور معانقہ جو ملاقات کی سنتیں ہیں اس کو عید سے جوڑ دیا

گیا ہے۔ فوراً نمازِ عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ کی بڑی ہما ہمی ہوتی ہے!

خلافِ پیمبر ہر کسے راہ گزید　　ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(پیغمبر ﷺ کے راستے کے خلاف کوئی راستہ چلے تو وہ ہرگز منزلِ مقصود کو نہیں پہنچے گا)

مپندار سعدیؔ کہ راہِ صفا　　تواں رفت جز پئے مصطفیٰ

(سعدیؔ ہرگز گمان نہ کرو کہ راہِ صفا محمد ﷺ کی پیروی کے بغیر طے ہو گی)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو تمام بدعتوں سے بچ کر سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۵) سنت وبدعت (ج)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِيۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّـئَاتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡہُ فَلَا هَادِیَ لَہٗ وَاَشۡهَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِيۡكَ لَہٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَمَّابَعۡدُ

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡلَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ○ قُلۡ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡكٰفِرِيۡنَ○

(آل عمران-۳۱،۳۲)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو

پسند نہیں کرتا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (الاحزاب۔۲۱)

ترجمہ: بلاشبہ تمہارے لئے اللہ کے رسول (ﷺ) میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے ملاقات کا امیدوار ہے اور قیامت کے دن کا خوف رکھتا ہے اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہے۔

گذشتہ دو جمعہ میں آپ کے سامنے یہ بات واضح طور پر آ چکی ہے کہ دین پر صحیح طور پر عمل کرنے کا طریقہ سنتِ رسول ﷺ ہے۔ بدعتِ حسنہ نام کی کوئی چیز نہیں ہے، تمام بدعتیں سیئہ ہی ہیں اور گمراہی اور گمراہی کا ذریعہ ہیں۔ آج آپ کے سامنے بدعت کے اسباب بیان کر کے یہ بتانا ہے کہ شریعت نے کس طرح اصحابِ بدعت کی مذمت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے کا طریقہ ہی سنتِ رسول ﷺ ہے، جو شخص بدعت ایجاد کرتا ہے وہ صرف سنتِ رسول ﷺ ہی کی مخالفت نہیں کرتا بلکہ حکم فرمانے میں اللہ کے ساتھ شرکت کی بدترین کوشش کرتا ہے۔ اس لئے بدعت سنت کی مخالفت بھی ہے اور توحید کی مخالفت بھی ہے۔ کفر وشرک کے بعد سب سے بڑا گناہ یہی ہے، چونکہ اس کو دین کا کام سمجھ کے کرتا ہے اس لئے اس سے دست بردار ہونا نہیں چاہتا۔ بدعت کے مختلف اسباب میں سے سب سے بڑا سبب جہالت ہے۔ قرآن وسنت سے

بے خبری اور دین کے مزاج سے ناواقفیت ایک اہم سبب ہے۔ دوسرا سبب اس کا شیطان کی تلبیس اور تزویر ہے۔شیطان معلم الملکوت رہ چکا ہے، وہ ہرنا جائز کو جائز اور ہرناروا کوروا ثابت کرنے کی تاویلات سے خوب واقف ہے۔ پھر وہ ہر شخص کی نفسیات کا ماہر ہے۔اسی لئے قرآنِ کریم نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سورۂ نمل کی آیت نمبر۲۴ میں فرمایا: زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ٥ یعنی شیطان نے ان کے اعمال کوان کے لئے مزین بنا کر دکھادیئے اوران کو صحیح راستے سے روک دیا لہٰذا وہ راہِ حق نہیں پاسکتے۔ بدعت ایجاد کرنے کا تیسرا سبب حبِ جاہ اورشہرت پسندی کا مرض ہے۔ بدعت کی ایجاد میں ایک اہم سبب غیراقوام کی تقلید ہے۔ ہندوستان میں جن نومسلموں نے اسلام قبول کیا وہ اپنے ساتھ اپنے پرانے رسم ورواج کی بہت ساری چیزیں لے کر داخل ہوئے بالخصوص وہ عورتیں جن سے مسلمانوں نے شادیاں کیں اوران کی دینی تعلیم وتربیت کا انتظام نہ ہوسکا۔ ہندوستان میں انگریزوں کے غلبہ کے بعد حکمران قوم سے متاثر ہونا ایک فطری بات تھی لہٰذاان کی بھی کئی چیزیں مسلمانوں نے اختیار کیں جوسنت کے خلاف ہیں۔ بدعتوں میں چونکہ ایک طرح کا نمائشی حسن ہوتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں چونکہ مختلف اقوام اور مذاہب پائے جاتے ہیں، ساتھ مل جل کر رہنے سے ایک دوسرے سے متاثر ہونا ایک فطری امر ہے۔

۱) عَنْ غُضَیْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّمَالِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَۃً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُھَا مِنَ السُّنَّۃِ فَتَمَسُّکٌ بِسُنَّۃٍ خَیْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَۃٍ (احمد)

ترجمہ: حضرت غضیف بن حارث ثمالیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ نہیں نکالی کسی قوم نے بدعت مگر یہ کہ اس کے مثل سنت اٹھالی جاتی ہے اس لئے سنت کو مضبوطی سے تھامنا بدعت ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

۲) عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ مَیْسَرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ وَّقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَۃٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن میسرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے دین کو ڈھانے میں مدد کی۔

۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ اِحْتَجَرَ التَّوْبَۃَ عَلٰی صَاحِبِ کُلِّ بِدْعَۃٍ (کنز العمال۔۱۱۰۵)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی کی توبہ کو روک دیا ہے۔

بدعتی اگر اپنی بدعت سے توبہ کر کے سنت کو اختیار کرے گا تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔

۴) عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَۃٍ صَلَاۃً

وَلَا صَوْمًا وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تُخْرَجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ (کنزالعمال۔۱۱۰۸)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کی نہ نماز قبول کریں گے، نہ روزہ، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ کوئی فرض عمل اور نہ کوئی نفل عمل۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح گُندے ہوئے آٹے سے بال نکال دیا جاتا ہے۔

۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحْدَثَ حَدْثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا اَوِ ادَّعٰی اِلٰی غَيْرَ اَبِيْهِ اَوْ تَوَلّٰی غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا (کنزالعمال۔۱۱۲۰)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی یا اپنے آپ کو کسی غیر باپ کی طرف منسوب کیا یا کسی غلام نے اپنے آپ کو کسی غیر موالی کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی، تمام فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کریں گے اور نہ نفل۔

۶) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَصْحَابُ الْبِدَعِ كِلَابُ النَّارِ (کنزالعمال۔۱۰۹۴)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

حاملینِ بدعت جہنم کے کتّے ہیں۔

۷) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَھْلُ الْبِدْعِ شَرُّالْخَلْقِ وَالْخَلِیْقَۃِ

(کنزالعمال۔۱۰۹۵)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بدعتی لوگ بدترین مخلوق اور خلائق ہیں۔

حاملینِ بدعت کو حوضِ کوثر سے دھتکار دیا جائے گا:

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ فَرَطُکُمْ عَلَی الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَاْ اَبَدًا لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّھُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں حوضِ کوثر پر تمہارا ''میرِ سامان'' ہوں گا جو شخص بھی میرے پاس آئے گا وہ اس سے پئے گا اور جو بھی ایک بار پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے مگر ان کے اور میرے درمیان ایک رُکاوٹ ڈال دی جائے گی۔ میں کہوں گا یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے دین میں کیا بدعتیں ایجاد کیں۔ پھر میں کہوں گا پھٹکار ہے پھٹکار ہے جنہوں نے میرے بعد دین کو بدل ڈالا۔

بدعتیوں کی اس سے بڑھ کر کیا بدنصیبی ہوگی کہ خود اللہ کے رسول ﷺ میدانِ حشر میں ان کو دھتکار دیں گے۔امامِ ربانی مجدد الف ثانیؒ نے کیا خوب بات لکھی ہے کہ نبی ﷺ اللہ کے محبوب ہیں، اللہ کے محبوب بننا ہے تو اس کے محبوب کے طریقہ (سنت) کو اختیار کرنا پڑے گا۔اس کے بغیر پھٹکار پڑے گی۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ خودساختہ طور پر شب بیداری کرنے سے سنت کے مطابق قیلولہ کرنا عظیم ثواب کا باعث ہے۔ بدعت کی تاریکیوں سے صاحبِ بدعت کا دل تاریک ہوجاتا ہے جس سے وہ حق و باطل میں تمیز ہی نہیں کرسکتا۔

امام مالکؒ نے فرمایا: مَنِ ابْتَدَعَ فِی الْاِسْلَامِ بِدْعَةً یَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ خَانَ الرِّسٰلَتَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔۔۔۔۔ اِلَی الْاٰخِرِ۔ فَمَا لَمْ یَکُنْ یَوْمَئِذٍ دِیْنًا لَا یَکُوْنُ اَلْیَوْمَ دِیْنًا لَا یُصْلِحُ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَا صَلُحَ بِهٖ اَوَّلُهَا (جس نے اسلام میں کوئی بدعت اس خیال سے ایجاد کی کہ وہ دین میں اچھا کام ہے تو اللہ کے رسول ﷺ کے بارے میں اس کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دین کے پہنچانے میں خیانت کی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا، تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کرلیا۔ جو چیز اس زمانے میں (رسول ﷺ کے) دین نہیں تھی آج بھی دین نہیں ہوسکتی۔اس زمانے میں امت کی اصلاح اسی طریقہ سے ہوسکتی ہے جس سے امت کے اول دور میں ہوئی تھی۔

اہلِ بدعت کے ساتھ ہمارا کیا رویہ ہونا چاہیئے؟

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ صَاحِبِ بِدْعَةٍ بُغْضًا لَه، مَلَا اللّٰهُ قَلْبَه، اَمْنًا وَاِيْمَانًا وَمَنْ اِنْتَهَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ اٰمَنَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْفَزْعِ الْاَكْبَرِ وَمَنْ اَهَانَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ رَفَعَهُ اللّٰهُ فِى الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ وَمَنْ سَلَّمَ عَلٰى صَاحِبِ بِدْعَةٍ اَوْ لَقِيَهُ بِالْبَشَرِ وَاسْتَقْبَلَه، بِمَا يَسُرُّه، فَقَدِاسْتَخَفَّ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ (کنز العمال۔۵۵۹۹)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بدعتی سے بغض کی وجہ سے منہ پھیرلیا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن وایمان سے بھردیں گے، جس نے کسی بدعتی کو جھڑکا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے امن دیں گے اور جس نے کسی بدعتی کی توہین کی تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے سو(۱۰۰) درجے بلند کریں گے۔جس نے کسی بدعتی کو سلام کیا یا اس سے خوشی سے مسکراتے ہوئے ملا یا اس کا ایسی حالت میں استقبال کیا جس سے وہ خوش ہوا تو اس نے اس شریعت کو حقیر سمجھا جس کو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل کیا ہے۔

علمائے سوء اور مشائخِ سوء نے شیطانی تسویل اور تزویر سے بدعتوں کا جال پھیلا کر عوام الناس کو اس میں پھنسا رکھا ہے اور انہوں نے شریعتِ محمدی ﷺ کے متوازی ایک ''قبوری شریعت'' ایجاد کررکھی ہے۔یہ سب مال وجاہ حاصل کرنے کے ناجائز طریقے ہیں۔یہ مزار، یہ میلے، یہ چھٹی، یہ چھلے، یہ عرس، یہ صندل، یہ غُسالہ شریف،

یہ ڈھول، تاشے، یہ قوالیاں، یہ سب وہ زنجیریں ہیں جس میں انہوں نے عوام الناس کو جکڑ رکھا ہے۔ اعتقادی بدعتوں کی وجہ سے لوگ دین کے صحیح توحید کے عقیدہ سے ہی ناواقف ہو کر رہ گئے ہیں۔ عوام الناس کے علاوہ سیاسی وسماجی لیڈر بھی ایسے لوگوں کو مقدس سمجھ کر ان کا عزت واحترام کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ اور بھی کبر وغرور میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یہ سب امور چلانے کے لئے مزار ودرگاہ سے متعلق ایک سجادہ ہوتا ہے۔ سجادہ کیا ہوتا ہے؟ سجادہ شرک وبدعات کا ایجنٹ ہوتا ہے۔ اسی کی رہنمائی اور نگرانی میں بڑے ہی حکیمانہ اور شاطرانہ طریقے پر یہ ساری کاروائیاں انجام دی جاتی ہیں۔ بڑے بڑے پوسٹرس شائع کئے جاتے ہیں، دعوت نامے دئے جاتے ہیں اور شاندار قسم کی دعوتیں ہوتی ہیں۔ عوام الناس کو بے وقوف بنانے کے لئے وعظ وتقریر کی مجالس بھی مقرر کی جاتی ہیں جس میں غلط عقائد اور بدعات کا پروپیگنڈہ اور صاحبِ مزار کے جھوٹے سچے کرامات کا بیان ہوتا ہے۔ کئی دنوں تک یہ پروگرام چلتے رہتے ہیں۔ مرد قوالوں کے ساتھ عورت قوال بھی اسٹیج پر بلائی جاتی ہے اور لوگوں کو نہ صرف اس کی آواز سے بلکہ اس کے دید سے اپنی آنکھیں سینکنے کا موقعہ ملتا ہے! درگاہوں کے ذریعہ سے سجادگان کی لاکھوں کی آمدنی ہے اور پھر اس میں سجادگی کے لئے جھگڑے بھی چلتے رہتے ہیں جو ایک فطری بات ہے۔ کچھ لوگوں نے دیکھا کہ کسی مزار کا کوئی سجادہ نہیں ہے تو جھوٹے سجادے بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ یہ سب حبِ مال اور حبِ جاہ حاصل کرنے کے طریقے ہیں۔

بدعت اور بدعتیوں کا توڑ:

۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا ظَهَرَ اَهْلُ الْبِدْعَةِ اِلَّا اَظْهَرَ اللّٰهُ فِيْهِمْ حُجَّةً عَلٰى لِسَانِ مَنْ شَاءَ مِنْ خَلْقِهٖ (کنز العمال۔۱۱۰۷)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اہلِ بدعت کا غلبہ ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جن کو چاہے ان پر غالب کرے گا اور ان کی زبان سے ان پر حجت تام فرمائے گا۔

۲) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعُذْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلَه‘ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذریؒ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ آنے والے نسلوں میں ایسے قابلِ اعتماد لوگ اس دین کے علم کے حامل بنیں گے جو غالی لوگوں کی تحریف کو، باطل لوگوں کی تزویر کو اور جاہل لوگوں کی تاویل کو دور کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے دین کو اپنی اصلی شکل میں باقی رکھنے کے لئے کتاب اللہ کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے۔ احادیثِ رسول ﷺ کتاب اللہ کی تفسیر اور تشریح ہے۔ حفاظتِ قرآن کے ضمن میں احادیثِ رسول کی بھی حفاظت شامل ہے۔ متنِ قرآن اور متنِ احادیث جب محفوظ ہیں تو ان کا صحیح مطلب اور مفہوم سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ

نے انتظام کیا ہے کہ ہر نسل میں ایسے امانت دار، قابلِ اعتماد لوگ پیدا ہوتے رہے جو دین کی صحیح تعبیر اور صحیح تفہیم پیش کرتے رہے اور غلط تاویلات اور تحریفات کا رد کرتے رہے۔ ہمارے زمانے میں مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری نے ''انوارِ ساطعہ'' نامی کتاب لکھی جس میں تمام مروجہ بدعات کی تائید کی گئی ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوریؒ صاحبِ بذل المجہود فی شرح ابی داود (ابوداود کی شرح عربی زبان میں نو جلدوں میں ہے) نے ''براہینِ قاطعہ'' نامی کتاب لکھ کر اس کا رد کیا۔ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اٹھاتا رہا جو دینِ حق کی صحیح تعبیر اور صحیح تصویر پیش کرتے رہے۔ ہندوستان میں کتاب وسنت کے مطابق دین کا صحیح تصور اور صحیح تعبیر کو پیش کرنے کے لئے ہی دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی۔ ہندوستان مختلف مذاہب کا گہوارہ ہونے کی وجہ سے ''شرک کی کان'' ہے اور یہاں بدعات کو پھلنے پھولنے کے لئے نہایت سازگار ماحول ہے۔ اگر اکابرِ دیوبند اس ادارہ کے قیام کی طرف توجہ نہ کرتے تو عین ممکن تھا کہ مسلمانوں کی اکثریت شرک وبدعات میں پھنس جاتی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے اور انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تمام شرک وبدعات سے بچا کر توحید اور سنت کے صحیح عقیدے پر قائم رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۶) فضائلِ سید المرسلین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (البقرہ۔۲۵۳)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: یہ رسول ہیں، ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جن کو اللہ نے ہم کلامی کا شرف بخشا اور ان میں بعض کو بلند درجے عطا فرمائے اور عیسیٰ بن مریم ؑ کو ہم نے کھلے دلائل عطا فرمائے اور روح القدس سے ان کی مدد فرمائی۔

وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی

بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًاo (بنی اسرائیل۔۵۵)

ترجمہ: (اے نبی ﷺ) آپ کا رب ان سب کے حال سے بخوبی واقف ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور بلاشبہ ہم نے بعض انبیاءؑ کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے اور ہم نے داودؑ کو زبور عطا فرمائی۔

فضائل کے متعلق راہِ اعتدال:

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْیَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِیْ اِصْطَفٰی مُحَمَّدًا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ فَقَالَ الْیَهُوْدِیُّ وَالَّذِیْ اِصْطَفٰی مُوْسٰی عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَرَفَعَ الْمُسْلِمُ یَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْیَهُوْدِیِّ فَذَهَبَ الْیَهُوْدِیُّ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاَخْبَرَہٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرُ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِیُّ ﷺ اَلْمُسْلِمَ فَسَاَلَہٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَخَیِّرُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی فَاِنَّ النَّاسَ یَصْعَقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ فَاِذَا مُوْسٰی بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِیْ كَانَ فِیْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِیْ اَوْ كَانَ فِیْمَنِ اسْتَثْنَی اللّٰهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَلَا اَدْرِیْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقِهٖ یَوْمَ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِیْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ لَا تُخَیِّرُوْا بَیْنَ الْاَنْبِیَاءِ (متفق علیہ) وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَا تُفَضِّلُوْا بَیْنَ اَنْبِیَاءِ اللّٰهِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان بدکلامی

ہوئی۔ مسلمان نے کہا اس خدا کی قسم جس نے محمد ﷺ کو سارے جہاں والوں پر برگزیدہ کیا۔ یہودی نے کہا اس خدا کی قسم جس نے موسیٰؑ کو سارے جہاں والوں پر برگزیدہ کیا۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے چہرے پر طمانچہ مارا۔ یہودی نبی ﷺ کے پاس شکایت لے کر گیا اور اپنا اور مسلمان کا واقعہ سنایا۔ نبی ﷺ نے مسلمان کو طلب کیا اور پوچھا اس نے بھی وہی واقعہ بیان کیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو موسیٰؑ پر فضیلت نہ دو اس لئے کہ قیامت کے دن صور پھونکے جانے پر سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا۔ پھر سب سے پہلے ہوش میں آنے والا میں ہی ہوں گا لیکن دیکھوں گا کہ موسیٰؑ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ موسیٰؑ بے ہوش ہونے والوں میں شامل تھے یا مجھ سے پہلے ہی وہ ہوش میں آ گئے تھے یا اللہ نے ان کو مستثنیٰ قرار دیا ہو۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کوہِ طور پر جو بے ہوش ہو گئے تھے اس کو حساب کر کے موسیٰؑ کو مستثنیٰ قرار دیا گیا، یا مجھ سے پہلے ہی ہوش میں آ گئے۔ میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس بن متیٰؑ سے افضل ہے۔ ابو سعیدؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاءؑ کے درمیان فضیلت نہ دو۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ خدا کے نبیوں میں تم کسی کو فضیلت نہ دو۔

قرآن کی آیات اور احادیث سے بعض انبیاءؑ کا بعض پر فضیلت رکھنا ثابت ہے۔ کسی نبی کو ایسی فضیلت نہ دی جائے کہ جس سے دوسرے نبی کی توہین نکلتی ہو۔

جزوی طور پر کوئی فضیلت کسی نبی میں پائی جاتی ہو تو وہ کلی فضیلت کے خلاف نہیں ہے۔ کوئی شخص اپنے آپ کو کسی نبی سے افضل نہ سمجھے اور نہ کسی نبی کی توہین کرے کیونکہ یہ بات از قبیلِ کفر ہے۔ بلاشبہ ہمارے نبی ﷺ تمام مخلوقاتِ عالم میں اور تمام انبیاء و رسل میں افضل ہیں۔

آپ کی فضیلت کیوں جاننا چاہئے:

آپ کی فضیلت جاننے سے آپ کی عظمت اور آپ کا مقام بارگاہِ الٰہی میں کیا ہے معلوم ہوگا۔ اس سے آپ کی محبت پیدا ہوگی جس سے آپ کی اطاعت اور اتباع کا جذبہ پیدا ہوگا۔

فضیلت میں غلو کی ممانعت:

۱) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُه، فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرُسُوْلُه، (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میری تعریف میں حد سے آگے نہ بڑھو جیسی کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کی تعریف میں کی (آپ کو اللہ کا بیٹا اور عین اللہ بنا دیا)۔ پس میں صرف اس کا بندہ ہوں، تم یہ کہا کرو کہ (محمد ﷺ) اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ (مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے بہترینِ خلق تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو ابراہیمؑ تھے۔

احادیث سے آپ کا سارے مخلوقات میں افضل ہونا ثابت ہے۔ یہاں یہ بات آپ نے ازراہِ تواضع ارشاد فرمائی یا یہ بات آپ کی فضیلت کا علم بذریعہ وحی معلوم ہونے سے پہلے ارشاد فرمائی ہو۔

۳) عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِيْرِ قَالَ انْطَلَقْتُ فِيْ وَفْدِ بَنِيْ عَامِرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا اَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اَللّٰهُ فَقُلْنَا اَفْضَلُنَا فَضْلًا وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ (ابوداود)

ترجمہ: حضرت مطرف بن عبداللہ بن شخیرؒ کہتے ہیں کہ ہم وفدِ بنی عامر کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے ہم نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں تو آپ ﷺ نے کہا کہ سردار تو اللہ ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ بھلائی کے اعتبار سے ہم سب میں بہتر اور بخشش کے اعتبار سے سب سے بزرگ آپ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی بات کہو بلکہ اس سے بھی ہلکی بات کہو۔ میری تعریف کرنے میں شیطان تمہیں بے باک اور نڈر نہ بنادے۔ (غلط سلط صفات میری طرف منسوب کرنے لگو)

فضائلِ سید المرسلین ﷺ:

۱) عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى

کِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِىْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِىْ مِنْ بَنِىْ هَاشِمٍ (مسلم)

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقعؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور اولادِ کنانہ سے قریش کو چنا اور اولادِ قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔

۲) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے میں ہی قبر سے اٹھوں گا اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔

۳) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِىَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِىَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِىَ النَّبِيُّوْنَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے ۱) مجھے جامع کلمات عطا

ہوئے ہیں، ۲) رعب کے ذریعہ سے میری مدد کی گئی ہے، ۳) مالِ غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا ہے، ۴) ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک بنادیا گیا ہے، ۵) سارے مخلوق کے لئے مجھے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور ۶) مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

اس روایت میں فضیلت کی صرف چھ باتوں کا ذکر آیا ہے ورنہ شمار کیا جائے تو آپ ﷺ کو بے شمار باتوں میں فضیلت حاصل ہے۔

۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَامِثْلُه' اٰمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَهُمْ تَابِعٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء میں سے ہر نبی کو معجزات دئے گئے جس کے بقدر انسان ان پر ایمان لاتے رہے۔ جو معجزہ مجھ کو دیا گیا ہے وہ وحیِ الٰہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے ماننے والے قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ ہوں گے۔

تمام انبیاءؑ کے معجزات ان کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے مگر نبی ﷺ کا معجزہ قرآن ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے متبعین کی تعداد سب امتوں سے زیادہ ہوگی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ حَتّٰی

اِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمَ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلَا فَخْرَ (ترمذی، الدارمی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کررہے تھے۔ آپ ﷺ حجرۂ مبارک سے نکلے، جب ان کے قریب پہنچے تو آپ نے ان کی باتیں سنیں۔ ایک صحابی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا ہے، دوسرے صحابی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو شرفِ تکلم سے نوازا اور ایک صحابی نے کہا کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں اور ایک صحابی نے کہا کہ آدمؑ کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا۔ آپ ﷺ ان کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ میں نے انبیائے کرامؑ کے متعلق تمہاری باتیں اور تمہارا تعجب کرنا سن لیا۔ بے شک ابراہیمؑ اللہ کے خلیل ہیں ان کی یہی شان ہے اور موسیٰؑ اللہ کے ہم راز اور ہم سخن ہیں بے شک

ان کی یہی شان ہے، حضرت عیسیٰؑ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں بے شک ان کی یہی شان ہے، آدمؑ اللہ کے برگزیدہ ہیں بے شک ان کی یہی شان ہے۔ خوب سن لو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں اللہ کا حبیب ہوں یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا جس کے نیچے آدمؑ اور تمام لوگ ہوں گے یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا، قیامت کے دن سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہی ہوں گا اور میری ہی شفاعت سب پہلے قبول کی جائے گی یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا، جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والوں میں سب سے پہلا شخص میں ہوں گا اور اللہ تعالیٰ میرے لئے ہی جنت کا دروازہ کھول دیں گے اور مجھے جنت میں داخل کریں گے اس وقت میرے ساتھ فقرائے مومنین ہوں گے یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا، بلا شبہ میں تمام اگلے پچھلے لوگوں میں سب سے افضل اور اکرم ہوں یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

آپ ﷺ کی فضیلت کی وجہ سے امت محمدیہ ﷺ بھی ساری امتوں میں افضل قرار دی گئی:

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةً فَاَطَالَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَرَهْبَةٍ وَاِنِّىْ سَاَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلٰثًا فَاَعْطَانِىْ ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِىْ وَاحِدَةً سَاَلْتُه اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِىْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُه اَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ

غَیْرِ هِمْ فَاَعْطَانِیْهَا وَ سَاَلْتُه، اَنْ لَّا یُذِیْقُ بَعْضُهُمْ بَاْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِیْهَا

(ترمذی، نسائی)

ترجمہ: حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی اوراس کو بہت طول دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے ایسی طویل نماز پڑھی جو پہلے کبھی نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایاہاں یہ نماز خوف اورامید کی نماز تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزیں مانگیں، دواس نے عطا کیں اورایک سے مجھے روک دیا گیا۔ میں نے یہ دعا کی کہ میری پوری امت کوعام وبا سے ہلاک نہ کرے تو میری یہ التجاء قبول کی گئی۔ میری دوسری التجاء یہ تھی کہ امت پر غیر مسلم دشمن مسلط نہ کیا جائے جوانہیں پوری طرح نیست ونابود کرے تو میری یہ التجاء بھی قبول کی گئی۔ تیسری دعا میری یہ تھی کہ مسلمان آپس میں اختلاف کر کے جنگ وجدال نہ کرتے رہیں تو میری یہ التجاء قبول نہیں کی گئی۔

اللہ کے رسول ﷺ کے طفیل میں اس امت کووہ فضیلتیں حاصل ہوئیں جو دوسری امتوں کو حاصل نہیں ہوئیں۔ آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے یہ پوری امت کسی وبا سے ہلاک نہیں کی جائے گی، نہ اس پرکوئی دشمن اس طرح مسلط ہوگا کہ ان کی بیخ کنی کردے اورنہ یہ امت کسی گمراہی پرجمع ہوگی۔ میدانِ حشر میں جنت میں جانے والوں کی ایک سوبیس (۱۲۰) صفیں ہوگیں اوراس میں اسی (۸۰) صفیں اس امت کی ہونگیں۔ یہ امت دنیا میں ظہور کے لحاظ سے گوآخری ہے لیکن سب امتوں

سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو"خیر امت" اور "امتِ وسط" کے القاب سے موسوم فرمایا ہے۔ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور امتِ محمدیہ ﷺ آخری امت ہے۔ انسانوں تک دعوت وتبلیغ کی جو ذمہ داری انبیائے کرامؑ کی تھی اب اس امت پر یہ فریضہ قیامت تک کے لئے عائد کیا گیا۔ میدانِ حشر میں مختلف امتیں جب اپنے انبیاء کی طرف سے دعوت پہنچنے کا انکار رکریں گی تو یہ امت ان انبیاءؑ کے حق میں گواہی دے گی۔ امت کی اس گواہی پر ہمارے رسول ﷺ گواہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عدالت میں اس امت کی گواہی پر ساری امتوں کا فیصلہ ہوگا۔

اللہ کے رسول ﷺ کے بے شمار فضائل میں سے چند فضائل آپ کے سامنے سنائے گئے ہیں۔ فضائل کی تفصیل سننے اور سنانے کے لئے ایک بیان نہیں بلکہ بے شمار بیانات درکار ہیں۔ اسی طرح امت کے بے شمار فضائل میں سے چند ہی آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ فضائلِ امت بیان کرنے کے لئے ایک مستقل بیان کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کی فضیلت کو جاننے، پہچاننے اور آپ ﷺ کے طفیل سے اپنے مقام، منصب اور ذمہ داری کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۷) شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ، وَنَسْتَعِیْنُہ، وَنَسْتَغْفِرُہ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہ، وَمَنْ یُّضْلِلْہ، فَلَا ھَادِیَ لَہ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ، لَا شَرِیْكَ لَہ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہ، وَرَسُوْلُہ، اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہ، سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ لَہ، مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہ، اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَاشَآءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَؤُوْدُہ، حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ o (البقرہ۔۲۵۵)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اس پر نہ اونگھ طاری ہوتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر

اس کے حضور کسی کی سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے بعد ہونے والا ہے وہ سب جانتا ہے اور وہ (مخلوق) اس کی معلومات میں کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر ہاں جس قدر وہ خود چاہے۔ اس کا تختِ حکومت آسمانوں اور زمین پر چھایا ہوا ہے۔ زمین آسمان کی حفاظت اس پر کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہ سب سے برتر اور بزرگ تر ہے۔

شَفَعَ (ف) کے معنی جوڑی بنانا، دوہرا کرنا، شَفَعَ (لِ)۔۔۔کسی کی سفارش کرنے کے ہیں۔ والشفع والوتر (قسم ہے جفت اور طاق کی)۔

شَفْعَ کے معنی جفت اور جوڑے کے ہیں۔ اسی سے لفظ شَفِیع (سفارش کرنے والا) اور اس کی جمع شُفعاء آتی ہے۔

کچھ فرقوں نے شفاعت ہی کا انکار کر دیا اور کچھ لوگ شفاعت کے غلط عقیدہ میں مبتلا ہو گئے۔ اس بیان میں آپ کے سامنے شفاعت کے صحیح تصور کو پیش کرنا مقصود ہے۔ کفار و مشرکین اپنے بتوں اور خود ساختہ معبودوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کے حضور ان کے سفارشی ہیں۔ ان کے اس غلط عقیدہ کی قطعی طور پر تردید کر دی گئی۔

شفاعت کا سارا اختیار اللہ کو ہے:

۱) اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلۡ اَوَلَوۡ كَانُوۡا لَا يَمۡلِكُوۡنَ شَيۡـئًا وَّلَا يَعۡقِلُوۡنَ ۝ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيۡعًا لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ثُمَّ اِلَيۡهِ

تُرۡجَعُوۡنَ٥ (الزمر-۴۳،۴۴)

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا کچھ اور سفارش کرنے والے تجویز کررکھے ہیں؟ آپ کہہ دیجئے کہ یہ تمہارے سفارشی اگرچہ نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھ رکھتے ہیں تب بھی؟ آپ ان سے کہئے کہ سفارش تو تمام تر اللہ کے اختیار میں ہے۔ تمام آسمانوں کی اور زمین کی حکومت کا وہی مالک ہے پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤگے۔

۲) وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـئًا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ٥ (البقرہ-۴۸)

ترجمہ: اور اس دن سے ڈرو کہ جس دن کوئی شخص کسی شخص کے ذرا بھی کام نہ آسکے گا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ کسی سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ لوگوں کو کسی مددگار کی مدد پہنچے گی۔

۳) وَذَكِّرۡ بِهٖۤ اَنۡ تُبۡسَلَ نَفۡسٌۢ بِمَا كَسَبَتۡ لَيۡسَ لَهَا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ وَاِنۡ تَعۡدِلۡ كُلَّ عَدۡلٍ لَّا يُؤۡخَذۡ مِنۡهَا اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ اُبۡسِلُوۡا بِمَا كَسَبُوۡا لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيۡمٌۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ٥ (الانعام-۷۰)

ترجمہ: اور آپ اس (قرآن) کے ذریعہ سے نصیحت کیجئے تاکہ کوئی شخص اپنے اعمال کی پاداش میں گرفتار نہ ہو جائے۔ اس کے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارشی اور اگر وہ ہر ایک چیز اپنے فدیہ میں دے کر رہائی حاصل کرنا چاہے تو بھی قبول

نہ کیا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی کمائی کے باعث ہلاکت میں پھنس گئے۔ ان کے لئے تیز گرم پانی اور دردناک عذاب ہوگا جو کفر کیا کرتے تھے۔

قرآنِ کریم کی ایسی آیات سے بعض لوگوں نے شفاعت کا صریح انکار ہی کر دیا اور بعض لوگوں نے یہ امیدیں باندھ رکھی ہیں کہ ہم کیسے بھی اعمال کیوں نہ کریں اللہ کے رسول ﷺ اور ہمارے بزرگ اللہ کے حضور سفارش کر کے ہمیں جہنم سے بچا لیں گے۔ بعض فرقوں کی بے عملی اور بدعملی کا سبب یہ غلط عقیدہ بنا ہوا ہے کہ ہمارے بزرگ اللہ کے چہیتے ہیں اور اللہ کے حضور اڑ کر بیٹھ جائیں گے اور ہماری ضرور سفارش کرا کے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں پہلے تو یہ بات صاف واضح کر دی کہ شفاعت کا اختیار صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی یہ فیصلہ کریں گے کہ کون شفاعت کرے اور کن لوگوں کی شفاعت کرے۔ شافع اور مشفوع دونوں اللہ کے حکم اور اس کی مرضی سے ہی طے ہوں گے نہ کہ لوگوں کی مرضی اور پسند سے۔ درجہ ذیل آیات اس بارے میں قطعی ہیں:

۱) يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِىَ لَه‘ قَوْلًاo (طٰہٰ۔۱۰۹)

ترجمہ: کسی کے حق میں شفاعت نفع نہ دے گی مگر اس شخص کے حق میں جس کے لئے رحمٰن نے اجازت دی ہو اور اس کے لئے شفاعت کرنے والے کا بولنا بھی پسند کر لیا ہو۔

۲) وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَه‘ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَه‘ حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا

مَاذَا قَالَ رَبُّکُمۡ قَالُوا الۡحَقَّ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡكَبِیۡرُ O (سبا۔۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے حضور کسی کی شفاعت کام نہیں آتی بجز اس شخص کے جس کے لئے اللہ نے شفاعت کی اجازت دی ہو۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ پوچھیں گے کہ تمہارے رب نے کیا جواب دیا تو وہ کہیں گے کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہ سب سے عالیشان اور بڑا ہے۔

۳) مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ (البقرہ۔۲۵۵)

ترجمہ: کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کی جناب میں کسی کی سفارش کر سکے؟

۴) یَوۡمَ یَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا یَتَكَلَّمُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَقَالَ صَوَابًاO (النبا۔۳۸)

ترجمہ: جس دن روح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے کوئی شخص کلام نہ کر سکے گا مگر وہی جس کو رحمٰن اجازت دے اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے گا۔

۵) وَلَا یَمۡلِكُ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنۡ شَهِدَ بِالۡحَقِّ وَهُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ O (الزخرف۔۸۶)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا یہ جن کو پکارتے ہیں ان کو سفارش کا اختیار نہیں ہوگا مگر وہ لوگ جو حق بات کی گواہی دیں اور دل میں حق کا یقین رکھیں۔

ان تمام آیات سے یہ بات بالکل واضح ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انبیائے کرامؑ اور صالحین جن لوگوں کے تعلق سے اللہ کا حکم ہوگا

ان کی سفارش کریں گے۔ سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ سفارش کریں گے۔

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشادفرمایا کہ قیامت کے دن میری شفاعت کے لئے لوگوں میں نصیبہ والا شخص وہ ہوگا جس نے خلوصِ دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا ہوگا۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ اِلٰی رَبِّكَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِاِبْرَاهِیْمَ فَاِنَّهٗ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاهِیْمَ فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِمُوْسٰی فَاِنَّهٗ کَلِیْمُ اللّٰهِ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِعِیْسٰی فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَکَلِمَتُهٗ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِمُحَمَّدٍ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَسْتَاذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَیُؤْذَنُ لِیْ وَیُلْهِمُنِیْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهٗ بِهَا لَا تَحْضُرُنِیْ الْاٰنَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ یَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَیُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِیْرَةٍ مِّنْ اِیْمَانٍ فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَیُقَالُ یَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ

وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِىْ اُمَّتِىْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ ائْذَنْ لِّىْ فِيْمَنْ قَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ وَ كِبْرِيَائِىْ وَعَظَمَتِىْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ اضطراب کی حالت میں بھاگے پھریں گے اور آدمؑ کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب سے ہمارے لئے سفارش کیجئے (کہ حساب کتاب کر کے جلد ہمارا معاملہ نمٹادے)۔ حضرت آدمؑ کہیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ وہ خلیل الرحمٰن ہیں، لوگ ابراہیمؑ کے پاس آئیں گے تو ابراہیمؑ کہیں گے کہ میں سفارش کا اہل نہیں ہوں تم موسیٰؑ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے کلیم ہیں۔ لوگ موسیٰؑ کے پاس آئیں گے تو وہ بھی

یہی جواب دیں گے کہ میں سفارش کا اہل نہیں ہوں تم عیسیٰؑ کے پاس جاؤ، وہ اللہ کی روح اوراس کا کلمہ ہیں۔ وہ لوگ عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ میں سفارش کا اہل نہیں ہوں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ، تب لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان سے کہوں گا کہ میں سفارش کرنے کا اہل ہوں۔ پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ مجھ پر حمد اور ثناء کے وہ الفاظ الہام کرے گا جو اس وقت مجھے معلوم نہیں ہیں۔ میں سجدے میں (بقدر ایک عشرہ کے) گر پڑوں گا اور ان حمد کے کلمات سے اللہ کی حمد وثناء بیان کروں گا تو مجھ سے کہا جائے گا کہ محمد اپنا سر اٹھایئے اور آپ کہئے آپ کی بات سنی جائے گی اور آپ سوال کیجئے آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب میری امت پر رحم فرما اور اس کو معاف کردے۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ دوزخ سے ہر اس شخص کو نکالئے جس کے دل میں ایک جو کے دانے کے برابر ایمان ہے۔ پس میں جاؤں گا اور اس حکم کے مطابق عمل کروں گا۔ اس کے بعد پھر بارگاہِ عزت میں حاضر ہوں گا اور پھر میں سجدے میں (بقدر ایک عشرہ کے) گر پڑوں گا اور ان حمد کے کلمات سے اللہ کی حمد وثناء بیان کروں گا تو مجھ سے کہا جائے گا کہ محمد اپنا سر اٹھایئے آپ کہئے آپ کی بات سنی جائے گی اور آپ سوال کیجئے آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں عرض کروں گا کہ

اۓ میرے رب میری امت پر رحم فرما اور اس کو معاف کر دے۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ دوزخ سے ہر اس شخص کو نکالئے جس کے دل میں ذرہ یا رائی کے برابر ایمان ہے۔ پس میں جاؤں گا اور اس حکم کے مطابق عمل کروں گا۔ اس کے بعد پھر بارگاہِ عزت میں حاضر ہوں گا اور پھر میں سجدے میں (بقدر ایک عشرہ کے) گر پڑوں گا اور ان حمد کے کلمات سے اللہ کی حمد وثناء بیان کروں گا تو مجھ سے کہا جائے گا کہ محمد اپنا سر اٹھائیے آپ کہئے آپ کی بات سنی جائے گی، آپ سوال کیجئے آپ کا سوال پورا کیا جائے گا، آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں عرض کروں گا کہ اۓ میرے رب میری امت پر رحم فرما اور اس کو معاف کر دے۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ دوزخ سے ہر اس شخص کو نکالئے جس کے دل میں رائی کے ادنیٰ سے ادنیٰ مقدار میں ایمان ہو اس کو جہنم سے نکالئے۔ پس میں جاؤں گا اور اس حکم کے مطابق عمل کروں گا۔ اس کے بعد پھر چوتھی مرتبہ بارگاہِ عزت میں حاضر ہوں گا اور پھر میں سجدے میں (بقدر ایک عشرہ کے) گر پڑوں گا اور ان حمد کے کلمات سے اللہ کی حمد وثناء بیان کروں گا تو مجھ سے کہا جائے گا کہ محمد اپنا سر اٹھائیے آپ کہئے آپ کی بات سنی جائے گی، آپ سوال کیجئے آپ کا سوال پورا کیا جائے گا، آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں عرض کروں گا کہ اۓ میرے رب مجھے ان لوگوں کو جہنم سے نکالنے کی اجازت دیجئے جنہوں نے صرف لا الٰہ الا اللہ کہا ہے تو اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ نہیں اس کا تم سے تعلق نہیں۔ قسم ہے اپنی عزت کی، اپنے جلال کی، اپنی

بزرگی کی، اپنی عظمت کی کہ میں ان لوگوں کو نکالوں گا جنہوں نے صرف لا الٰہ الا اللہ کہا ہے۔

دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کے بارے میں قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنے والے ہیں یعنی کافر اور مشرک۔

۳) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفَ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ (ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت عوف بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک فرشتہ میرے رب کے پاس سے آیا اور مجھے دو باتوں میں اختیار دیا گیا کہ آدھی امت جنت میں داخل کی جائے یا پوری امت کے لئے شفاعت ہو تو میں نے پوری امت کے لئے شفاعت کو اختیار کیا۔ میری شفاعت امت کے ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ کے ساتھ بغیر شرک کئے مر جائیں۔

۴) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ (ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے پہلے انبیائے کرامؑ پھر علمائے ربانی پھر شہداءِ امت۔

۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِی الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَۃِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَکْثَرُ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ (ترمذی، دارمی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابوجدعاءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے ایک (صالح) شخص کی شفاعت سے بنی تمیم (جو بہت بڑا قبیلہ تھا) کی تعداد سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَفُّ اَھْلِ النَّارِ فَیَمُرُّ بِھِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ یَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَاالَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَۃً وَّقَالَ بَعْضُھُمْ اَنَا الَّذِیْ وَھَبْتُ لَکَ وَضُوْءً فَیَشْفَعُ لَہٗ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ

(ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اہلِ ایمان میں جو لوگ جہنمی قرار دیئے جائیں گے وہ صف باندھ کر کھڑے ہوں گے۔ پھر جب ایک جنتی ان کے سامنے سے گزرے گا تو ان میں سے ایک جہنمی شخص اس سے کہے گا کہ کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں نے تمہیں ایک مرتبہ پانی پلایا تھا اور ان میں سے کوئی شخص یہ کہے گا کہ ایک مرتبہ میں نے تمہیں وضوء کے لئے پانی دیا تھا۔ یہ سن کر وہ ان کی شفاعت کرے گا اور ان کو جنت میں داخل کرائے گا۔

شفاعت کا عمل مختلف مراحل میں ہوگا۔ ہمارے نبی ﷺ تمام انسانوں کا حساب شروع کرنے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں گزارش کریں گے جب کہ کوئی نبی یا رسول

بھی اللہ کے حضور منہ کھولنے کی ہمت بھی نہ کرسکیں گے۔آپ ﷺ کی اس سفارش کو ''شفاعتِ کبریٰ'' کہا گیا ہے۔حساب کتاب کے دوران سفارش ہوگی، پل صراط پر گزرتے وقت سفارش ہوگی پھر جہنم میں ڈالے جانے کے بعد بھی سفارش ہوگی۔ سفارش سے بعض لوگ جہنم سے بچ جائیں گے،بعض لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا اور بعض لوگوں کے جنت میں درجات بلند کئے جائیں گے۔سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ شفاعت کریں گے اوراس کے بعد انبیائے کرامؑ شفاعت کریں گے۔اس کے بعد علمائے ربانی،شہداء اور صالحین جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اور جن لوگوں کے لئے حکم ہوگا سفارش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اللہ کے رسول ﷺ کی شفاعت کا مستحق بنائے اوران کی شفاعت سے بہرمند کرے۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۸) محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہ، وَنَسْتَعِیْنُہ، وَنَسْتَغْفِرُہ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہ، وَمَنْ یُّضْلِلْہ، فَلَا ھَادِیَ لَہ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہ، لَا شَرِیْکَ لَہ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہ، وَرَسُوْلُہ، اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ o (التوبہ-۲۴)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے والے اور جو مال تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس کے ماند پڑنے کا تمہیں ڈر ہے اور وہ مکانات جن میں رہنے کو تم پسند کرتے ہو۔ اگر یہ سب چیزیں تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں

تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم بھیج دے۔اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

آج آپ کے سامنے محبتِ رسول ﷺ کے تعلق سے کچھ باتیں عرض کرنی ہیں۔

محبتِ رسول ﷺ دراصل محبتِ الٰہی کی فرع ہے۔انسانی جذبات میں سب سے طاقتور اور موثر جذبہ محبت ہے۔اسی جذبۂ محبت کی بنیاد پر دنیا کی ہما ہمی اور ساری رونق قائم ہے۔ایک شخص روپئے پیسے سے محبت کرتا ہے اس کے حصول کے لئے خوب دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے، دن رات ایک کر دیتا ہے اور اپنے دل و دماغ کی ساری توانائیاں اس کے لئے صرف کر دیتا ہے۔ایک معمولی مزدور سے لے کر ایک بڑی فیکٹری کے مالک تک اسی جذبہ کے تحت کس طرح اپنی پوری زندگیاں مرتے دم تک اسی میں لگا دیتے ہیں۔حصولِ دولت کے لئے جائز اور ناجائز تمام طریقے استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ قتل اور خون ریزی کی نوبت بھی آجاتی ہے اور کبھی جیل کی ہوا بھی کھانی پڑتی ہے! اس طرح کسی عورت کی محبت جب کسی عقلمند مرد کو دیوانہ بنا دیتی ہے تو وہ کیا کچھ نہیں کرنے لگتا؟ لیلیٰ اور مجنون کا عشق، شیریں اور فرہاد کی کہانی تو محبت کی داستانوں میں مشہور ہیں۔فرہاد نے شیریں کے مطالبہ پر پہاڑ میں دودھ کی نہر کھودی تھی۔اسی سے اردو زبان میں مشکل کام کے لئے ''جوئے شیر لانا'' محاورہ جاری ہوگیا۔اردو زبان کے مشہور شاعر جگر مرادآبادی نے محبت کی کارفرمائی کا کیا خوب نقشہ پیش کیا ہے۔

ایک لفظِ محبت کا یہ ادنیٰ سا فسانہ ہے
سمٹے تو دلِ عاشق پھیلے تو زمانہ ہے

عام طور سے انسان جن چیزوں سے محبت کرتا ہے وہ فانی اور ناپائیدار ہیں۔ دین نے یہ بات واضح کی کہ اصل محبت کا حق دار تو اللہ رب العالمین ہے اور اس کے رسول رحمت اللعالمین ہیں۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِیْ لِحُبِّیْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ ہر وقت میں اپنی نعمتوں سے تمہاری پرورش کررہا ہے اور اللہ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میری خاطر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

انسان کا وجود، اس کی نشونما اور بقاء سب اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم پر ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتیں اس پر برس رہی ہیں جن کا انسان شمار نہیں کرسکتا۔ ان نعمتوں کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ انسان اللہ سے محبت کرے۔ اس لئے اللہ کی نعمتوں کو یاد دلاکر اس سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہدایت ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے ذریعہ ہمیں ملی ہے۔ چونکہ آپ ﷺ اللہ کے محبوب ہیں اس لئے اللہ سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے محبوب سے محبت کی جائے۔ ان حقائق کی روشنی میں محبت والی حدیثوں کا صحیح مفہوم آپ کی سمجھ میں آجائے گا۔

دین میں محبتِ عقلی مطلوب ہے:

۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ

مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے باپ اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں۔

''محبت'' ایک تو طبعی ہوتی ہے جیسے اولاد کو ماں باپ کی یا والدین کو اولاد کی۔ اس محبت کی بنیاد طبعی وابستگی اور فطری تقاضہ ہے۔ اس میں عقلی یا خارجی ضرورت اور دباؤ کا دخل نہیں ہوتا۔ اس کے برخلاف ایک محبت عقلی ہوتی ہے جو کسی طبعی تقاضہ کے تحت نہیں ہوتی بلکہ کسی عقلی ضرورت اور مناسبت کے تحت کی جاتی ہے۔ اس کی مثال مریض اور دوا ہے۔ یعنی بیمار شخص دوا کو اس لئے پسند نہیں کرتا کہ اس کا فطری تقاضہ ہے بلکہ عقلی تقاضہ کے تحت صحت حاصل کرنا اور بیماری کو دور کرنا ہے تو دوا استعمال کرنی پڑے گی چاہے وہ کتنی تلخ اور کڑوی کیوں نہ ہو۔ اس طرح کسی کے جسم میں کوئی پھوڑا ہوگیا ہو تو وہ اپنے آپ کو کسی سرجن کے حوالے اس لئے نہیں کرتا کہ آلاتِ جراحی کی چمک اچھی لگتی ہے یا وہ نشتر زنی کو پسند کرتا ہے بلکہ یہ عقل اور دانائی کا تقاضہ ہوتا ہے کہ فاسد مادے کو دور کرنے کے لئے اپنے آپ کو سرجن کے حوالے کرنا ضروری ہے۔ اسی کیفیت کو عقلی محبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ دین کا یہی تقاضہ ہے کہ عقلی محبت جو کمالِ ایمان اور یقین کی بنیاد پر ہوتی ہے طبعی محبت پر غالب آجائے۔ دین کا ایک تقاضہ ہے اور والدین کا ایک تقاضہ ہے، بیوی بچوں کا ایک تقاضہ ہے، خاندان والوں کا ایک

تقاضہ ہے تو ایسی صورت میں دین کے تقاضہ کو غالب رکھنا یہی کمالِ ایمان ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس کی بہترین مثالیں پیش کی تھیں۔ جہاد میں حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل کردیا، جنگِ احد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلے میں نکل کھڑے ہوئے۔ مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمر کو اور عمر بن خطابؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو، حضرت علی بن ابوطالبؓ، حضرت حمزہؓ، عبیدہ بن حارثؓ نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ جو مخلص مسلمان تھے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر آپ چاہیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے سامنے پیش کروں۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُه' اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا يُحِبُّه' اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین چیزیں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حقیقی لذت سے لطف اندوز ہوگا۔ اول یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت تمام چیزوں سے زیادہ ہو، دوسرے کسی بندہ سے محبت کرے تو صرف اللہ کی خاطر، تیسرے جب اللہ نے اسے کفر سے نکال دیا ہے تو اب اسلام سے پھر جانے کو اتنا ہی برا لگے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو۔

ایمان کی حلاوت اس شخص کو حاصل ہوگی جس کے دل میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی محبت اس طرح رچ بس جائے کہ ان کے ماسوا تمام دنیا اس کے سامنے ہیچ ہو اور کسی سے محبت بھی کرے تو اللہ کی خوشنودی کے لئے کرے۔ کفر وشرک سے اس طرح بیزارگی ہو گویا آگ میں ڈالا جانا ہو۔

۳) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ مُحَمَّدٍ رَسُوْلًا (مسلم)

ترجمہ: حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص نے ایمان کا مزہ چکھا جو اللہ کو رب مان کر، اسلام کو دین بنا کر اور محمد ﷺ کو اپنا رسول بنا کر راضی ہوا۔

محبت کی کسوٹی اتباعِ رسول ﷺ ہے:

اللہ کی محبت کا دعویٰ ہو یا رسول ﷺ کی محبت کا دعویٰ ہو دونوں کی کسوٹی اتباعِ رسول ﷺ ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ○ (آل عمران۔۳۱،۳۲)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے پیار کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، نہایت

مہربان ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ ایسے منکروں سے محبت نہیں کرتا۔

۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبْعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ (شرح السنہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس میرے لائے ہوئے دین و شریعت کے تابع نہ ہو۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا بُنَىَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِىَ وَلَيْسَ فِىْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ يَا بُنَىَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِىْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِىْ فَقَدْ اَحَبَّنِىْ وَمَنْ اَحَبَّنِىْ كَانَ مَعِىْ فِى الْجَنَّةِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بیٹے اگر تجھے اس بات پر قدرت ہو کہ تو تیری صبح اور شام (ہر وقت) اس طرح گزارے کہ تیرے دل میں کسی کے لئے کینہ نہ ہو تو اس طرح گزار دے۔ پھر فرمایا اے میرے بیٹے یہی میری سنت (دل کینہ سے صاف ہونا) ہے۔ جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جو مجھ سے محبت کرے گا کل جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ

فَقَالَ اَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُبْزًا مِنْ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ حَوَالِيَ الصَّحْفَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ (متفق علیہ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيْ قَالَ اَنَسٌ فَمَا صُنِعَ لِيْ طَعَامٌ اَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُّصْنَعَ فِيْهِ دُبَّاءٌ اِلَّا صُنِعَ

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کیلئے کھانا تیار کیا اور دعوت کی۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھانے پر گیا۔ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں لوکی اور گوشت کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ لوکی کے ٹکڑے پیالے میں چاروں طرف تلاش کررہے ہیں پس اس دن سے لوکی مجھے محبوب ہوگئی۔ ترمذی نے جو روایت کی ہے اس میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے جس سالن میں بھی میں لوکی ڈلوا سکتا تھا ڈلوالیتا تھا۔

۴) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ اَنَّهٗ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ رَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السَّبْتِيَّةَ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّا فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبید بن جریجؓ نے ابنِ عمرؓ سے دریافت کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ بے بال چمڑے کے چپل پہنا کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں رسول ﷺ

کو ایسے ہی چپل پہنے ہوئے دیکھا تھا جس پر بال نہ ہوا کرتے تھے اس لئے مجھے بھی ایسے چپل پہننا پسند ہے۔

۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّكَ قَالَ اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاُحِبُّكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا لَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلٰى مَنْ يُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّيْلِ اِلٰى مُنْتَاهُ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو تم کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے پھر کہا کہ خدا کی قسم میں آپ سے محبت رکھتا ہوں، تین مرتبہ کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس محبت کے دعوی میں سچے ہو تو ایک آہنی جھول تیار کرلو کیونکہ فقر و فاقہ مجھ سے محبت کرنے والوں کی طرف اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ آتا ہے جیسا ڈھلان کی طرف رَو (تیز بہتا ہوا) کا پانی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے اور آپ کی پوری پوری اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ان شاء اللہ تعالیٰ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے آئندہ جمعہ پیش کئے جائیں گے۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۲۹) محبتِ رسول ﷺ کے تقاضے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ہ

(آل عمران۔۳۱،۳۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے پیار کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اگر یہ لوگ منہ پھیر لیں تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ ایسے منکروں سے محبت نہیں کرتا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِعْمَۃٍ

وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ ہر وقت اپنی نعمتوں سے تمہاری پرورش کر رہا ہے اور اللہ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میری خاطر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

اتباعِ رسول ﷺ کا معنیٰ:

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ جنہیں چودھویں صدی ہجری کا اویس کہا جاتا ہے اور جنہیں عشقِ رسول ﷺ میں کامل حصہ ملا تھا، فرماتے ہیں کہ اتباعِ رسول ﷺ یہ ہے کہ جیسا اللہ کے رسول ﷺ نے کیا ویسا ہی کرے نہ بڑھائے اور نہ گھٹائے۔ کچھ لوگوں نے گھٹا دیا اور کچھ لوگوں نے بڑھا کر بدعتیں ایجاد کر دیں۔ صحیح پیروئ رسول ﷺ یہ ہے کہ جیسا آپ ﷺ نے کیا ہے ہو بہو ویسا ہی کرے۔

محبتِ رسول ﷺ کے تقاضے:

رسول ﷺ سے محبت کی کسوٹی اور اس کا اصل تقاضہ تو اطاعت اور اتباعِ رسول ﷺ ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی محبت کے بے شمار تقاضے ہیں جو آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں صحابہؓ سے بیان کئے ہیں۔ صحابہ کرامؓ وہ خوش نصیب جماعت تھی جنہوں نے محبتِ رسول ﷺ پر اور ذاتِ رسول ﷺ پر اور آپ کے ایک اشارہ پر اپنی جانیں نچھاور کر دیں۔ محبتِ رسول ﷺ کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ کے اہلِ بیت سے محبت کی جائے، آپ کے اصحابؓ سے محبت کی جائے، اہلِ عرب سے محبت کی جائے،

انصار سے محبت کی جائے اور جو چیز بھی آپ سے متعلق ہے اس سے محبت کی جائے۔

جو حدیث حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ سے محبت کرو کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنی نعمتوں سے تم کو نواز رہا ہے اور اللہ کی خاطر مجھ سے محبت کرو اور میری خاطر میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔ اہلِ بیت میں آپ ﷺ کے ازواجِ مطہرات، آپ کی اولاد اور آپ کے خدام شامل ہیں۔ کچھ لوگوں نے ازواجِ مطہرات کو آپ کے اہلِ بیت سے خارج کرنے کی کوشش کی ہے جو انتہائی غلط ہے۔ عرف میں اور قرآنی استعمال میں اہلِ بیت کا اطلاق سب سے پہلے ازواج پر ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کی درجہ ذیل آیت سے واضح ہوتا ہے:

قَالُوْآ اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِاللّٰهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُه عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّه حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌo (ہود۔۷۳)

ترجمہ: (فرشتوں نے حضرت سارہؑ، زوجۂ ابراہیمؑ سے کہا) کیا تم خدا کی قدرت میں تعجب کرتی ہو؟ اے ابراہیمؑ کے گھر والوں تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں بے شک اللہ تعالیٰ تمام اچھے صفات والا ہے اور بڑی بزرگی والا ہے۔

۱) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ اٰیَةُ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ ــــــ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِیًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ (مسلم)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابو وقاصؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت (آیت مباہلہ)

نازل ہوئی کہ آؤ ہم اپنی اولاد کو بلائیں گے اور تم اپنی اولاد کو۔۔۔۔۔اللہ کے رسول ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کو لے کر نکلے اور فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔

۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ حَجَّتِہٖ یَوْمَ عَرَفَۃَ وَھُوَ عَلٰی نَاقَتِہِ الْقَصْوَاءِ یَخْطِبُ فَسَمِعْتُہ‘ یَقُوْلُ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو حجۃ الوداع یومِ عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصواء پر سوار یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو میں تم میں (دو) چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم ان کو مضبوط پکڑو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میرے اہلِ بیت۔

۳) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرِمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَھَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اَذَاھَا

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اسے غصہ دلایا اس نے مجھے غصہ دلایا اور دوسری روایت میں ہے کہ جو چیز اسے بری لگتی ہے مجھے بری لگتی ہے، جو چیز اسے ایذا پہنچاتی ہے مجھے ایذا پہنچاتی ہے۔

۴) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لِعَلِیٍّ وَّفَاطِمَۃَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَھُمْ وَسَلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَھُمْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے حق میں فرمایا کہ جو کوئی ان سے لڑے میں ان سے لڑوں گا، جو کوئی ان سے، مصالحت رکھے میں ان سے مصالحت رکھوں گا۔

۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔

٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد میرے اصحاب کے بارے میں خدا سے ڈرو، (مکرر فرمایا) میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو ملامت کا نشانہ مت بناؤ۔ جو ان سے محبت رکھے گا میری وجہ سے محبت رکھے اور جو ان سے بغض رکھے میری وجہ

سے بغض رکھے گا اور جس نے انہیں ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا پہچائی اور جس نے اللہ کو ایذا دی عنقریب اللہ اس کی گرفت کریں گے۔

۷) عَنْ عُوَیْمِ بْنِ سَاعِدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَلِیْ اَصْحَابًا فَجَعَلَ لِیْ مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَاَنْصَارًا وَاَصْهَارًا فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَلَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا (حاکم، طبرانی، محاملی)

ترجمہ: حضرت عویم بن ساعدہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھے چن لیا اور میرے لئے اصحابؓ کو بھی چن لیا۔ پھر ان میں سے بعض کو میرے وزراء، بعض کو میرے انصار اور بعض کو میرے سسرالی رشتہ دار بنایا۔ پس جو میرے کسی صحابی کو برا بھلا کہے گا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل۔

۸) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاَی صِبْیَانًا وَنِسَاءً مُقْبِلِیْنَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ یَعْنِی الْاَنْصَارُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انصار کے چند بچوں اور عورتوں کو شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور ان سے فرمایا کہ اے

اللہ! تم مجھے سارے انسانوں میں محبوب ہو، اے اللہ! تم مجھے سارے انسانوں میں محبوب ہو۔

۹) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی علامت انصار سے محبت ہے اور انصار سے بغض نفاق کی علامت ہے۔

۱۰) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ يَا رُسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِيْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ دین سے جدا ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ میں کیسے آپ سے بغض رکھ سکتا ہوں جبکہ اللہ نے آپ کے ذریعہ سے ہمیں ہدایت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم عرب سے بغض رکھو گے تو مجھ سے بغض رکھنے لگو گے۔

۱۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ عرب سے تین باتوں کی وجہ سے محبت رکھو یہ کہ میں عربی ہوں، قرآن عربی میں ہے اور اہلِ جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔

محبت کے نمونے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هَشَّامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مِنْ نَّفْسِيْ فَقَالَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اِلَيْكَ مِنْ نَّفْسِكَ فَقَالَ عُمَرُ فَاِنَّكَ اَلْاٰنَ وَاللّٰهِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ فَقَالَ اَلْاٰنَ يَا عُمَرُ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ہشامؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ حضرت عمرؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں تم ایمان والے نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا اب آپ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر اب تم کامل ایمان والے ہو گئے۔

جنگِ احد میں جب یہ خبر مشہور ہو گئی کہ اللہ کے رسول ﷺ شہید ہو گئے تو ایک انصاری عورت آپ کی خبر دریافت کرنے کے لئے نکلی۔ ایک شخص یہ خبر لایا کہ اس کا شوہر شہید ہو گیا، دوسرا یہ خبر لایا کہ اس کا باپ شہید ہو گیا، تیسرا یہ خبر لایا کہ اس

کا بھائی شہید ہوگیا۔ وہ ہر ایک سے یہی پوچھتی رہی کہ مجھے بتاؤ اللہ کے رسول ﷺ کیسے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ زندہ وسلامت ہیں تو اس نے کہا کہ مجھے اپنی آنکھوں سے آپ کا دیدار کرادو۔ جب اس نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا تو وہ جملہ کہا جو اسلامی تاریخ میں ایک رکارڈ بن گیا۔ ''كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلَ'' (جب آپ زندہ سلامت ہیں تو ہر مصیبت آسان ہے)۔

میں بھی باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شاہِ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

محبتِ رسول ﷺ کی بے شمار مثالیں ہیں۔ وقت کا لحاظ کرتے ہوئے صرف دو ہی نمونے آپ کے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔

محبت کا انعام (آخرت میں معیتِ رسول ﷺ):

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا سَالَ النَّبِيَّ ﷺ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلٰوةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّىْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعْ مَنْ اَحْبَبْتَ (بخاری)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے پوچھا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کررکھی ہے؟ اس نے کہا کہ کچھ نہیں، نہ بہت نمازیں، نہ بہت روزے، نہ بہت صدقات لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ تو آپ ﷺ

نے فرمایا کہ تو آخرت میں انہیں لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کی اطاعت، اتباع اور محبت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۰) شبیہ (تصویر) رسولِ اکرم ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ○ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ○ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ○ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ○ (تین۔۴-۱)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طورِ سینا کی اور اس امن والے شہر (مکہ) کی کہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔

انبیائے کرامؑ تمام انسانوں میں اللہ تعالیٰ کے چنیدہ بندے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی خَلق اور خُلق میں تمام انسانوں میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تمام عیوب سے مبراء اور تمام محاسن سے مزین پیدا فرماتے ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ تمام بنی آدم

اور انبیاءؑ کے سردار ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانوں سے بہترین جسمانی اور روحانی صفات کے ساتھ پیدا فرمایا تھا۔

آپ ﷺ کا نامِ مبارک محمد ﷺ ہے:

آپ ﷺ کی والدہ فرماتی ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے خواب دیکھا اور کوئی کہتا ہے کہ تجھے اس امت کے سردار اور پیغمبر کا حمل ہے۔ جب تو اس کو جنے تو اس کا نام محمد رکھنا۔ آپ ﷺ سے پہلے محمد کسی کا بھی نام نہیں تھا۔ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد رکھا تو لوگوں نے کہا کہ تم نے اپنے بیٹے کا نام اپنے آبا و اجداد کے نام پر کیوں نہیں رکھا اور یہ نیا نام ہرگز تمہاری قوم میں نہیں ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس امید پر یہ نام رکھا ہے کہ تمام اہلِ زمین اور اہلِ آسمان اس کی تعریف کریں گے۔ عبدالمطلب نے بھی خواب دیکھا تھا کہ ایک چاندی کی زنجیر ان کی پیٹھ سے نکلی، اس کا ایک سرا آسمان میں ہے پھر وہ زنجیر مشرق اور مغرب کی طرف پھیل گئی اور وہ زنجیر ایک درخت بن گئی۔ اس کے ہر پتہ پر نور ہے۔ خواب کی تعبیر دینے والوں نے کہا کہ آپ کی پشت سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا کہ سب اہلِ مشرق اور مغرب اس کے تابع ہونگے اور تمام اہلِ جہاں اس کی تعریف کریں گے۔ محمد کے لغوی معنیٰ ''بے انتہاء تعریف کیا گیا'' کے ہیں۔

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیِ الَّذِیْ یَمْحُوا اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ

النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بہت سے نام ہیں۔ میرا ایک نام محمد ہے اور دوسرا احمد ہے اور میرا نام ماحی ہے میرے ذریعے اللہ کفر کو مٹائے گا اور میرا نام حاشر ہے لوگ میرے قدموں پر قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اور جمع کئے جائیں گے۔ میرا نام عاقب ہے۔ عاقب وہ ہے جو سب سے آخر میں آئے اور جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

اسلام میں تصویر کی حرمت:

جاندار کی تصویر کو اسلام میں اس لئے حرام قرار دیا ہے کیونکہ ذی روح کی تصاویر شرک و بت پرستی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ حضورِ اکرم ﷺ کا تذکرہ اور آپ کی تعریف سن کر ہر انسان کے دل میں بالخصوص جو آپ کے امتی ہیں، ان میں آپ کو دیکھنے کی ایک فطری خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں کو آپ کا دیدار نصیب ہوا اور ایمان لانے کی توفیق ہوئی وہ تمام انسانوں میں بہترین گروہ اور سب سے زیادہ خوش نصیب قرار دئے گئے۔ محض ایک مرتبہ آپ کو دیکھ لینا انہیں جنت کا حق دار بنا دیتا ہے بلکہ جو انہیں (صحابہؓ کو) دیکھنے والا ہے وہ بھی دوزخ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۱) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا تَمُسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان نے

مجھے دیکھا اسے دوزخ کی آگ نہیں لگے گی اور اس کو بھی دوزخ کی آگ نہیں لگے گی جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

صحابہ کرامؓ تو خوش نصیب تھے جو آپ ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ جو آپ ﷺ کے امتی صحابہ کرامؓ کے بعد پیدا ہوئے ان کے لئے بھی آپ ﷺ نے بشارت دی کیونکہ ان لوگوں کا ایمان پوری طرح ایمان بالغیب ہے۔

۲) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ یَرَنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ (احمد)

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات مرتبہ خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔

۳) عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِیْرُ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کتا اور تصاویر ہوں فرشتے (رحمت کے) داخل نہیں ہوتے۔

۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰہِ الْمُصَوِّرُوْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ انسانوں میں سخت ترین عذاب اللہ کی طرف سے مصوروں کو دیا جائے گا۔

صحابہ کرامؓ کے بعد ہونے والے امتیوں کو آپ کی شبیہ (تصویر) دیکھنے کا یہ شوق اور تقاضہ اور شریعت میں (جاندار کی) تصویر کی یہ حرمت، اس کا کیا حل ہوسکتا ہے؟ شریعت نے اس کا بھی حل رکھ دیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کا امت پر احسان:

صحابہ کرامؓ امت اور نبی ﷺ کے درمیان واسطہ ہیں کہ جن کے ذریعہ سے اللہ کی کتاب اور آپ کی احادیث اور سنتیں پہنچیں۔ صحابہ کرامؓ کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے صرف کتاب اللہ اور احادیثِ رسول ﷺ ہی کو نہیں بلکہ اس زمانہ کے ماحول، حالات اور کیفیات کو بھی امت تک پہنچایا۔ صحابہ کرامؓ نے الفاظ کی شکل میں نبی ﷺ کی وہ تصویر کھینچی ہے کہ کوئی فوٹو گرافر بھی اتنی باریکی اور تفصیل کے ساتھ نہیں پیش کرسکتا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اس سلسلہ کی چند احادیث آپ کو سنانے جارہا ہوں غور سے سماعت فرمائیں۔

امام المحدثین ترمذیؒ نے اس موضوع پر ایک کتاب ''شمائلِ ترمذی'' کے نام سے تالیف کی ہے۔

۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَیْسَ بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَیْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ

اللّٰهُ عَلٰى رَاسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِىْ رَاسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت لمبے قد کے تھے نہ پست قد بلکہ آپ کا قدِ مبارک درمیانہ تھا۔ آپ ﷺ کا رنگ نہ بالکل سفید چونے کی طرح تھا نہ بالکل گندم گوں (چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن اور پرنور تھے)۔ آپ ﷺ کے بال نہ بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچ دار بلکہ ہلکی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ کو اللہ نے نبوت سے سرفراز فرمایا۔ دس سال مکہ میں قیام کیا اور دس سال مدینہ میں قیام کیا۔ ساٹھ سال کی عمر میں اللہ نے آپ ﷺ کو وفات دی۔ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

آپ کا قدِ مبارک تو میانہ تھا لیکن سب لوگوں میں کھڑے ہوتے تو سب سے بلند نظر آتے۔ یہ بات بطورِ معجزہ کے تھی۔ حضرت انسؓ نے کسور کو حذف کر کے مکہ کے قیام کو جو دراصل تیرہ سال تھا دس سال بتایا ہے اور آپ کی وفات جو تریسٹھ سال تھی اس کو ساٹھ سال بتایا ہے۔

۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ كَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغِّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ بِالْوَجْهِ

تَدْوِیرٌ اَبْیَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَیْنَیْنِ اَھْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِیْلُ الْمُشَاشِ وَالْکَتِدِ اَجْرَدُ ذُوْمَسْرُبَۃٍ شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ اِذَا مَشٰی یَتَقَلَّعُ کَاَنَّمَا یَمْشِیْ فِیْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمَ النَّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَھْجَۃً وَاَلْیَنُھُمْ عَرِیْکَۃً وَاَکْرَمُھُمْ عَشِیْرَۃً مَنْ رَاٰہُ بَدِیْھَۃً ھَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ مَعْرِفَۃً اَحَبَّہٗ یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ ﷺ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت علی بن ابو طالبؓ جب حضور ﷺ کے حلیۂ مبارک کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ آپ ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے نہ زیادہ پست قد بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے۔ آپ ﷺ کے بال نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑا سا خم لئے ہوئے تھے۔ نہ آپ موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے البتہ تھوڑی سی گولائی آپ کے چہرہ میں تھی۔ آپ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ آنکھیں نہایت سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔ بدن کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ پُر گوشت تھی۔ آپ کے بدنِ مبارک پر بال نہیں تھے۔ آپ کے سینۂ مبارک سے ناف تک ایک بالوں کی لکیر تھی۔ آپ کے ہاتھ اور قدم پُر گوشت تھے۔ جب آپ چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا پستی کی طرف چل رہے ہیں۔ جب آپ کسی کی طرف توجہ فرماتے تو تمام چہرۂ مبارک سے فرماتے۔ آپ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ آپ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ آپ

دل کے سب سے زیادہ سخی، زبان کے سب سے زیادہ سچے، طبیعت کے سب زیادہ نرم اور خاندان کے لحاظ سے سب سے زیادہ شریف تھے۔ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا اور جو شخص پہچان کر آپ سے میل جول رکھتا آپ کو محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ کا حلیہ بیان کرنے والا صرف یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ جیسا باجمال اور باکمال نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔

۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ لَيْلَةٍ اِضْحِيَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِيْ مِنَ الْقَمَرِ (ترمذی، دارمی)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا۔ آپ ﷺ سرخ جوڑا زیبِ تن فرماتے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا کبھی آپ کو دیکھتا پھر میں نے فیصلہ کیا کہ آپ ﷺ چاند سے زیادہ حسین و جمیل ہیں۔

دیر و حرم میں روشنی شمس و قمر سے ہو تو کیا
مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ امراء کی بیویاں جو عزیزِ مصر کی بیوی کو یوسفؑ کی محبت پر ملامت کر رہی تھیں، جب انہوں نے یوسفؑ کے حسن و جمال کو دیکھا تو بے اختیار کہہ اٹھیں حاشاللہ یہ کوئی انسان نہیں یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے اور انہوں نے اپنے ہاتھ

کاٹ ڈالے اگر وہ محمد ﷺ کے حسنِ جمال کو دیکھتیں تو اپنے دل ہی کاٹ ڈالتیں!

۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْهِهٖ وَمَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ مِنْ مَشْیِهٖ مَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَه‘ اِنَّا لَنَجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّه‘ لَغَیْرُ مُكْتَرِثٍ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر حسین کوئی چیز نہیں دیکھی گویا آفتاب آپ کے چہرۂ مبارک میں جاری تھا اور آپ سے زیادہ تیز چلنے والا بھی میں نے نہیں دیکھا گویا زمین آپ کے لئے لپٹی جاتی ہے۔ ہم اپنے آپ کو مشقت میں ڈال کر چلتے اور آپ بے تکلف اور بے تعب چلتے۔

۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْیَضَ كَاَنَّمَا صِیْغَ مِنْ فِضَّةٍ رَجِلَ الشَّعْرِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر حسین اور خوب صورت تھے گویا کہ چاندی سے آپ کا بدنِ مبارک ڈھالا گیا ہے اور آپ کے بالِ مبارک کسی قدر خم لئے ہوئے تھے۔

٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُاِیَ كَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنَ ثَنَایَاهُ (دارمی)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اگلے دانتوں میں کچھ کشادگی تھی جب آپ تکلم فرماتے تو ان دانتوں کے درمیان سے ایک نور سا ظاہر

ہوتا تھا۔

۷) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَسْلُكْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعَه' اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّه' قَدْ سَلَکَه' مِنْ طِیْبِ عَرْفِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِّیْحِ عَرَقِهٖ (دارمی)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جس راستے سے گزرتے تو آپ کے بعد جو شخص بھی اس راستے سے گزرتا وہ آپ کے جسم کی خوشبو یا یہ کہا کہ پسینہ کی خوشبو سے معلوم کرلیتا کہ آپ ﷺ اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔

آپ کے خَلق کے بارے میں ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ خَلّاقِ عالم اور مُصوِرِازل نے آپ ﷺ کی بے مثال تصویر بنائی اور قلم توڑ دیا۔ آپ ﷺ کے خَلق اور خُلق میں وہ تاثیر رکھی جو آپ کا چاہنے والا ہے وہ بھی صاحبِ حسن و جمال ہو جاتا ہے۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبالؔ نے کیا خوب کہا ہے:۔

سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی کوئی حسینوں میں

حضرت مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادیؒ اتباعِ رسول اور عشقِ رسول ﷺ میں زمانہ میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے انہیں چودھویں صدی کا اویس کہا جاتا ہے۔ آپ کے خلیفۂ خاص مولوی تجمل حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت حجرہ سے جب باہر نکلتے تو سب لوگوں کی نظریں آپ کی صورت کی طرف ہوتی تھیں اور ہر کوئی یہی چاہتا تھا کہ ہر وقت آپ کو دیکھا کرے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؒ

فرماتے ہیں کہ غیب سے باری تعالیٰ نے حضرت مولانا فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کو سر سے پیر تک لباسِ جمیل عطا فرمایا تھا۔ اسی کا یہ اثر تھا کہ ہر شخص کہ کیا ہندو، کیا مسلمان، کیا نصاریٰ، جس نے آپ کی صورت دیکھی عاشق ہوگیا۔ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئیؒ کی جنھوں نے زیارت کی ہے، ان کا بھی یہی حال تھا۔

عاشقانِ رسول ﷺ کی تسکین کا سامان:

کیا عاشقانِ رسول ﷺ اللہ کے رسول ﷺ کی شبیہ جو الفاظ کی شکل میں ہے اسی پر اکتفاء کریں؟ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اس تشنگی کو رفع کرنے کے لئے خواب میں دیدارِ نبی ﷺ کو ذریعہ بنایا اور اس منامی شبیہ کو شُبہ اور التباس سے پاک رکھا اور یقینی بنایا۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا تحقیق مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار کرکے نہیں آسکتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ ﷺ کی اطاعت، اتباع اور آپ ﷺ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ ﷺ کی زیارت بھی نصیب فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۱) اخلاقِ رسول ﷺ (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ o مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ o وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ o وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ o (القلم ۔۴-۱)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: ن، قسم ہے قلم کی اور قسم ہے اس کی جو لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آپ اپنے رب کے فضل وکرم سے دیوانہ نہیں ہیں اور بے شک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے اور بے شک آپ اخلاق کے بلند درجہ پر قائم ہیں۔

۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ (احمد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے

حسنِ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔

۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِىْ فَاَحْسِنْ خُلُقِىْ (احمد)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ تو نے میرے جسم کو اچھا بنایا ہے میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دے۔

۳) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (ابوداود)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والوں میں سب سے کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔

اخلاق کے اچھے صفات بھی ہیں جیسے سچائی، امانت، دیانت، اخلاص، صبر وشکر وغیرہ اور اخلاق کے برے صفات بھی ہیں جیسے جھوٹ، خیانت، دغا، ریاء، سمعہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو تمام برے صفات سے پاک کر کے اچھے صفات کے اعلیٰ درجہ پر فائز کیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے دشمن بھی آپ کو صادق اور امین مانتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی صداقت اور امانت کی بنیاد پر ہی اپنی دعوت کا آغاز کیا۔ آپ ﷺ نے جب اس بات کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا ہے اور مجھ پر قرآن نازل کیا ہے تو منکرین آپ کو کاہن، ساحر، شاعر اور مجنون کہنے لگے۔ سورۂ قلم کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر یہ بات بیان کی ہے کہ ان کی ایسی باتوں

سے آپ غمگین نہ ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اخلاق کے سب سے اعلیٰ درجہ پر فائز کیا ہے اور آپ کو اخلاقی، نفسیاتی اور روحانی تمام عیوب سے پاک رکھا ہے۔

۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتُكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالَ نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔۔۔۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ آپ ﷺ کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور پکارنا شروع کیا کہ اے بنی فہر، اے بنی عدی قریش کی تمام شاخوں کو بلانا شروع کیا یہاں تک کہ سب لوگ جمع ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا پہلے مجھے بتاؤ کہ اگر میں تمہیں اس بات کی خبر دوں کہ اس وادی میں ایک لشکر اترا ہے اور وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم مجھے سچا مانو گے؟ سب نے کہا بے شک کیونکہ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ آپ نے جو بات بھی کہی ہے وہ سچی کہی ہے اور سچ کے سوا ہم نے کوئی بات آپ سے نہیں سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں خدا کی طرف سے رسول بن کر آیا ہوں، میں ایمان کی دعوت دیتا ہوں، اگر تم قبول نہ کرو گے تو یہ خبر دیتا ہوں کہ تم پر سخت عذاب نازل ہوگا۔

ابولہب نے کہا کہ سارا دن تیرے لئے تباہی ہو، کیا تو نے اسی کے لئے ہم کو جمع کیا تھا؟ تو ''سورۃ تبت یدا'' نازل ہوئی۔

تیرہ سال تک آپ ﷺ مکہ میں ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے رہے اور جولوگ آپ ﷺ کا انکار کرتے رہے نہ صرف آپ ﷺ کی مخالفت کرتے رہے بلکہ سخت قسم کی ایذائیں آپ کو پہنچاتے رہے۔ آخرانھوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ آپ ﷺ کو قتل ہی کردینا چاہیئے تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ دشمنوں کے نرغہ میں آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ہجرت کرکے مدینہ چلے گئے، اس وقت بھی بہت سے لوگوں کی امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں، آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہ ہدایت دی تھی کہ اصحابِ امانت کی امانتیں ان تک لوٹائیں! ابوجہل جو آپ ﷺ کا انتہائی مخالف اور دشمن تھا وہ بھی یہ کہتا تھا کہ اے محمد ﷺ ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن آپ ﷺ جو لے کر آئے ہیں اس کو ہم نہیں مانتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّہٗ لَیَحْزُنُکَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ٥ (الانعام۔۳۴)

ترجمہ: ہم خوب جانتے ہیں کہ ان لوگوں کی باتیں آپ کو غمگین کرتی ہیں درحقیقت یہ لوگ آپ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَالنَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ

فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَةَ عُرْیٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِیْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُه، بَحْرًا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ تمام انسانوں میں سب سے خوب صورت، سب سے سخی اور سب سے بہادر تھے۔ایک رات کا واقعہ ہے کہ مدینہ کے لوگ (دشمن سے) خوف زدہ ہوگئے اور اس آواز کی طرف چلے انہوں نے نبی ﷺ کو سامنے موجود پایا کہ آپ ﷺ سب سے پہلے تنہاء ہی اس آواز کی طرف روانہ ہوگئے تھے۔آپ ﷺ نے لوگوں کو اطمینان دلایا کہ ڈرو نہیں کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے۔اس وقت آپ ﷺ ابوطلحہؓ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اس پر زین بھی نہیں تھی اور آپ ﷺ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس گھوڑے کو تو میں نے دریا کی طرح تیز رو پایا۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُه، عَشَرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِیْ عَلٰی شَیْءٍ قَطُّ اُتِیَ فِيْهِ عَلٰی يَدَیَّ فَاِنْ لَا مَنِیْ لَائِمٌ مِنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّه، لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ كَانَ (مصابیح)

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو میری عمر آٹھ سال کی تھی۔اس وقت سے مسلسل دس سال میں آپ کی خدمت کرتا رہا۔اس پورے عرصے میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میرے ہاتھ سے کوئی چیز ضائع ہوئی

ہواور آپ نے مجھ کوملامت کی ہو۔ اگر آپ کے اہلِ بیت میں کوئی مجھ پر ملامت کرتا تو آپ ﷺ فرماتے جانے دواس کوملامت نہ کرو۔ حقیقت ہے کہ جو بات ہونے والی ہوتی ہے وہ ضرور ہوکر رہتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ پورے دس سال میں کبھی آپ نے مجھے اُف بھی نہیں کہا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا۔

۳) عَنْ عَلِيٍّ اَنْ يَّهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ لَه' فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَه' عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَى النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ لَه' يَا يَهُوْدِىُّ مَا عِنْدِىْ مَا اُعْطِيْكَ قَالَ فَاِنِّىْ لَا اُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَه' فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَدَّدُوْنَه' وَ يَتَوَعَّدُوْنَه' فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا الَّذِىْ يَصْنَعُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِىٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنَعَنِىْ رَبِّىْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَه' فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِىُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ الْمَالِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِىْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰى نَعْتِكَ فِى التَّوْرَاةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُ اللّٰهِ مُوْلِدَه' بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُه' بِطَيِّبَةَ وَمُلْكُه' بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِى الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلَ الْخَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ

اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِىْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا اَرٰكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِىُّ كَثِيْرُ الْمَالِ (بیہقی)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مدینہ میں فلاں نام کا یہود کا ایک عالم تھا۔ نبی ﷺ پر اس کے کچھ دینار قرض تھے۔اس نے نبی ﷺ سے ان دیناروں کا تقاضہ کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت میرے پاس نہیں ہیں کہ تمہیں دوں۔اس نے کہا میں اس وقت تک آپ سے نہیں ہٹوں گا جب تک آپ میرا قرض ادا نہ کریں۔تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو میں تمہارے پاس بیٹھ جاؤں گا۔یہودی بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گیا۔اللہ کے رسول ﷺ نے ظہر،عصر،مغرب اور عشاء اور دوسرے دن فجر کی نمازیں پڑھیں۔صحابہؓ یہ حالت دیکھ کر اس یہودی کو ڈرا دھمکا رہے تھے۔اللہ کے رسول ﷺ نے جب یہ محسوس کیا تو آپ نے ان کو سختی سے منع کیا۔انہوں نے کہا کہ اےئ اللہ کے رسول ﷺ ایک یہودی آپ کو روکے ہوئے ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے کہ جس شخص سے عہد کیا گیا ہے اس پر کوئی ظلم کروں۔جب دن روشن ہو گیا تو اس یہودی نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔اپنے مال کا آدھا حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔خدا کی قسم میں نے اس وقت آپ کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا صرف اس لئے کہ آپ کے اخلاق کو جس کا ذکر تورات میں ہے جاننا چاہتا تھا۔(تورات میں ہے کہ)

ان کا اسمِ گرامی محمد ہوگا عبداللہ کے بیٹے ہوں گے ان کی پیدائش مکہ میں ہوگی اور مدینہ طیبہ ان کی ہجرت گاہ ہوگی اور ان کی مملکت کی سرحدیں ملکِ شام تک پہونچیں گی، نہ وہ بدزبان ہوں گے، نہ سنگ دل ہوں گے، نہ بازار میں شور مچانے والے ہوں گے، نہ فحش وضع اختیار کرنے والے ہوں گے اور نہ بے ہودہ بات بکنے والے ہوں گے۔ (پھر ایک اور مرتبہ اس نے کہا) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ میرا مال حاضر ہے آپ اللہ کے حکم کے مطابق جو چاہے اس میں فیصلہ فرمائیں۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ یہودی بہت مالدار تھا۔

۴) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ غَنَمًا بَیْنَ جَبَلَیْنِ فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ فَاَتٰی قَوْمَهٗ فَقَالَ اَیْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَیُعْطِیْ عَطَاءً مَا یَخَافُ الْفَقْرَ

(مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان جو بکریاں تھیں مانگیں تو آپ نے سب بکریاں اس کو دے دیں۔ پس وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور (خوشی سے) کہنے لگا اے میری قوم کے لوگوں اسلام قبول کرو خدا کی قسم محمد ﷺ اتنا دیتے ہیں کہ فقر وافلاس سے نہیں ڈرتے۔

۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِیْنَةِ بِاٰنِیَتِهِمْ فِیْهَا الْمَاءُ فَمَا یَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَهٗ فِیْهَا فَرُبَّمَا جَاؤُهٗ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَیَغْمِسُ

يَدَه، فِيهَا (مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبیﷺ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اہلِ مدینہ کے لونڈی غلام اپنے برتنوں میں پانی لے کر پہنچ جاتے تھے تاکہ آپ کے دستِ مبارک کی برکت حاصل کریں۔ جو بھی شخص پانی کا برتن لے کر آتا آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ لوگ سردی کے موسم میں صبح ہی اپنے پانی کے برتن لے کر آتے اور آپ بڑی خوش دلی سے اپنا دستِ مبارک اس میں ڈالتے تھے۔

٦) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ (بخاری)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ مدینہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کا یہ حال تھا کہ جب اسے کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ کا دستِ مبارک پکڑتی اور جہاں اس کا جی چاہتا آپ کو لے جاتی۔

٧) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّىْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ (اپنے دشمنوں) مشرکین کے لئے بددعا کریں تو آپﷺ نے فرمایا کہ مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ مجھ کو تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

٨) عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ

يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَا لَه، تَرِبَ جَبِيْنَه، (بخاری)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نہ تو فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے تھے اور نہ بدکلام تھے۔ جب کسی پر غصہ آتا تو فرماتے کہ اس کو کیا ہو گیا ہے اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو۔

اخلاقِ نبوی ﷺ کا اور بھی بیان ان شاء اللہ آئندہ جمعہ آپ کے سامنے آئے گا کیونکہ یہ موضوع ایسا ہے کہ اس کے لئے ایک بیان نہیں بلکہ کئی بیان بھی ناکافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کے اخلاق کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۲) اخلاقِ رسول ﷺ (ب)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه، وَنَسْتَعِيْنُه، وَنَسْتَغْفِرُه، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه، وَمَنْ يُّضْلِلْه، فَلَا هَادِیَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَا شَرِيْكَ لَه، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه، وَرَسُوْلُه، اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَo مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍo وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍo وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍo (القلم۔۴-۱)

صدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: ن، قسم ہے قلم کی اور قسم ہے اس کی جو لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آپ اپنے رب کے فضل وکرم سے دیوانہ نہیں ہیں اور بے شک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے اور بے شک آپ اخلاق کے بلند درجہ پر قائم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں قلم کی قسم کھائی ہے۔ قلم سے مراد تقدیرِ الٰہی کا قلم بھی ہوسکتا ہے، فرشتوں کے اقلام بھی ہو سکتے ہیں اور انسانوں کے اقلام بھی ہو سکتے

ہیں۔قرآنِ کریم میں جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس کو بطورِ شہادت کے پیش کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قلمِ تقدیر سے یا قلمِ خلائق سے جو کچھ لکھا گیا ہے یا لکھا جائے گا اس کی قسم کھا کر کفار کے الزام کا رد کیا ہے کہ آپ مجنون ہیں بلکہ اپنے رب کے فضل وکرم سے آپ سب سے بڑے منصب، ''منصبِ نبوت'' پر سرفراز ہیں۔ (مایسطرون کے لفظ سے) جو کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا جائے گا وہ تاریخ میں محفوظ ہے اس کی طرف رجوع کرو اور دیکھو کہ کیا ایسے اعلیٰ اخلاق اور اعمال والے مجنون ہوتے ہیں؟ بلکہ وہ تو فہیم اور دانا ہوتے ہیں اور دوسروں کی عقلوں کو درست کرنے والے ہوتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضورِ اکرم ﷺ کے اخلاق کیسے تھے تو آپؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ (کنزالعمال۔۱۸۳۸۷) آپ ﷺ کے اخلاق سراپا قرآن تھے۔

سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ تمہارے لئے ایک مثالی نمونہ ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۝ (الاحزاب۔۲۱)

ترجمہ: (اۓ ایمان والو) تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک مثالی نمونہ ہے بالخصوص اس شخص کے لئے جو اللہ سے ملاقات کا اور قیامت کے دن کا خوف رکھتا

ہےاوراللہ کوکثرت سے یاد کرتا ہے۔

گذشتہ جمعہ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کے تعلق سے چند باتیں آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں ان شاء اللہ اس بیان میں بھی آپ کے اخلاق کا کچھ تذکرہ آئے گا۔

۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْصِفُ نَعْلَه' وَيَخِيْطُ ثَوْبَه' وَيَعْمَلُ فِیْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِیْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ يَفْلِیْ ثَوْبَه' وَيَحْلُبُ شَاتَه' وَيَخْدُمُ نَفْسُه' (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی جوتیاں خود گانٹھ لیتے اور اپنے کپڑے خود سی لیتے اور اپنے گھر کے کام کاج اس طرح سے کرتے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں کام کاج کرتا ہے۔حضرت عائشہؓ مزید فرماتی ہیں کہ آپ انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔آپ اپنے کپڑوں میں جوئیں دیکھ لیتے اور اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے اور اپنا ذاتی کام خود کرلیا کرتے۔

۲) عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰی زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَه' حَدِّثْنَا اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنْتُ جَارَهُ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْیُ بَعَثَ اِلَیَّ فَكَتَبْتُه' لَه' فَكَانَ اِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَه' مَعَنَا فَكُلُّ هٰذَا اُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت خارجہ بن زید بن ثابتؓ روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ میرے والد زید بن ثابتؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی باتیں سنایئے۔ حضرت زیدؓ نے کہا کہ میں آپ ﷺ کے بالکل پڑوس میں رہا کرتا تھا۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو مجھ کو بلا بھیجتے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ ﷺ کے حکم سے وحی لکھتا۔ آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب ہم دنیا کی باتوں کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جاتے، جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرتے، جب ہم کھانے پینے کا ذکر کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ اس کا ذکر کرتے یہ تمام باتیں میں آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کی بتا رہا ہوں۔

۳) عَنْ اَنَسٍ مُحَدِّثٌ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِنَّہٗ کَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَیَتْبَعُ الْجَنَازَۃَ وَیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْمَمْلُوْکِ وَیَرْکَبُ الْحِمَارَ وَلَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَوْمَ خَیْبَرَ عَلٰی حِمَارٍ خِطَامُہٗ لِیْفٌ (ابنِ ماجہ، بیہقی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ بیمار کی عیادت کرتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے اور لونڈی اور غلام کی دعوت بھی قبول کر لیتے اور گدھے پر سوار ہونے میں کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ غزوۂ خیبر کے دن میں نے آپ ﷺ کو ایک گدھے پر سوار دیکھا جس کی باگ کھجور کے پوست کی تھی۔

۴) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ اَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ

اَیُسَرَهُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا فَاِنْ کَانَ اِثْمًا کَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ یُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو جب دو کاموں میں سے کسی کام کا اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ اس کام کو اختیار کرتے جو آسان ہوتا بشرط یہ کہ وہ گناہ کا موجب نہ ہو۔ آپ ﷺ سارے انسانوں میں گناہ کے کاموں سے بہت دور رہنے والے تھے۔ اپنی ذات کے لئے آپ ﷺ کسی سے انتقام نہیں لیتے تھے۔ اگر اللہ کے حدود کا معاملہ ہوتا تو اللہ کے لئے آپ ﷺ سزا دیتے۔

۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاهِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا نِیْلَ مِنْهُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَهَكَ شَیْءٌ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو سوائے اس کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے۔ کسی شخص سے آپ ﷺ کو کوئی اذیت پہنچی ہو تو آپ ﷺ نے اس کا انتقام نہیں لیا ہاں اگر خدا کی حرام کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا جاتا تو اللہ کے حکم کے مطابق سزا دیتے تھے۔

۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَکْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ باحیاء تھے۔ جب کوئی خلافِ مزاج بات پیش آجاتی تو ہم آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے ناگواری محسوس کرلیتے تھے۔

۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰی اَرٰی مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَاِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ (بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کا سارا منہ کھل گیا ہو اور حلق کا کوا نظر آیا ہو آپ ﷺ کی ہنسی بس مسکراہٹ تک محدود تھی۔

۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْرُدُ سَرْدِكُمْ وَلٰكِنَّه‘ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيْنَه‘ فَصْلٌ يَحْفَظُه‘ مَنْ جَلَسَ اِلَيْهِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل اور بے تکان نہیں بولتے تھے بلکہ آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ایک ایک حرف اور جملہ ٹھہر ٹھہر کرادا فرماتے تھے جو شخص آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا ہوتا آپ ﷺ کی بات کو یاد کرلیتا تھا۔

۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَوِيْلَ الصَّمْتِ (شرح السنۃ)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ زیادہ تر خاموشی اختیار کئے رہتے تھے۔

۱۰) عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کل کے لئے کچھ جمع کر نہیں رکھتے تھے۔

۱۱) عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَصْنَعُ فِیُ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِیُ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِیُ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ (بخاری)

ترجمہ: حضرت اسودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی ﷺ گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ گھر میں خانگی (اہلِ خانہ کہ ضروریات) کام کرتے تھے مگر جب نماز کا وقت آتا تو بس اسی وقت نماز کو چلے جاتے تھے۔

۱۲) عَنْ عَمْرِوبْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُه‘ مُسْتَرْضِعًا فِیُ عَوَالِ الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَه‘ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَاِنَّه‘ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُه‘ قَيْنًا وَيَاخُذُه‘ فَيُقَبِّلُه‘ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّیَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ بُنِیُ وَاِنَّه‘ مَاتَ فِی الثَّدِیِ وَاِنَّ لَه‘ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَه‘ فِی الْجَنَّةِ (مسلم)

ترجمہ: حضرت عمرو بن سعیدؓ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اپنے گھر والوں پر مہربان اور شفیق نہیں

دیکھا۔آپ ﷺ کے صاحب زادہ ابراہیم مدینہ کے بالائی حصہ میں دودھ پلانے کے لئے (ایک دایہ کے پاس) رکھے گئے تھے۔آپ ﷺ اکثر اس محلّہ میں جایا کرتے تھےاور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے۔آپ ﷺ وہاں پہنچ کر دایہ کے گھر تشریف لے جاتے جہاں دھواں بھرا ہوتا تھا کیونکہ دایہ کا شوہر لوہار تھا۔پھر آپ ﷺ ابراہیم کو گود میں لیتے پیار کرتے اور پھر واپس آجاتے تھے۔جب ابراہیم کا انتقال ہوگیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم میرا بیٹا ہے وہ شیر خوارگی کی حالت میں اللہ کو پیارا ہوا ہے۔اس کے لئے دو دایہ مقرر کی گئی ہیں جو جنت میں اس کی دودھ پلانے کی مدت کو پورا کررہی ہیں۔

یہ چند احادیث اللہ کے رسول ﷺ کے عادات واخلاق کے بارے میں آپ ﷺ کے سامنے پیش کی گئی ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ انسانی عادات واخلاق کو کامل بنانے والے تھے نہ کہ مافوق الفطرت چیزوں کا نمونہ بن کر پیش ہونے والے تھے۔جولوگ سماجی،سیاسی اور دینی لحاظ سے بلندتر ہوتے ہیں انہیں عام انسانی عادات کے مطابق عمل کرنا عار محسوس ہوتا ہے مگر اللہ کے رسول ﷺ چونکہ سارے انسانوں کے لئے مثالی نمونہ بنا کر بھیجے گئے تھےاس لئے آپ ﷺ نے زندگی کے ہر پہلو میں ہر انسان کے لئے وہ نمونہ چھوڑا کہ سب کے لئے مثال بن سکے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ ﷺ کے عادات واخلاق کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۳) خاتم النبیین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًاo (الاحزاب۔۴۰)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

خاتم النبیین کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے اس آیت سے پہلے جو آیات اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حضرت زینبؓ سے نکاح کے بارے میں نازل فرمائیں اس کو جاننا ضروری ہے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○ مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ○ الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ○ (الاحزاب۔۳۹-۳۷)

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپ نے احسان کیا یوں فرمارہے تھے کہ اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں روکے رکھو اور اللہ سے ڈرو۔ آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا۔ آپ لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ پھر جب زیدؓ اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے اس (مطلقہ عورت زینبؓ) کا نکاح آپ سے کر دیا تا کہ ایمان والوں کو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی باقی نہ رہے جب کہ وہ ان سے اپنی حاجت پورا کر چکیں۔ اور خدا کا یہ حکم تو ہو کر ہی رہنے والا تھا۔ اللہ نے جو بات نبی کے لئے مقرر کی اس بات میں نبی پر کوئی الزام نہیں۔ یہی اللہ کی سنت ہے ان سب انبیائے کرامؑ کے معاملہ میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اللہ کا حکم تو پہلے سے تجویز شدہ ہوا کرتا

ہے۔ وہ اگلے پیغمبر ایسے ہوا کرتے تھے کہ اللہ کے احکام پہنچایا کرتے تھے اور اللہ ہی سے ڈرتے تھے کسی اور سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کیلئے کافی ہے۔

حضرت زیدؓ حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے۔ نبی ﷺ سے نکاح کے بعد حضرت خدیجہؓ نے زیدؓ کو آپ کی خدمت کے لئے وقف کردیا۔ حضرت زیدؓ کے والد اور چچا زیدؓ کو لینے کے لئے نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے کہا کہ اگر زید جانا چاہے تو لے جاؤ۔ تو حضرت زیدؓ نے اپنے والد اور چچا سے کہا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے وہ پیار و محبت کا سلوک کیا ہے کہ میں آپ ﷺ کو چھوڑ کر نہیں آسکتا۔ وہاں کے دستور کے مطابق نبی ﷺ نے کہا کہ زید آج سے میرا بیٹا ہے تو وہ زید بن محمد کہلائے جانے لگے۔ قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوتا۔ ان کو ان کے باپ کی طرف منسوب کرو۔ اگر تم ان کے باپ نہیں جانتے تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اس کے بعد وہ زید بن محمد کے بجائے زید بن حارثہؓ کہلائے جانے لگے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنتِ جحشؓ کو حکم دیا کہ وہ زیدؓ سے نکاح کرلیں۔ وہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اپنے اعلیٰ خاندان کی وجہ سے اس رشتہ کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ کسی ایمان والے مرد و عورت کو اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ میں فیصلہ کردیں تو اس معاملہ میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ تب حضرت زینبؓ نے زیدؓ سے نکاح کرلیا۔ مختلف وجوہات کی بناء پر دونوں میں ہم آہنگی پیدا نہ ہوسکی اور نوبت طلاق تک پہنچی۔ جب

زیدؓ نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نکاح زینبؓ سے کر دیا جس پر مخالفین نے آپ پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۴۰ میں سارے اعتراضات کے جوابات دے دئے۔

اولین اعتراض یہ تھا کہ آپ ﷺ نے اپنی بہو سے نکاح کیا حالانکہ آپ ﷺ کی اپنی شریعت میں بھی بیٹے کی بیوی باپ پر حرام ہے۔اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔جس شخص کی مطلقہ سے نکاح ہوا وہ بیٹا تھا ہی کب کہ اس کی مطلقہ سے نکاح حرام ہوتا۔محمد ﷺ کا سرے سے کوئی بیٹا ہی نہیں ہے۔دوسرا اعتراض یہ کہ اگر منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہے تب بھی اس کی مطلقہ عورت سے نکاح کر لینا صرف جائز ہی ہو سکتا ہے آخر اس کا کرنا کیا ضرور تھا؟اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اللہ کے احکام پر چل کر جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے حرام کر رکھا ہے اس کا خاتمہ کریں تا کہ اس کے حلال رہنے میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔مزید تاکید کے لئے فرمایا گیا کہ وہ خاتم النبیین ہیں یعنی ان کے بعد کوئی رسول تو درکنار نبی بھی آنے والا نہیں ہے اس لئے ضروری ہوا کہ اس رسمِ جاہلیت کا خاتمہ وہ خود کر کے جائیں۔آخر میں فرمایا گیا کہ اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے یعنی اگر اپنے آخری نبی سے اس رسم کا خاتمہ نہ کرایا گیا تو پھر دوسری ہستی دنیا میں ایسی نہ ہوگی کہ جس کے توڑنے سے ہر ملک اور ہر زمانہ کے لوگ اس کی اتباع کریں۔ان میں

سے کسی کی شخصیت بھی اس تقدس کی حامل نہ ہوگی کہ اس کا فعل سنت قرار پائے اور لوگوں کے دلوں سے اس عمل کی کراہیت کا قلع قمع ہوجائے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت:

اسلامی عقائد میں نبی ﷺ کو آخری نبی اور رسول ماننا ایک اہم عقیدہ ہے۔ اس کا انکار کرنے والے دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جن دو اشخاص مسیلمہ بن کذاب اور اسود عنسی نے نبوت کے دعوے کئے تھے ان کے خلاف جہاد کیا اور ان کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا۔ امام طحاوی رحمہ اللہ ''عقیدۃ الطحاوی'' میں فرماتے ہیں: وَاِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدُهُ الْمُصْطَفٰى وَنَبِيُّهُ الْمُجْتَبٰى وَرَسُوْلُهُ الْمُرْتَضٰى وَاَنَّه' خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِمَامُ الْاَتْقِيَاءِ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَحَبِيْبُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَكُلُّ دَعْوَةِ نُبُوَّةٍ بَعْدَ نُبُوَّتِهٖ فَغَيٌّ وَهَوٰى وَهُوَالْمَبْعُوْثُ اِلٰى عَامَّةِ الْجِنِّ وَكَافَّةِ الْوَرٰى بِالْحَقِّ وَالْهُدٰى وَ بِالنُّوْرِ وَالضِّيَاءِ یعنی محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندہ، برگزیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور یہ کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور متقیوں کے امام ہیں، تمام رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ رب العالمین کے پیارے ہیں۔ آپ کی نبوت کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور نفس پرستی ہے۔ آپ کو دینِ حق ہدایت نور اور روشنی کے ساتھ تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔

خاتم النبیین کی لغوی بحث:

خاتم ت پر زبر کے معنی مہر کے ہیں اور ت پر زیر کے معنی ختم کے کرنے والا

کے ہیں ۔رسول اللہ ﷺ کو قرآنِ کریم میں خاتم النبیین اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے سلسلۂ نبوت پر مہر لگ گئی ۔اب کسی کو یہ منصب کسی حیثیت سے نہیں ملے گا۔آپ ﷺ نے اس سلسلہ کو ختم کر دیا۔امام راغب اصفہانی ؒ لکھتے ہیں: خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لِاَنَّه' خَتَمَ النُّبُوَّةَ اَیْ تَمَّمُهَا بِمَجِیْئِهٖ یعنی خاتم النبیین اس لئے کہا گیا کہ آپ نے تشریف لا کر نبوت کو ختم کر دیا۔ (قاموس القرآن)

رہا عیسیٰ ؑ کا آخری زمانہ میں نزول جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے،آپ کوئی نئے سے نبی بنا کر نہیں مبعوث کئے جا رہے ہیں بلکہ پہلے سے نبی ہیں ۔وہ بحیثیتِ نبی کے نہیں آئیں گے بلکہ حضور ﷺ کے ایک امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور آپ ﷺ کے دین کی تبلیغ واشاعت فرمائیں گے۔عیسیٰ ؑ کے تشریف لانے سے محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔آپ رسول ﷺ کا آخری نبی ہونا صحابہ کرام ؓ سے لے کر آج تک پوری امت کا اجماعی عقیدہ رہا ہے۔ اس کے باوجود بھی کچھ بد بخت لوگ نبوت کے دعوے کرتے رہے اور کچھ بد بخت لوگ ان پر ایمان بھی لاتے رہے۔انیسویں صدی عیسوی میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو انگریزوں کا پٹھو تھا پہلے مہدی کا دعویٰ کیا پھر مسیح عیسی بن مریم کا دعویٰ کیا اور آخر میں دعوئ نبوت بھی کر دیا!

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِیْ وَ مَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُه' تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ

بُنْیَانِہٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِالْبُنْیَانُ خُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری مثال اور تمام انبیاء کی مثال ایک محل کی طرح ہے جس کی عمارت اچھی بنائی گئی اور اس محل سے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی، اس کو دیکھنے والے اس کے گرد چکر لگا کر اس عمارت کی خوبی پر تعجب کرتے، سوائے اس اینٹ کے جو چھوڑ دی گئی ہے۔ پس میں ہی وہ اینٹ ہوں۔ اینٹ کی خالی جگہ میں نے بند کر دی۔ میرے ذریعہ سے عمارت مکمل ہوگئی اور میرے ذریعہ سے رسولوں کا سلسلہ بھی ختم کر دیا گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں جو خالی جگہ کو پر کرنے والی ہے اور میں نبیوں کی مہر ہوں۔

۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے دوسرے انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے، اور رعب سے میری مدد کی گئی، مالِ غنیمت کو میرے لئے حلال قرار دیا گیا، ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک قرار دیا گیا اور مجھے سارے انسانوں کی طرف بھیجا

گیا اور میرے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

۳) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُوا اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے چند نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی ہوں اللہ میرے ذریعہ سے کفر کو مٹاتا ہے میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا)۔

۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَتْ بَنُوْاِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ لَا نَبِیَ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست اور انتظام ان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی کی وفات ہوتی تو دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہوجاتا تھا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ میرے خلفاء ہوں گے جو بہت ہوں گے۔

۵) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَبْقٰی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ شَیْءٌ

اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُبَشِّرَاتَ قَالَ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَه‘ (مسندِ احمد)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے مبشرات کے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں؟ تو آپ نے فرمایا سچے خواب جو مسلمان خود دیکھے یا کوئی اس کے متعلق دوسرا دیکھے۔

٦) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَيَكُوْنَ فِی اُمَّتِی ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّه‘ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَ بَعْدِیْ (ابوداود)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے اشخاص نبوت کا دعوی کریں گے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو ختمِ نبوت کے صحیح عقیدہ پر قائم رکھے اور آخرت میں آپ کی شفاعت سے بہرہ مند کرے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۴) صلوۃ وسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَنَسْتَغْفِرُه‘ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّـئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ وَمَنْ يُّضْلِلْه‘ فَلَا هَادِىَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه‘ لَا شَرِيْكَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ اَمَّابَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَه‘ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا٥ (الاحزاب۔٥٦)

صـدق اللّٰه العظيم وصدق رسوله الكريم ونحن علٰى ذٰلك من الشهدين والشكرين۔

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی رحمت کی دعا کیا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

صلوۃ وسلام کی خصوصیت:

کسی بھی عمل کے تعلق سے یہ نہیں کہا گیا ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے کرر ہے ہیں تم بھی اس کام کو کروسوائے درود وسلام کے۔ گوصلوۃ کی نسبت

بدل جانے سے مفہوم بدل جاتا ہے۔ اللہ کا صلوۃ یہ ہے کہ وہ نبی پر اپنی رحمتیں نازل کرتا ہے، فرشتوں کا صلوۃ یہ ہے کہ وہ نبی کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور ایمان والوں کی طرف جب نسبت کی جاتی ہے تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اپنے نبی پر رحمت، عنایت، رفعِ درجات کی دعا کریں۔ سورۂ احزاب کی اس آیت کی رو سے تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ زندگی میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا ہر امتی پر فرض ہے۔ امامِ شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجباتِ نماز میں سے ہے۔ اگر درود شریف نہ پڑھا جائے تو ان کے نزدیک نماز ہی نہ ہوگی۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے، درود نہ پڑھنے پر نماز تو ہو جاتی ہے لیکن نماز میں نقص رہ جاتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ سے تعلق اور احسان شناسی کا تقاضہ:

اللہ کے رسول ﷺ کے ذریعہ ہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور ایمان نصیب ہوا۔ جن زہرہ گداز مصائب کو جھیل کر آپ ﷺ نے یہ دین ہم تک پہنچایا یہ صرف آپ ہی کا حق تھا۔ اپنے فرضِ منصبی کو ادا کرنے کی آپ ﷺ میں جو تڑپ تھی اس کا اندازہ کرنا ہمارے لئے آسان نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی خواہش اور تمنا تھی کہ سارے انسان اللہ کے اس دین کو قبول کر لیں اور آخرت کی زندگی میں جہنم سے بچ جائیں۔ آپ ﷺ کی اس تڑپ اور بے چینی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ کو تسلی دینے

کی ضرورت پڑتی تھی۔

۱) فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَسَفًاo (الکہف۔٦)

ترجمہ: پس (اۓ نبی) اگر یہ لوگ اس قرآن پر ایمان نہ لائیں تو کہیں آپ ان کے پیچھے غم کھاتے کھاتے اپنی جان ہی ہلاک کر بیٹھیں گے۔

۲) طٰسٓمّٓo تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ o لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ اَلَّا يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ o (الشعراء۔۳-۱)

ترجمہ: طسم۔ یہ ایک واضح کتاب (قرآن مجید) کی آیتیں ہیں۔(اۓ پیغمبر) شاید آپ ان کافروں کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنی جان کھو بیٹھیں گے۔

۳) فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُo (النحل۔۸۲)

ترجمہ: اگر یہ لوگ (اس دینِ حق سے) منہ پھر لیتے ہیں تو (اۓ نبی ﷺ) آپ کی ذمہ داری صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

جو نبی ہم پر ہماری جانوں سے بڑھ کر مہربان ہیں اور ہمارے لئے راتوں کو رو رو کر دعائیں کیں اور اللہ کا دین پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی، ان کا بھی ہم پر کچھ حق بنتا ہے۔ ہم ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ان کے حق میں اللہ سے دعا کریں۔ اسی لئے درود وسلام کی عبادت مقرر کی گئی ہے۔ گو آپ ﷺ کو ہمارے درود وسلام کی احتیاج نہیں ہے۔ بادشاہوں کو فقیروں اور مسکینوں کے تحفوں

کی کیا ضرورت؟ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ہم بندوں پر حق ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں اور حمد و تسبیح کے ذریعہ اپنی عبودیت کا نذرانہ پیش کریں۔ اس سے اللہ کو کوئی نفع نہیں پہونچتا بلکہ خود ہماری ضرورت ہے اس کا نفع ہم کو پہونچتا ہے، اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ پر درود و سلام آپ ﷺ کے امت پر عظیم احسانات اور بے شمار عنایات کا حق ہے اور اس کا فائدہ ہم کو ہی پہونچتا ہے۔

درود و سلام کی حکمت اور مصلحت:

آپ ﷺ کی خدمت میں درود و سلام بھیجنے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے شرک کی جڑ کاٹ دی ہے۔ مقدس ہستیوں کے تعلق سے غلو کر کے امتیں گمراہ ہوتی رہی ہیں۔ ہمارے سامنے نصاریٰ کی مثال ہے جنہوں نے اپنے نبی کو خدا کا بیٹا بلکہ عین خدا بنا دیا! محمد ﷺ اور انبیائے کرامؑ کے بارے میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان پر بھی درود و سلام بھیجا جائے (یعنی اللہ سے ان کے لئے رحمت اور سلامتی کی دعا کی جائے) تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اللہ کی رحمت اور عنایت کے محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہیں مزید اعلیٰ درجات کیلئے دعا کی جائے۔ درود و سلام نبی سے دعا نہیں ہے بلکہ نبی کے حق میں ایک امتی کی دعا ہے تو اس سے آپ ﷺ سے مانگنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

درود و سلام ایک خاص اہمیت اور ثمرات رکھنے والی عبادت ہے، اس لئے احادیث میں اس کی خاص ترغیب دی گئی ہے اور فوائد ذکر کئے گئے ہیں۔ کوتاہی کرنے والوں پر سرزنش کی گئی ہے۔ علماء نے درود شریف کے فضائل پر کتابیں تصنیف فرمائی

ہیں۔ ''دلائل الخیرات'' تو مشہور کتاب ہے جس کو اکابر نے اپنے معمولات میں رکھا ہے۔ ہمارے زمانہ میں حضرت مولانا محمد موسیٰ الروحانی البازیؒ نے مختلف درودوں پر مشتمل ایک کتاب ''البرکات المکیہ فی صلوات النبویہ'' تالیف فرمائی ہے جو بے انتہاء ثمرات اور برکات کی کتاب ہے۔ اس کتاب سے چند فوائد بیان کئے جاتے ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے ۲) اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی موافقت کی سعادت ۳) ایک بار پڑھنے پر دس درجات بلند ہوتے ہیں ۴) دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں ۵) دس گناہ معاف ہوتے ہیں ٦) درود شریف کے ذریعہ قبولیتِ دعا کی امید کی جاتی ہے ۷) مُہمات میں اللہ تعالیٰ کفایت کرتے ہیں ۸) قُربِ نبی ﷺ کا ذریعہ ہے ۹) معاشی تنگی میں درود شریف صدقہ وخیرات کا قائم مقام ہے ۱۰) قضائے حاجات کا سبب ہے ۱۱) طہارتِ قلب اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے ۱۲) مرنے سے پہلے بشارتِ جنت کا حصول ۱۳) نجات کا ذریعہ ہے ۱۴) صلوۃ وسلام بھیجنے والے کے لئے نبی ﷺ کی طرف سے بھی صلوۃ وسلام آتا ہے ۱۵) بھولی ہوئی چیز کے یاد آنے کا ذریعہ ہے ۱٦) فقر وغربت کے ازالہ کا سبب ہے ۱۷) نور میں شدت واضافہ کا ذریعہ ہے ۱۸) اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے ۱۹) اللہ کے رسول ﷺ کی محبت اور محبت میں زیادتی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے ۲۰) بندہ کی ہدایت اور حیاتِ قلب کا ذریعہ ہے ۲۱) درود شریف ذکر اللہ، شکر اللہ اور انعام اللہ کا مجموعہ ہے۔

چند احادیث درود شریف کے فضائل میں بیان کئے جاتے ہیں:

۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّةً وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ مجھ پر ایک دفعہ صلوۃ بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوۃ بھیجتا ہے۔

۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّ حُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (نسائی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ مجھ پر ایک صلوٰۃ بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کی دس خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوةً (احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ جو بندہ نبی ﷺ پر ایک بار صلوۃ بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر ستر رحمتیں نازل کرتے ہیں اور فرشتے ستر مرتبہ رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے مگر مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ صحابیِ رسول ﷺ ابنِ عمروؓ اللہ کے رسول ﷺ سے سنے بغیر ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔ یہ ستر گنا کا ثواب

شاید جمعہ کے دن کے لئے مخصوص ہو۔

۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَه‘ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَ لَه‘ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَه‘ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ذلیل وخوار ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود وسلام نہ پڑھے اور ذلیل وخوار ہوجائے وہ شخص جس پر رمضان کا مہینہ آئے اور گزر جائے اور اس کی مغفرت نہ ہو (رمضان کا مہینہ جو رحمت اور مغفرت ہے اس میں اپنی مغفرت کا سامان نہ کرے)، ذلیل وخوار ہوجائے وہ شخص جس کے ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے ایک اس کے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں اور وہ ان کی خدمت کرکے جنت کا مستحق نہ بنے۔

۵) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَه‘ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَیَّ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا کہ بخیل اور کنجوس وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ (ذرا سی زبان ہلا کے) مجھ پر درود بھی نہ بھیجے۔

۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ

يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةٌ فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کہیں بیٹھیں اور اس نشست میں انہوں نے نہ اللہ کو یاد کیا اور نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تو ایسی مجلس ان کے لئے قیامت کے دن حسرت اور خسران کا باعث ہوگی چاہے اللہ ان کو معاف کرے چاہے اللہ ان کو عذاب دے۔

۷) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِىْ سَمِعْتُه، وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلَغْتُه، (شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس درود وسلام بھیجتا ہے تو میں براہِ راست سن لیتا ہوں اور جو کہیں دور سے بھیجے تو وہ مجھے (فرشتوں کے ذریعہ) پہنچایا جاتا ہے۔

درود شریف کے کلمات:

درود شریف مختلف الفاظ میں اللہ کے رسول ﷺ سے روایت کیا گیا ہے۔ اس میں سب سے افضل درود وہ ہے جو قعدہ میں تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِىْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِىْ لَكَ هَدِيَةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِىْ فَقَالَ سَاَلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ

نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ (مشہورتابعی) روایت کرتے ہیں کہ میری ملاقات کعب بن عجرہؓ (جواصحابِ بیعتِ رضوان میں سے ہیں) سے ہوئی۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک خاص تحفہ پیش نہ کروں جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے؟ تو میں نے کہا کیوں نہیں ضرور پیش کیجئے۔انہوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے اہلِ بیت پر کس طرح صلوۃ بھیجیں کیونکہ آپ پر کس طرح سلام بھیجیں اللہ نے ہمیں سکھا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو ”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ ـــــ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“ (اے اللہ تو محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرما جیسی رحمت تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر نازل فرمائی بے شک تو تمام تعریفوں کا مستحق ہے اور تو بزرگی والا ہے۔اے اللہ تو محمد ﷺ پر اور آلِ محمد ﷺ پر ایسی برکت نازل فرما جیسی برکت تو نے ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر نازل فرمائی بے شک تو تمام تعریفوں کا مستحق ہے اور تو بزرگی والا ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ پر اور آلِ ابراہیمؑ پر جو رحمت نازل کی تھی وہ مثالی تھی

اس لئے درود میں اللہ سے اس بات کی دعا کی جارہی ہے کہ محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر ایسی ہی رحمت نازل کرے۔رحمت کے بعد برکت کی دعا کی جارہی ہے۔برکت کا مطلب یہ ہے کہ اس رحمت میں بھرپور عنایت اور برابر ترقی اور اضافہ ہوتا رہے اور یہ رحمت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔عربی زبان میں آل کے معنی اولاد، خاندان والے اور احباب کے ہیں۔آل کا لفظ جب کسی کی طرف مضاف ہوکر استعمال ہوگا تو اس سے وہ لوگ مراد ہونگے جو اس سے قریبی رشتہ یا دوستی اور محبت رکھتے ہیں۔''آلِ فرعون'' اور''آلِ ابراہیم''میں یہی معنی مراد ہیں۔آلِ نبی ﷺ سے مراد نبی ﷺ کے اہلِ خاندان بھی ہوتے ہیں اور وہ بھی جن کو علمِ کامل اور عملِ صالح کے ذریعہ دامانِ نبوت سے وابستگی ہو یعنی آلِ محمد ﷺ کا اطلاق امتِ محمدیہ کے برگزیدہ افراد پر ہوتا ہے۔امام جعفرؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ آلِ محمد ﷺ صرف وہ مسلمان ہیں جو شریعتِ محمدیہ کے شرائط کو پورا کرتے ہیں۔ (قاموس القرآن)

درود شریف کو اَللّٰھُمَّ سے شروع کر کے اللہ تعالیٰ کے دو مبارک ناموں حمید اور مجید پر ختم کیا گیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کا قائم مقام ہے۔ حمید اور مجید یہ دو مبارک نام اللہ تعالیٰ کے تمام صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال کا آئینہ دار ہیں۔حمید وہ ہے جس کی ذات میں سارے محاسن وکمالات ہوں جس کی بناء پر وہ حمد وستائش کا مستحق ہو اور مجید وہ ہے جس کو ذاتی جلال وجبروت، عظمت وکبریائی بدرجہ کمال حاصل ہو۔اس طرح درود شریف کو اَللّٰھُمَّ سے شروع کر کے حمید اور مجید

پرختم کرنے پراس بات کی قوی امید ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں یہ دعاضرورقبول ہوگی۔

۲) عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ (احمد)

ترجمہ: حضرت رویفع بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جومیرا امتی مجھ پرصلوۃ بھیجے اورساتھ ہی یہ کہے کہ ''اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ '' (اے اللہ محمد ﷺ کوقیامت کے دن اپنے قریب کی نشست گاہ عطافرما) تواس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

اگرکوئی اپنے مقاصد کے لئے دعاؤں کے بدلے صرف درودہی پڑھے گا تو اس کے سارے مسائل حل ہوجائیں گے:

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُكْثِرُالصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِىْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ اَلرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ النِّصْفَ فَقَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِىْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا تُكْفٰى هَمُّكَ وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ میں کثرت سے آپ پر درود بھیجتا ہوں آپ مجھے بتائیے کہ میں اپنی دعاؤں میں

کتنا حصہ درود کے لئے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے کہا ایک چوتھائی حصہ تو آپ ﷺ نے فرمایا جتنا زیادہ کرو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے کہا آدھا حصہ تو آپ ﷺ نے فرمایا جتنا زیادہ کرو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے کہا تین چوتھائی حصہ تو آپ ﷺ نے فرمایا جتنا زیادہ کرو تمہارے لئے بہتر ہوگا تو میں نے عرض کیا اپنی دعا کا سارا وقت آپ پر صلوۃ کے لئے وقف کردوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو تمہاری ساری فکروں کے لئے اللہ کی طرف سے کفایت کی جائے گی اور تمہارے سارے گناہ ختم کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نبی ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجنے کی ہم کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۵) اتحادِ ملت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُه‘ وَنَسْتَعِيْنُه‘ وَنَسْتَغْفِرُه‘ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَه‘ وَمَنْ يُّضْلِلْه‘ فَلَا هَادِىَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه‘ لَا شَرِيْكَ لَه‘ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه‘ وَرَسُوْلُه‘ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ o وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ o يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ o وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِىْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ o

(آل عمران ـ ۱۰۷-۱۰۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشھدین والشکرین۔

محترم سامعین! آپ کے سامنے سورۂ آل عمران کی گیارہویں رکوع کی چھ آیات تلاوت کی گئی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: اۓ ایمان والواللہ سے ڈروجیسا ڈرنے کا حق ہےاورتم نہ مرنا مگراس حال میں کہ تم مسلمان ہواورتم سب مل کراللہ کی رسی کومضبوطی سے پکڑے رہواور پھوٹ نہ ڈالواوراللہ کے اس احسان کوجواس نے تم پرکیا ہے یادکروکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھےاس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی۔پس تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے اورتم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھےاللہ نے تم کواس سے بچالیا۔اس طرح اللہ اپنی آیات تمہیں کھول کھول کر بیان کرتا ہےتا کہ تم سیدھے راستے پرقائم رہواورضرورتم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئیے جوخیر کی طرف دعوت دیا کرے،معروفات کاحکم کرتی رہےاورمنکرات سے روکتی رہےاورایسے ہی لوگ ہیں جوفلاح پانے والے ہیں اورتم ان لوگوں کی طرح مت ہوجاؤ جنہوں نے واضح احکام پہنچنے کے بعدتفریق پیدا کی اوراختلاف میں پڑ گئے۔ایسے لوگوں کے لئے اس دن (قیامت کے دن) بڑاعذاب ہے جس دن بعض چہرے روشن ہوں گےاوربعض چہرے سیاہ ہوں گے۔پس جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گےان سے کہا جائے کہ کیاتم نے اپنے ایمان لانے کے بعدکفرکیا؟ پس اس کفرکی پاداش میں جوتم نے کیا

ہے عذاب کا مزہ چکھو اور جن لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت (جنت) میں ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

محترم حاضرین ان آیات میں اتحاد کی اہمیت اور اس کا طریقۂ کار بتایا گیا ہے اور تفرقہ اور پھوٹ کی مذمت بیان کر کے اس کے برے انجام سے امت کو خبردار کیا گیا ہے۔ ہم میں سے کون ہے جو اتحاد و اتفاق نہیں چاہتا؟ کون ہے جو پھوٹ اور تفرقہ پسند کرتا ہے؟ اتحاد و اتفاق اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور قوم کی بہت بڑی طاقت ہے۔ تفرقہ اور پھوٹ اس دنیا میں بھی اللہ کے عذاب کی ایک شکل ہے اور آخرت میں بھی اس کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ قرآنِ کریم کی آیات کا ایک شانِ نزول (Background) ہوتا ہے، جس کی واقفیت سے آیات کو سمجھنے میں صحیح رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ انصارِ مدینہ کے دو خاندانوں ''اوس و خزرج'' میں اسلام قبول کرنے سے پہلے سخت عداوت اور دشمنی تھی۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑائی اور خون ریزی کا بازار گرم ہو جاتا تھا جو برسوں سرد نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ ان کی ایک مشہور جنگ، ''جنگِ بعاث'' ایک سو بیس (۱۲۰) سال تک چلتی رہی۔ نبی اکرم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ پر ان کی قسمت جاگ اٹھی اور اسلام کی تعلیم اور صحبتِ نبوی ﷺ کے فیض نے دونوں قبیلوں کو شیر و شکر کی طرح ملا کر برادرانہ تعلقات قائم کر دئے۔ یہودِ مدینہ کو جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن تھے انصار کے دونوں

قبیلوں کا اتحاد اور اتفاق ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ ایک یہودی شماس بن قیس نے کسی فتنہ پرداز شخص کو بھیجا کہ جس مجلس میں دونوں خاندان جمع ہوں وہاں جنگِ بعاث کا ذکر چھیڑ دے۔ اس نے بعاث کی یاد تازہ کرنے والے اشعار سنانا شروع کر دئے جس کا سننا تھا کہ بجھی ہوئی دشمنی کی چنگاریاں پھر سے بھڑک اٹھیں۔ زبانی جنگ سے گزر کر ہتھیاروں کی لڑائی شروع ہونے کو تھی کہ نبی ﷺ اپنے صحابہؓ کی جماعت کے ساتھ اس موقعہ پر پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ اللہ سے ڈرو میں تمہارے درمیان موجود ہوں پھر یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ اللہ نے تم کو ہدایت دی، اسلام سے مشرف کیا، کیا تم انہی کفر کی تاریکیوں میں الٹے پیر جانا چاہتے ہو جس سے تم نکل کر آئے تھے؟ نبی ﷺ کی آواز کو سننا تھا کہ شیطانی جال کے سب حلقے ایک ایک کر کے ٹوٹ گئے۔ اوس وخزرج نے ہتھیار پھینک دیئے اور ایک دوسرے سے گلے مل کر رونے لگے۔ سب نے جان لیا کہ یہ دشمنوں کی فتنہ انگیزی تھی جس سے آئندہ ہمیشہ کے لئے چوکنا رہنا چاہیئے۔ اس واقعہ کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں اور آئندہ قیامت تک آنے والے ایمان والوں کے لئے اتحاد اور اتفاق کا لائحۂ عمل بیان کیا گیا۔ پہلا اصول اللہ کا تقویٰ ہے اور دوسرا اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔

آیت میں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے۔ محض ڈرنے ہی کا نہیں بلکہ حقِ تقویٰ (ڈرنے کا حق) کا حکم دیا گیا ہے۔ تقویٰ کے لغوی معنی تو بچنے کے ہیں۔ جس چیز سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ڈرنے ہی کی ہوتی ہیں

کہ ان سے عذابِ الٰہی کا خطرہ ہوتا ہے۔ بنیادی تقویٰ جس کے بغیر ایمان کا وجود ہی نہیں ہوتا وہ کفر وشرک سے بچنا ہے۔ تقوی کا دوسرا درجہ تمام حرام چیزوں سے بچنا ہے، تیسرے درجہ میں مشتبہات سے بچنا اور چوتھے درجہ میں کثرتِ مباحات سے بچنا ہے۔ تقوی کا اعلیٰ درجہ جو انبیاءؑ اوران کے نائبین کو نصیب ہوتا ہے وہ اپنے دل کو غیر اللہ سے بچانا اور ہروقت اللہ کی یاد اوراس کی رضا جوئی سے معمور رکھنا ہے۔ حقِ تقویٰ کی تفسیر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے اس طرح بیان کی گئی ہے:

حَقَّ تُقَاتِهٖ هُوَ اَنْ يُّطَاعَ فَلَا يُعْصَ وَ يُذْكَرَ فَلَا يُنْسٰى وَيَشْكُرَ وَلَا يَكْفُرَ

ترجمہ: حقِ تقویٰ یہ ہے کہ ہر کام میں اللہ کی اطاعت کی جائے اور کوئی کام اس کی نافرمانی کا نہ کیا جائے اوراس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے کبھی بھلایا نہ جائے اور ہمیشہ اس کا شکرادا کیا جائے کبھی ناشکری نہ کی جائے۔

اس مفہوم کو دوسرے ائمہ نے اس طرح ادا کیا ہے۔ مثلاً بعض نے فرمایا کہ حقِ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی کی ملامت اور برائی کی پرواہ نہ کرے اور ہمیشہ انصاف پر قائم رہے، اگرچہ انصاف کرنے میں خود اپنے نفس یا اپنی اولاد یا ماں باپ ہی کا نقصان ہوتا ہو اور بعض نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس وقت تک حقِ تقویٰ ادا نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ اپنی زبان کو محفوظ نہ رکھے۔ قرآنِ کریم کی دوسری آیت میں جو اِتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ہے یعنی اللہ سے ڈرو جتنا تمہاری قدرت میں ہے تو حضرت ابنِ عباسؓ اور طاؤسؒ نے فرمایا کہ یہ درحقیقت حَقَّ تُقَاتِهٖ

کی ہی تفسیر وتشریح ہے اور مطلب یہ ہے کہ معاصی اور گناہوں سے بچنے میں اپنی پوری توانائی اور طاقت کو صرف کردے تو حقِ تقویٰ ادا ہوگیا۔ اگر کوئی شخص اپنی پوری توانائی صرف کرنے کے بعد کسی ناجائز امر میں مبتلاء ہوگیا تو حقِ تقویٰ کے خلاف نہیں ہے۔ (معارف القرآن۔جلددوم)

اتحادِ ملت کا دوسرا اصول اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنا ہے۔

۱) عَنْ زَيْدَ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَه' كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَه' كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ (کنزالعمال۔۹۴۲)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں کتاب اللہ کو چھوڑ رہا ہوں جو اللہ کی رسی ہے۔ جو بھی اس کی اتباع کرے گا وہ ہدایت کے راستے پر گامزن ہوگا اور جو اس کو چھوڑ دے گا تو اس نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔

۲) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدِ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ (کنزالعمال۔۹۵۶)

ترجمہ: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی کتاب، وہی اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے۔

قرآنِ کریم کو مضبوطی سے پکڑنا ہی وہ چیز ہے جس سے قوم کی بکھری ہوئی

قوتیں جمع ہوتی ہیں۔ اور ایک مردہ قوم حیاتِ تازہ حاصل کرتی ہے لیکن اعتصام بالکتاب کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآنِ کریم کو اپنی آراء اور اہوا (خیالات اور خواہشات) کا تختۂ مشق بنایا جائے۔ بلکہ قرآنِ کریم کا وہی مطلب معتبر ہوگا جو صحیح احادیث اور سلفِ صالحین کی متفقہ تشریحات کے خلاف نہ ہو۔

۳) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ (موطا)

ترجمہ: حضرت مالک بن انسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول ﷺ کی سنت۔

اعتصام بالکتاب کا مطلب:

احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رسی سے مراد اس کی کتاب ''قرآنِ مجید'' ہے۔ اللہ کی رسی ٹوٹ نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے۔ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ کبھی پکڑتے ہیں کبھی چھوڑ دیتے ہیں۔ کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ زندگی کے تمام امور میں عقائد ہوں یا افکار، معاملات ہوں یا معاشرت، تجارت ہو کہ سیاست کتاب اللہ کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔ کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لئے اس کو صحیح سمجھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو زبانی طور پر اور عملی طور پر سمجھانے کے لئے ہی رسول ﷺ کو مبعوث کیا تھا۔ چنانچہ فرمایا گیا:

۱) وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ ○
(النحل۔۴۴)

ترجمہ: اور یہ ذکر (قرآنِ مجید) ہم نے آپ پر نازل کیا ہے تاکہ انسانوں کے لئے جو احکام نازل کئے گئے ہیں آپ انہیں خوب کھول کر بیان کریں اور وہ لوگ اس میں غور وفکر کریں۔

۲) لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ○ (آل عمران۔۱۶۴)

ترجمہ: درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر بہت بڑا احسان کیا کہ انہی میں سے ایک رسول کو اٹھایا جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب کی اور احکام کی تعلیم دیتے ہیں اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

فریضۂ رسالت کے اس مضمون کی آیات قرآن میں چار مقامات پر آئی ہیں۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۹ اور ۱۵۱ میں، سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۶۴ اور سورۂ جمعہ کی آیت نمبر ۲۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی اہم ذمہ داری یہ تھی کہ نازل ہونے والی آیاتِ قرآنی کو اہلِ ایمان کو سنائیں، ان آیات کا مطلب بیان کریں اور ان کے احکام سکھائیں اور ان کی زندگیوں کا تزکیہ کریں۔

یہ فریضہ آپ ﷺ نے جس گروہ پر انجام دیا وہ ''صحابہ کرامؓ '' ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی فکری اور عملی تربیت اللہ کے رسول ﷺ کے زیرِ سایہ قرآن کی روشنی میں ہوئی۔ ''الاخوان'' کے سربراہ شہیدِ امت سید قطبؒ نے بہت خوب فرمایا کہ صحابہ کرامؓ قرآنی امت ہیں۔ قرآن کو صحیح سمجھنے کے لئے رسول ﷺ کے اقوال اور اعمال کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے اقوال اور اعمال کو دیکھنا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خود ارشاد فرمایا۔ اختلافات میں میری سنت اور میرے خلفاء اور میرے صحابہؓ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔

۱) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِىْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِىْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (احمد، ابوداود، ترمذی، ابنِ ماجہ)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور اپنے چہرۂ انور سے ہماری طرف متوجہ ہوئے، پھر ایک موثر و بلیغ وعظ ارشاد فرمایا کہ جس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل کانپنے لگے۔ ایک

شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا یہ وعظ کسی رخصت کرنے والے کی سی وصیت معلوم ہوتا ہے پس اور بھی کچھ نصیحت ارشاد فرمایا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔ سنو اور اطاعت کرو چاہے تمہارا امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ تم میں جو بھی میرے بعد زندہ رہے گا بہت سے اختلافات دیکھے گا۔ پس تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت کو جو نیک اور ہدایت یافتہ تھے ہاتھوں سے اور دانتوں سے پکڑے رہو اور تم بچو تمام نئی باتوں سے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِىْ كَمَا اَتٰى اُمَّةً عَلَانِيَةً لَكَانَ فِىْ اُمَّتِىْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ وَاِنَّ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِىْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِى النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِىَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ (ترمذی)

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت پر ضرور وہ دور آئے گا جو بنی اسرائیل پر آیا تھا، جس طرح ایک جوتی دوسری جوتی کے مشابہ ہوتی ہے۔ اگر ان (بنی اسرائیل) کا کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدکاری کے لئے آیا ہوگا تو میری امت میں بھی کوئی شخص ایسا ہوگا جو یہ کام کر گزرے گا۔ بے شک بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سب جہنمی ہوں گے سوائے

ایک فرقہ کے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کونسا فرقہ ہے جو جنتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقے پر ہوگا۔

اتحادِ ملت کے لئے اللہ کی رسی کو یعنی قرآنِ مجید کو مضبوطی سے پکڑنا ضروری ہے۔ قرآنِ مجید کا وہی مطلب صحیح ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے سمجھایا اور کر کے دکھایا۔ قرآنِ مجید کا مطلب امت تک پہنچانے والے صحابہ کرامؓ ہیں جو خود بھی قرآنِ مجید کا عملی نمونہ تھے۔ لہٰذا اللہ کے رسول ﷺ نے امت کے اختلاف اور انتشار کے زمانے میں اس بات کی تاکید کی کہ آپ ﷺ کی سنت کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ کے طریقے کو بھی مضبوطی سے پکڑا جائے۔ کچھ لوگ صحابہ کرامؓ کو نظر انداز (Bypass) کر کے قرآن و حدیث پر چلنا چاہتے ہیں لیکن وہ اس کے صحیح مفہوم اور مطلب تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہی ان کی گمراہی کی بہت بڑی وجہ ہے۔ اتحادِ ملت کا واحد راستہ سنتِ رسول ﷺ اور سنتِ صحابہؓ کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنتِ رسول ﷺ اور سنتِ صحابہؓ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۶) دین میں اختلاف کی مذمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(آل عمران-۱۰۷-۱۰۲)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

محترم سامعین آپ کے سامنے سورۂ آل عمران کی گیارہویں رکوع کی چھ آیات تلاوت کی گئی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور تم نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کے اس احسان کو جو اس نے تم پر کیا ہے یاد رکھو۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی پس تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا اس طرح اللہ اپنی آیات تمہیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم سیدھے راستے پر قائم رہو اور ضرور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خیر کی طرف دعوت دیا کرے، معروفات کا حکم کرتی رہے اور منکرات سے روکتی رہے اور ایسے ہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے واضح احکام پہنچنے کے بعد تفریق پیدا کی اور اختلاف میں پڑ گئے ایسے لوگوں کے لئے اس (قیامت کے) دن بڑا عذاب ہے جس دن بعض چہرے روشن ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے پس جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے کہ کیا تم نے اپنے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ پس اس کفر کی پاداش میں جو تم نے کیا ہے عذاب کا مزہ

چکھو اور جن لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے تو وہ اللہ کی رحمت (جنت) میں ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

گذشتہ جمعہ آپ کے سامنے اتحادِ ملت کا طریقہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ یہ بات واضح کی گئی تھی کہ اللہ کی رسی سے مراد قرآنِ مجید ہے اور مضبوط پکڑنے سے مراد زندگی کے تمام معاملات اور احوال میں اسی کے مطابق عمل کرنا ہے۔ قرآن پر صحیح عمل کرنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہؓ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ آج آپ کے سامنے اختلاف اور انتشار کی مذمت بیان کرنا مقصود ہے۔ پہلی دو آیتوں کی تشریح آپ کے سامنے آچکی ہے تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دے رہے ہیں کہ تمہارے اندر ایک ایسی جماعت (جماعتِ علماء) ہونی چاہئے جو تمام انسانوں کو خیر کی طرف دعوت دینے والی معروفات کا حکم دینے والی اور منکرات سے روکنے والی ہو، ایسی جماعت کی موجودگی ملت کی شیرازہ بندی کے لئے ضروری ہے۔ چوتھی آیت میں فرمایا کہ تم ان لوگوں کی طرح یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح مت ہو جاؤ کہ جن کے پاس صاف ہدایات آنے کے بعد تفرقہ اور اختلاف میں پڑ گئے۔ ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔ پھر فرمایا گیا کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے اور کچھ لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ جن لوگوں نے دین کی واضح تعلیمات

آنے کے بعد تفرقہ اور اختلاف کیا ان کے اس فعل کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن میں جس تفرقہ اور اختلاف کی مذمت ہے وہ اصولِ دین میں ہے یا نفسانیت کی وجہ سے فروع میں ہے۔ اصولِ دین سب واضح ہیں ان میں کسی طرح کا ابہام نہیں ہوتا اور فروع میں بھی نفسانیت نہ ہو تو اختلاف کی بہت کم گنجائش ہے۔ کسی نص کے صریح نہ ہونے پر مجتہدین کا اختلاف مذموم نہیں ہوتا۔ مجتہد کو اجتہادی خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔ ان آیات میں جس اختلاف اور تفرقہ کی مذمت کی گئی ہے وہ دین کی بنیادی باتوں اور اصولِ شریعت کا اختلاف ہے۔ نفسانی خواہشات کی پیروی، رسم و رواج کی پابندی، باپ دادا کے طریقوں کی اندھی تقلید اور جدید تہذیب کی غلامی یہ وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے کوئی شخص دین میں اختلاف کرنے لگتا ہے۔ جو بات قرآن و حدیث سے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہے اس کا انکار آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کی کسی بات کو رد کرنا کفر ہے۔ کسی بھی گناہ کو جائز سمجھنا کفر ہے، شریعت کی کسی بات کو حقیر سمجھنا یا اس کا مذاق کرنا کفر ہے، قرآن و حدیث کے ظاہری مفہوم کو چھوڑ کر ایسے معنی بیان کرنا جو اہلِ باطن بیان کرتے ہیں الحاد والا کفر ہے۔ جس نے شریعتِ اسلامی کی ایک بات کا بھی انکار کیا تو اس نے اپنے لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کو باطل کر دیا۔ ایمان کے وجود کے لئے تو تمام باتوں کو ماننا ضروری ہے لیکن کفر کے وجود کے لئے شریعت کی کسی ایک بات کا انکار ہی کافی ہے۔ دین کے جو احکام قطعی ہیں ان میں کچھ ضروریات ہیں جس کو سب جانتے ہیں اور کچھ ایسے احکام

ہیں جو صرف قطعیات کہلاتے ہیں۔ عام لوگوں کے لئے ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کافر قرار دینے کے لئے کافی ہے۔

اختلاف کفر کا راستہ ہے:

دین کی بنیادی باتوں میں اختلاف کفر کی سیڑھی اور کفر کا راستہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ پس اب اپنے کفر کا مزہ چکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا لَّسۡتَ مِنۡهُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ اِنَّمَاۤ اَمۡرُهُمۡ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ○ (الانعام۔۱۵۹)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے دین میں راہیں نکالی اور بہت سے فرقوں میں بٹ گئے آپ کو ان سے کچھ سروکار نہیں ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے پھر وہ ان کو جتائے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

اس آیت میں غلط راستوں پر پڑنے والوں کے متعلق یہ بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان سے بری ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ پھر ان کو یہ وعیدِ شدید سنائی گئی کہ ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے وہی ان کو قیامت کے دن سزا دیں گے۔ دین میں تفریق ڈالنا اور فرقے بن جانا جو اس آیت میں ہے اس سے مراد اصولِ دین کی اتباع کو چھوڑ کر اپنے خیالات اور خواہشات کے مطابق یا

شیطانی مکر و تلبیس میں مبتلاء ہو کر دین میں کچھ نئی چیزیں بڑھا دے یا بعض چیزوں کو چھوڑ دے۔

امت کا تفرقہ واختلاف عذابِ الٰہی کی ایک شکل ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ○ (الانعام۔۶۵)

ترجمہ: آپ فرمایئے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) اس بات پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا کوئی عذاب تمہارے پاؤں کے نیچے سے برپا کر دے یا تم کو کئی فرقوں میں بانٹ کر آپس میں بھڑا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھائے۔ آپ ذرا دیکھئے ہم کس طرح مختلف پہلوؤں سے دلائل کا اظہار کرتے ہیں تا کہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

شِيْعَةٌ کے معنی فرقہ یا پارٹی کے ہیں۔ لفظ يَلْبِسَكُمْ لبس کے مادہ سے بنا ہے جس کے معنی چھپا لینے اور ڈھانپ لینے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے جیسے طوفانی ہوا، خطرناک بارش، بجلی کا گرنا، پتھروں کا برسنا یا تمہارے پاؤں تلے زلزلہ یا غرق ہو جانا، جوالہ مکھی کا پھٹ جانا وغیرہ یا تم کو اغراض کے اختلاف سے مختلف گروہ میں بانٹ دے اور آپس میں بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھائے۔ آج امت تفرقہ اور اختلاف کے عذاب

میں مبتلا ہے۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبالؔ نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے: ؎

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟
منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

اللہ تعالیٰ کا تقدیری فیصلہ:

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃً فَاَطَالَھَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّیْتَ صَلٰوۃً لَمْ تَکُنْ تُصَلِّیْھَا قَالَ اَجَلْ اِنَّھَا صَلٰوۃُ رَغْبَۃٍ وَرَھْبَۃٍ وَاِنِّیْ سَاَلْتُ اللّٰہَ فِیْھَا ثَلٰثًا فَاَعْطَانِیْ ثِنْتَیْنِ وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَۃً سَاَلْتُہٗ اَنْ لَّا یُھْلِکَ اُمَّتِیْ بِسَنَۃٍ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُہٗ اَنْ لَّا یُسَلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَیْرِھِمْ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُہٗ اَنْ لَّا یُذِیْقُ بَعْضُھُمْ بَاسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِیْھَا (ترمذی، نسائی)

ترجمہ: حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن ہمیں نماز پڑھائی خلافِ معمول نماز کافی طویل پڑھائی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ نے ایسی نماز پڑھی کہ کبھی اتنی طویل نہیں پڑھتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا

ہاں یہ نماز امید اور خوف کی نماز تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا کی دو چیزیں مجھے عطا کی گئیں اور ایک سے انکار کیا گیا۔ میں نے اللہ سے ایک التجاء یہ کی میری پوری امت کو وبائے عام سے ہلاک نہ کرے تو میری التجاء قبول کی گئی۔ دوسری التجاء میں نے یہ کی کوئی غیر دشمن ان پر مسلط نہ ہو جائے تو میری یہ بھی التجاء قبول کی گئی۔ تیسری التجاء میں نے یہ کی کہ میری امت میں اتحاد و اتفاق رہے اور آپس میں لڑتی بھڑتی نہ رہے میری یہ التجاء قبول نہیں ہوئی۔

اب یہ بات تقدیری طور پر طئے شدہ ہے کہ امت کے اندر اختلاف ہو کر فرقے بنیں گے۔ آپ ﷺ نے پیش گوئی کے طور پر فرمایا کہ بنی اسرائیل بہتر (72) فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت تہتر (73) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، سب جہنمی ہیں سوائے ایک فرقے کے۔ صحابہ کرامؓ کے سوال کرنے پر کہ وہ جنتی فرقہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو فرقہ سنتِ رسول کو اور سنتِ صحابہؓ کو مضبوطی سے پکڑنے والا ہے وہ جنتی ہے۔

امت کی تین چیزوں سے حفاظت:

عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثَ خِلَالٍ اَنْ لَّا یَدْعُوْا عَلَیْكُمْ نَبِیُّكُمْ فَتَهْلِكُوْا جَمِیْعًا وَاِنْ لَّا یَظْهَرَ اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰی اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَا تَجْتَمِعُوْا عَلٰی ضَلٰلَةٍ (ابوداود)

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

کہ اللہ عزوجل نے تمہیں تین چیزوں سے محفوظ رکھا ہے۔ایک یہ کہ تمہارے نبی تمہارے لئے بددعا نہ کریں گے کہ جس سے تم سب ہلاک ہوجاؤ، دوسرے یہ کہ اہلِ باطل اہلِ حق پر غالب نہ ہوں گے، تیسرے یہ کہ میری ساری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

ایک فرقہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا:

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِىْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاتِىَ اَمْرُاللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں ایک گروہ اللہ کے حکم (اللہ کے دین) پر پوری طرح قائم رہے گا۔ جو ان کا ساتھ چھوڑے گا یا ان کی مخالفت کرے گا ان کا کچھ نقصان نہیں پہنچا پائے گا اور وہ دین پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ (قیامت) آجائے۔

ہم سب کی ذمہ داری:

اگر ہمیں اپنی نجات مطلوب ہے تو گروہِ حق کو تلاش کرنا اور اس سے جڑ کر رہنا ضروری ہے۔ گروہِ حق کی پہچان اس سے پہلے بیانات میں آپ کے سامنے آچکی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت اور آپ کے صحابہؓ کی سنت پر قائم رہنے والا گروہ ہے۔ اگر آپ سچی طلب سے اس گروہ کی تلاش کریں تو ضرور اس کو پالیں

گے۔ اس گروہ کے اقوال اور اعمال کو پرکھنے کے لئے کسوٹی یہ ہے کہ وہ ۱) کتاب اللہ ۲) سنتِ رسول اللہ ﷺ اور ۳) سنتِ صحابہؓ پر پورے اترنے والے ہوں۔

اجماعِ امت کا حق ہونا:

۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِىْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلٰى ضَلَالَةٍ وَيَدُاللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِى النَّارِ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری تمام امت کو یا یہ فرمایا کہ امتِ محمد ﷺ کو کسی گمراہی پر نہیں جمع کرے گا۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے جو جماعت سے جدا ہوا وہ تنہاء ہی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

۲) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطٰنَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک شیطان انسان کا بھیڑیا ہے، جس طرح بکریوں کے لئے بھیڑیا ہوتا ہے۔ بھیڑیا اس بکری کو اچک لیتا ہے جو اپنے ریوڑ سے الگ ہونے والی اور دور ہونے والی اور کنارے ہونے والی ہو۔ بچو تم پہاڑ کے دروں سے اور مضبوط پکڑو

جماعت اور مجمع کو۔

اہلِ حق سے وابستہ ہونے کا طریقہ:

اجماعِ امت کا حق ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس لئے جو قول، عمل اور اعتقاد اجماعِ امت کا ہے اس کے مطابق اپنے فکر وعقیدے اور عمل کو بنانا یہی اہلِ حق سے جڑ کر رہنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اجماع کے عقیدے اور عمل سے جڑ کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

باسمہٖ تعالٰی

(۳۷) خطبۂ اولٰی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا o اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِالْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَزِیْزِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًاo (النساء۔۱۳۶)

صدق اللّٰہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علٰی ذٰلک من الشھدین والشکرین۔

فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اَمَرَ اللّٰہُ تَعَالَی الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْاِیْمَانِ اَیْ بِتَصْحِیْحِ الْاِیْمَانِ وَبِتَجْدِیْدِہٖ وَبِتَعْمِیْلِ اِقْتِضَآئِہٖ وَبِاسْتِقَامَۃِ عَلَی الْاِیْمَانِ حَتّٰی یَاْتِیَھُمُ الْمَوْتُ۔

اَلْاِیْمَانُ هُوَ التَّصْدِیْقُ بِالْجِنَانِ وَالْاِقْرَارُ بِاللِّسَانِ وَاِنَّ جَمِیْعَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ وَجَمِیْعَ مَا صَحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الشَّرْعِ وَالْبَیَانِ کُلُّه‘ حَقٌّ لَا یَـنْجُوا الْعَبْدُ مِنَ النَّارِ اِلَّا بِالْاِیْمَانِ وَلَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا بِالْاِیْمَانِ کَمَا صَرَّحَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُنَیْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَه‘ یَدَّعِی الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالُ فَکَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَاَثْبَتَتْهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ اَنَّه‘ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَکَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَمَا اِنَّه‘ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَکَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِیْنَ یَرْتَابُ فَبَیْنَمَا هُوَ عَلٰی ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰی بِیَدِهٖ اِلٰی کِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَبِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِیْثَكَ قَدْ اِنْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَه‘ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَشْهَـدُ اَنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُه‘ یَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَیُؤَیِّدُ هٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (بخاری)

اَلـلّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (آمین)

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعْنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ اِنَّه، تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ برٌّ رَّؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۸) خطبۂ ثانیہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ نَحۡمَدُهٗ وَنَسۡتَعِيۡنُهٗ وَنَسۡتَغۡفِرُهٗ وَنُؤۡمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيۡهِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَيِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ يَّهۡدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَنَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ○ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهۡلِ بَيۡتِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ خُصُوۡصًا عَلٰى اَمِيۡرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَيِّدِنَا اَبِىۡ بَكۡرِ نِ الصِّدِّيۡقِؓ وَعَلٰى اَمِيۡرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَيِّدِنَا عُمَرَبۡنِ الۡخَطَّابِؓ وَعَلٰى اَمِيۡرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَيِّدِنَا عُثۡمَانَ بۡنِ عَفَّانَؓ وَعَلٰى اَمِيۡرِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ سَيِّدِنَا عَلِىِّ ابۡنِ اَبِىۡ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجۡهَهٗ وَعَلٰى سَيِّدَىۡ شَبَابِ اَهۡلِ الۡجَنَّةِ اَلۡحَسَنِؓ وَالۡحُسَيۡنِؓ وَعَلٰى اُمِّهِمَا فَاطِمَةَ الزَّهۡرَاءِؓ سَيِّدَةِ نِسَاءِ اَهۡلِ الۡجَنَّةِ

وَعَلٰی عَمَّیْهِ الْمُكَرَّمَیْنِ بَیْنَ النَّاسِ سَیِّدِ الشُّهَدَاءِ اَلْحَمْزَةِ رض وَصِنُوْا اَبِیْهِ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رض وَعَلٰی سَائِرِ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَا تَبَّعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ

اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَی اللّٰهَ فَیُوْشِكُ اَنْ یَاْخُذَه، وَخَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ

عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ٥ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ٥

باسمہٖ تعالیٰ

(۳۹) خُطبَۃُ عِیدِالفِطرِ

اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ وَلِلّٰہِ الحَمدُ

اَلحَمدُ لِلّٰہِ حَمدًا کَثِیرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرضٰی اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ وَلِلّٰہِ الحَمدُ

سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمدِہٖ وَعَدَدَ خَلقِہٖ وَزِنَۃَ عَرشِہٖ وَرِضَا نَفسِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ اَللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ اَللّٰہُ اَکبَرُ وَلِلّٰہِ الحَمدُ وَنَشھَدُ اَن لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَنَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ اَمَّا بَعدُ فَقَد قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِی کِتَابِہِ العَزِیزِ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ○ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ○ شَھرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنزِلَ فِیہِ القُراٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الھُدٰی وَالفُرقَانِ فَمَن شَھِدَ مِنکُمُ الشَّھرَ فَلیَصُمہُ وَمَن کَانَ مَرِیضًا اَو عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّن اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الیُسرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ العُسرَ وَلِتُکمِلُوا العِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُم وَلَعَلَّکُم تَشکُرُونَ○ (البقرہ۔۱۵۸) صَدَقَ اللّٰہُ العَظِیمُ وَصَدَقَ رَسُولُہُ الکَرِیمُ وَنَحنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِینَ والشکرین۔

عَن اَنَسٍ رض قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ اَلمَدِینَۃَ وَلَھُم یَومَانِ یَلعَبُونَ فِیھِمَا فَقَالَ مَا

هٰذَانِ الْيَوْمَانِ قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَبْدَ لَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ (ابوداود)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَوْسِ نِ الْاَنْصَارِىِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِ الْفِطْرِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى اَبْوَابِ الطُّرُقِ فَنَادَوْا اُغْدُوْا يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَبٍّ كَرِيْمٍ يَّمُنُّ بِالْخَيْرِ ثُمَّ يُثِيْبُ عَلَيْهِ الْجَزِيْلَ، لَقَدْ اُمِرْتُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَقُمْتُمْ، وَاُمِرْتُمْ بِصِيَامِ النَّهَارِ فَصُمْتُمْ، وَاَطَعْتُمْ رَبَّكُمْ فَاقْبُضُوْا جَوَائِزَكُمْ فَاِذَا صَلُّوْا نَـادٰى مُنَادٍ اَلَآ اِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ غَفَرَلَكُمْ فَارْجِعُوْا رَاشِدِيْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ فَهُوَ يَوْمُ الْجَائِزَةِ وَيُسَمّٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ فِى السَّمَاءِ يَوْمَ الْجَائِزَةِ (ترغیب وترہیب)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ لَّبِسَ الْجَدِيْدَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ اٰمِنَ مِنَ الْوَعِيْدِ لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَبَخَّرَ بِالْعُوْدِ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِلتَّائِبِ الَّذِىْ لَا يَعُوْدُ، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَيَّنَ بِزِيْنَةِ الدُّنْيَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَزَوَّدَ بِزَادِالتَّقْوٰى، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ تَرَكَ الْخَطَايَا، لَيْسَ الْعِيْدُ لِمَنْ بَسَطَ الْبِسَاطَ اِنَّمَا الْعِيْدُ لِمَنْ جَاوَزَ الصِّرَاطَ

بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَنَفَعْنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِالْحَكِيْمِ اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

باسمہٖ تعالیٰ

(۴۰) خُطبَةُ عِیدِالاَضحٰی

اَللّٰهُ اَکبَرُ اَللّٰهُ اَکبَرُ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکبَرُ اَللّٰهُ اَکبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ لَه، مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ o اَللّٰهُ اَکبَرُ اَللّٰهُ اَکبَرُ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکبَرُ اَللّٰهُ اَکبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ نَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَه، لَا شَرِیْكَ لَه، وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُه، وَرَسُوْلُه، اَللّٰهُ اَکبَرُ اَللّٰهُ اَکبَرُ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکبَرُ اَللّٰهُ اَکبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِهِ الْعَزِیْزِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْکَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ o

صدق اللّٰه العظیم وصدق رسولُهُ الکریم ونحن علٰی ذٰلك من الشهدین والشکرین۔

وَقَدْ بَیَّنَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی مَا هِیَ رُوْحُ التَّضْحِیَةِ فِیْ سُوْرَةِ الْحَجِّ لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ کَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ o

وَقَدْ بَیَّنَ نَبِیُّه، صلی اللّٰه علیه وسلم وُجُوْبَهَا وَفَضَائِلَهَا عَنْ زَیْدِبْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ قَالَ سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ (احمد،ابنِ ماجہ)

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰہِ بِمَکَانٍ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِیْبُوْا بِھَا نَفْسًا (ترمذی،ابنِ ماجہ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ لَہٗ سَعَۃً وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرِبَنَّ مُصَلَّانَا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعْنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیَاتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَّلِکٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

ڈاکٹر سید محمود قادری کی تالیفات

۱) توفیق ایزدی:

خودنوشت سوانح حیات جس میں انہوں نے پہلے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ کن علماء سے دینی تعلیم حاصل کی پھرحق کی یافت اور مردان حق کی شناخت کے بعد یہاں کے گمراہ عقائد کا کس طرح رد کیا ہے، بڑی دلچسپ اور قابلِ مطالعہ داستاں ہے۔

۲) چالیس اصلاحی مقالات:

گذشتہ دس سالوں کے دوران اہم مضامین پر جو پمفلیٹ آپ نے لکھے یہ ان کا مجموعہ ہے۔اختصار اور جامعیت کے ساتھ موضوع کے متعلق معلومات کو اس طرح ترتیب دیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔دین کی حقیقت سے واقف ہونے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔

۳) مجالس معرفت (جلداول ودوّم):

''خانقاہِ قادریہ'' میں گذشتہ دس سالوں سے ہر سنیچر بعد نمازِ عشاء جو مجالس ہوتی ہیں ان کے ۲۰ بیانات کا مجموعہ ہے۔دین اور سلوک کے متعلق چشم کشا معلومات سے لبریز ہیں۔ مجالسِ معرفت کی پہلی جلد مارچ ۲۰۱۸ء میں پیش کی گئی تھی، الحمدللہ **''مجالسِ معرفت (جلددوّم)''** پیش کی جارہی ہے۔

۴) ایمان اور کفر:

بمقام خانقاہِ قادریہ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ میں روزانہ بعد نمازِ عصر جو دروسِ قرآن ہوئے ان کا موضوع ایمان اور کفر تھا، یہ کتاب ان کا مجموعہ ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے

ایمان کی حقیقت جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔

۵) الاربعینات:

گذشتہ چالیس سال سے آپ کا درسِ حدیث روزانہ بعد نمازِ مغرب جامعہ مسجد میں ہورہا ہے۔اس کتاب میں آپ نے اخلاصِ نیت کی چالیس احادیث، داخلۂ جنت کی چالیس احادیث اور داخلۂ جہنم کی چالیس احادیث جمع کی ہیں۔

۶) خطباتِ قادریہ:

گذشتہ پینتالیس سال سے آپ کے جمعہ کے خطبات مختلف مساجد میں ہورہے ہیں۔ خطبۂ جمعہ سے پہلے آپ کے جو بیانات ہوتے ہیں، نہایت جامع، موثر اور چشم کشا ہوتے ہیں۔ چالیس بیانات کا مجموعہ ''خطباتِ قادریہ'' کے نام سے پیش کیا جارہا ہے۔ائمۂ مساجد کے لئے جمعہ کے خطبے سے پہلے بیان کرنے کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔

۷) ہدایت اور گمراہی:

رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ میں بعد عصر روزانہ جو مجالس ''خانقاہِ قادریہ'' میں ہوئیں ان کا موضوع ہدایت اور گمراہی تھا، اس معنی میں کہ اللہ تعالیٰ کس کو ہدایت دیتے ہیں اور کس کو گمراہ کرتے ہیں۔الحمدللہ یہ بھی کتابی شکل میں پیش کی جارہی ہے۔

ڈاکٹر سید محمود قادری کی زیر طبع کتابیں

۱) خطباتِ قادریہ:

گذشتہ پینتالیس سال سے آپ کے جمعہ کے خطبات مختلف مساجد میں ہورہے ہیں۔خطبۂ جمعہ سے پہلے آپ کے جو بیانات ہوتے ہیں،نہایت جامع، موثر اور چشم کشا ہوتے ہیں۔ یہ تمام بیانات آپ کی ڈائریوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔چالیس بیانات کا مجموعہ **''خطباتِ قادریہ (جلدِ اول)''** کے نام سے قارئین کو پیش کیا جارہا ہے۔انشاء اللہ اس کی کئی جلدیں تیار ہوں گی اور قارئین کے باصرہ نواز ہوں گی۔

۲) مجالس معرفت:

''خانقاہِ قادریہ، بیجاپور'' میں ہر سنیچر بعد نمازِ عشاء جو مجالس ہوتی ہیں ان میں جو بیانات ہوتے ہیں ان کی دو جلدیں **''مجالس معرفت (جلداول ودوّم)''** آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔دس سال کے مجالس کے بیانات کا رکارڈ ڈاکٹر صاحب کے عزیز ومخلص رفیق جناب محمد اقبال انعمدار صاحب (وظیفہ یاب وائس پرنسپل انجمن جونیر کالج بیجاپور) کے پاس موجود ہے۔انشاء اللہ دیگر جلدوں میں یہ بیانات پیش کیئے جائیں گے۔

مولف کتاب ڈاکٹر سید محمود قادری کا مختصر تعارف

وظیفہ یاب گورنمنٹ میڈکل آفسر وطن : ضلع بیجاپور، ریاست کرناٹک

سلسلۂ نسب ۲۲ پشتوں پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے جا کر ملتا ہے۔ طالب علمی کے زمانہ میں عربی زبان سیکھ کر قرآن وحدیث کا ترجمہ کرنے کے قابل ہو گئے تھے اور اسی زمانے میں دارالقرأت والدّینیات الکلیمیہ حیدرآباد سے تجوید کی سند حاصل کی۔ طالب علمی کے زمانے ہی سے اکابر علماء سے خصوصاً حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے تعلق رہا۔

طب کی (یم۔بی۔بی۔ایس) کی تکمیل کے بعد حفظ قرآن بھی کیا۔ شہر بیجاپور میں گذشتہ ۴۰ سال سے آپ کے خطبات اور قرآن وحدیث کے دروس کا سلسلہ چل رہا ہے۔ حق کی یافت اور مردان حق کی شناخت کے بعد احقاق حق اور ابطال باطل کا بے مثال فریضہ انجام دیا اور تا حال انجام دے رہے ہیں۔

۲۰۰۵ء میں حضرت مولانا محمد قمرالزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم سے خلافت واجازت سے سرفراز ہونے کے بعد ''خانقاہِ قادریہ'' قائم کی، جہاں پابندی سے مجالس کا سلسلہ چل رہا ہے۔ روزانہ ۱۰، ۱۲ گھنٹے دینی کتب کا مطالعہ ہے اور ۱۹۸۹ء سے (جب آپ کا تبادلہ گلبرگہ سے بیجاپور ہوا) ہر تین روز میں ایک ختم قرآن آپ کا معمول ہے۔ روزانہ چار مساجد میں آپ کے درس قرآن اور درس حدیث بھی پابندی سے ہو رہے ہیں۔ یہاں کے ہر خاص وعام کے لئے آپ کا وجود مسعود حجة اللّٰہ فی الارض (زمین پر اللہ کی حجت) ہے۔

ایں سعادت بزور بازوے نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(ماخوذ: از توفیقِ ایزدی)

جاری کردہ:

خانقاہِ قادریہ، گوڈیہال کالونی جامع مسجد وجۓ پور (کرناٹک)